Ref. books.

OSMANIA UNIVERSITY

تاریخ طبری

جلد اول

حصۂ سوم

عہد رسالت

سلسلۂ نصابات علوم جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

جلد اول

حصۂ سوم

تصنیف

ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ

مولوی سید محمد ابراہیم صاحب۔ ایم، اے
رکن شعبۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۵ھ م سنہ ۱۳۴۵ف م سنہ ۱۹۳۶ء

از دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

تاریخ طبری جلد اوّل حصہ سوم

(عہد رسالت)

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
رسول اللہ صلعم کا نسب اور اُن کے باپ دادا کے کچھ حالات۔	۱	ابن خزیمہ۔	۲۹
ابن عبدالمطلب۔	۹	ابن مدرکہ۔	۲۹
ابن ہاشم۔	۱۴	ابن الیاس۔	۳۰
ابن عبدمناف۔	۱۶	ابن مضر۔	۳۱
ابن قصی۔	۱۶	ابن نزار۔	۳۳
ابن کلاب۔	۲۳	ابن معد۔	۳۴
ابن مُرّہ۔	۲۴	ابن عدنان۔	۳۵
ابن کعب۔	۲۴	رسول اللہ صلعم کا ذکر اور حالات۔	۴۰
ابن لوی۔	۲۵	رسول اللہ صلعم کی شادی حضرت خدیجہؓ سے	۴۴
ابن غالب۔	۲۵	نبوت سے قبل کے واقعات۔	۴۶
ابن فہر۔	۲۵	نزول وحی کا دن اور مہینہ۔	۵۴
ابن مالک۔	۲۶	پہلے پہل حضرت جبرئیلؑ کا وحی لیکر اللہ کی جانب سے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آنا	۵۷
ابن النضر۔	۲۸	ان لوگوں کے اقوال جو علیؓ کے سابق فی الاسلام ہونے کے مدعی ہیں۔	۶۹
ابن کنانہ۔	۲۹		

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
ابن اسحق کا بیان۔	۸۳	بنو النضیر کی جلاوطنی۔	۲۸۶
مہاجرین حبشہ کی تعداد۔	۸۵	غزوۃ السویق۔	۲۹۵
مہاجرین حبشہ کے نام۔	۸۶	سنہ ۵ ہجری شروع ہوا۔	۲۹۷
نبوت کے بعد رسول اللہ صلعم کا زمانۂ قیام مکے میں۔	۱۳۵	غزوۂ خندق۔	۳۰۰
تاریخ کی ابتدا۔	۱۳۷	غزوۂ بنی قریظہ۔	۳۱۹
سنہ ۱ ہجری کے اہم واقعات۔	۱۴۲	سنہ ۶ ہجری شروع ہوا (اس سال کے واقعات)	
سنہ ۲ ہجری شروع ہوا (اس سال کے واقعات)	۱۵۴	غزوۂ بنی لحیان۔	۳۳۴
سنہ ۲ ہجری کے بقیہ واقعات		غزوۂ ذی قرد۔	۳۳۵
تبدیل قبلہ	۱۶۰	غزوۂ بنی المصطلق۔	۳۴۲
جنگ بدر۔	۱۶۴	بہتان کا واقعہ۔	۳۴۸
اصحاب بدر کی تعداد۔	۱۷۴	صلح حدیبیہ۔	۳۵۶
جنگ بدر۔	۱۷۴	سنہ ۷ ہجری کے واقعات	
غزوۂ بنی قینقاع۔	۲۱۹	غزوۂ خیبر۔	۳۹۴
غزوۃ السویق۔	۲۲۳	غزوۂ وادی القریٰ۔	۴۰۲
سنہ ۳ ہجری شروع ہوا (اس سال کے واقعات)	۲۲۶	سنہ ۸ ہجری شروع ہوا (اس سال کے واقعات)	۴۱۱
کعب بن الاشرف کا قصہ۔	۲۲۶	سنہ ۸ ہجری کے واقعات۔	۴۱۶
غزوۃ القردۃ۔	۲۳۰	غزوۂ موتہ۔	۴۲۱
ابو رافع یہودی کا قتل۔	۲۳۲	فتح مکہ۔	۴۲۶
جنگ احد۔	۲۳۸	غزوۂ ہوازن حنین میں۔	۴۵۲
سنہ ۴ ہجری شروع ہوا (اس سال کے واقعات)	۲۷۳	سنہ ۹ ہجری شروع ہوا۔	۴۷۷
عمرو بن امیۃ الضمری کا واقعہ۔	۲۷۷	غزوۂ تبوک۔	۴۸۲
بئر معونہ کا واقعہ۔	۲۸۱	سنہ ۱۰ ہجری شروع ہوا۔	۵۱۰
		وفد بنی عامر بن صعصعہ۔	۵۲۶

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
بنی طے کا وفد۔	۵۲۸	رسول اللہ صلعم کی تلواریں۔	۵۶۱
غزوات رسول اللہ صلعم۔	۵۳۵	״ ״ ״ کی کمانیں اور نیزے۔	۵۶۲
رسول اللہ صلعم کی مہمات۔	۵۳۷	״ ״ ״ کی زرہیں۔	۵۶۲
״ ״ کے حج کا بیان۔	۵۴۲	״ ״ ״ کی ڈھال۔	۵۶۲
ازواج رسول اللہ صلعم۔	۵۴۳	״ ״ ״ کے اسمائے گرامی۔	۵۶۳
رسول اللہ صلعم کی عایشہؓ اور سودہؓ سے منگنی۔	۵۴۴	״ ״ ״ کا حلیہ۔	۵۶۳
ان عورتوں کا ذکر جن کو آپ نے نکاح کا پیام دیا۔	۵۵۳	مہر نبوت۔	۵۶۴
رسول اللہ صلعم کی باندیوں کا ذکر۔	۵۵۴	رسول اللہ صلعم کی شجاعت اور سخاوت۔	۵۶۵
״ ״ ״ کے موالی۔	۵۵۴	״ ״ ״ کے بالوں کا بیان۔	
״ ״ ״ کے کاتب۔	۵۵۸	کیا آپ خضاب کرتے تھے؟	۵۶۵
״ ״ ״ کے گھوڑوں کے نام۔	۵۵۸	رسول اللہ صلعم کی علالت۔	۵۶۷
״ ״ ״ کے خچروں کے نام۔	۵۵۹	سنہ ۱۱ ہجری شروع ہوا (اس سال کے واقعات)	۵۶۷
״ ״ ״ کے اونٹوں کے نام۔	۵۶۰	آپ کے وفات کا دن اور آپ کی عمر۔	۵۸۲
״ ״ ״ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں۔	۵۶۰	واقعۂ سقیفہ۔	۵۸۷
رسول اللہ صلعم کی بکریاں۔	۵۶۱	وفات کے دن رسول اللہ صلعم کی عمر۔	۵۹۹
		رسول اللہ صلعم کی وفات کا دن اور مہینہ۔	۶۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ طبری

جلد اوّل

حصہ سوم

عہدِ رسالت

رسول اللہ صلعم کا نسب اور اُن کے باپ دادا کے کچھ حالات

رسول اللہ صلعم کا اسم گرامی محمدؐ ہے اور آپ عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے ہیں یہ عبداللہ رسول اللہ کے والد اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے، یہ عبداللہ زبیر اور عبدمناف یعنے ابوطالب عبدالمطلب کے بیٹے ایک ماں سے تھے، ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھی۔ یہ ابن اسحٰق کی روایت ہے۔

ہشام بن محمدؐ کی روایت یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلعم کے باپ اور ابوطالب جن کا نام عبدمناف ہے اور زبیر، اور عبدالکعبہ، عاتکہ، برّہ اور اُمیمہ عبدالمطلب کی اولاد حقیقی بہن بھائی تھے ان سب کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ تھی۔

ایک عورت نے یہ نذر کی کہ اگر میں یہ کام کروں تو میں اپنے بیٹے کی کعبہ کے پاس قربانی کروں گی اُس کام کو وہ کر گذری مدینہ آئی تاکہ اپنی نذر کے متعلق حکم شرعی

دریافت کرے پہلے وہ عبداللہ بن عمر کے پاس آئی اُنھوں نے اُس سے کہا کہ نذر کے متعلق مجھے اللہ کا صرف یہی حکم معلوم ہے کہ اُس کو پورا کیا جائے اُس عورت نے کہا تو کیا میں اپنے بیٹے کی قربانی کر دوں اس کا ابن عمر نے صرف یہ جواب دیا کہ اللہ نے اس بات کی ممانعت کی ہے کہ تم اپنی جانوں کو قتل کرو، اس جواب سے تشفی نہ پاکر اب وہ عبداللہ ابن عباس کے پاس آئی اور اُن سے فتویٰ پوچھا اُنھوں نے کہا ایک طرف اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی نذر کو پورا کرو اور قتل نفوس کی ممانعت کی ہے، عبدالمطلب بن ہاشم نے نذر مانی تھی کہ جب اُن کے دس لڑکے ہو جائینگے تو وہ اُن میں سے ایک کو قربان کر دیں گے چنانچہ جب یہ تعداد پوری ہو گئی اُنھوں نے قرعہ اندازی کی قرعہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے نام نکلا چونکہ عبدالمطلب عبداللہ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے اُنھوں نے کہا خداوندا عبداللہ کی قربانی قبول ہے یا سو اونٹ یہ کہکر اب اُنھوں نے عبداللہ اور اونٹوں میں قرعہ اندازی کی اس مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا یہ واقعہ بیان کر کے ابن عباس نے اُس عورت سے کہا کہ میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بیٹے کے بجائے سو اونٹ کی قربانی کر دو، یہ بات مروان کو جو اُس وقت مدینہ کا امیر تھا معلوم ہوئی اس نے کہا کہ ابن عمر اور ابن عباس دونوں نے فتوے میں غلطی کی ہے ایسی نذر جس میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو سرے سے جائز نہیں اور عورت سے کہا کہ تو اللہ سے معافی مانگ، توبہ کر، صدقہ دے اور جس قدر خیر تجھ سے ہو سکے وہ کر۔ رہی بیٹے کی قربانی تو چونکہ اللہ تعالےٰ نے اُس کی ممانعت فرما دی ہے اس لئے وہ کسی طرح جائز ہی نہیں، مروان کے اس فتوے کو لوگوں نے بہت پسند کیا اور وہ اس سے بہت خوش ہوے اور اسی کو اُنھوں نے صحیح سمجھا اور پھر یہی عام فتویٰ ہو گیا کہ جس بات میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو وہ نذر ہی نہیں۔

نذر کے متعلق مذکورۂ بالا بیان قبیصہ بن ذویب کا ہے ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ جب عبدالمطلب کا زمزم کے کھودنے کے وقت قریش سے جھگڑا ہوا اور اُن کو دبنا پڑا اُنھوں نے نذر مانی کہ اگر اُن کے دس بیٹے پیدا ہوئے اور وہ اُن کی زندگی میں سن بلوغ کو پہنچ کر اُن کی حمایت کے قابل ہو گئے تو وہ اُن میں سے ایک کو

کعبہ میں اللہ کے لئے قربان کر دیں گے چنانچہ جب اُن کے دس بیٹے ہو گئے اور اُن کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ اُن کی حمایت اور مدافعت کریں گے انھوں نے اُن کو جمع کیا اور اپنی منّت سے اطلاع دی اور خواہش کی کہ تم میری اس نذر کو پورا کرو انھوں نے باپ کی خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور پوچھا اگر اس پر عمل کیسے ہو گا، عبدالمطلب نے کہا تم میں سے ہر ایک ایک پانسہ لے اُس پر اپنا نام لکھ لائے جب وہ اپنے نام لکھکر لے آئے عبدالمطلب کعبہ کے عین وسط میں ہبل کے پاس آئے یہ مکہ میں قریش کا سب سے بڑا بت تھا اور کعبہ کے عین وسط میں ایک کنوئیں پر رکھا ہوا تھا اور اسی کنوئیں میں کعبہ کے چڑھاوے ڈالے جاتے تھے، اس بت کے پاس سات پانسے تھے ہر ایک پر ایک تحریر کندہ تھی ایک تحریر میں تھا "دیت" چنانچہ جب قریش میں دیت کے متعلق اختلاف رائے ہوتا کہ کون اُسے ادا کرے تو ان ساتوں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اور جس کے نام دیت کا پانسہ نکل آتا وہی دیت ادا کرتا ایک پانسہ پر "ہاں" لکھا تھا جب قریش کوئی کام کرنا چاہتے تو انھیں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اگر جواب میں ہاں نکلتا اُسے کر گزرتے، ایک پانسہ پر "نہیں" لکھا تھا اگر پانسے میں یہ نکل آتا تو جس کام کے لئے اُنھوں نے پانسے ڈالے تھے اُسے وہ نہ کرتے۔ ایک پانسہ پر لکھا تھا "تم میں سے" ایک پر لکھا تھا "ملا ہوا" ایک پر تھا "تمہارے غیروں میں سے" ایک پانسہ پر تھا "پانی" جب قریش کنوئیں کھودنا چاہتے تو اس پانسہ کو دوسروں کے ساتھ ملا کر ڈالتے اگر جواب میں یہ پانسہ نکل آتا تو کنوئیں کھودتے۔

اسی طرح جب قریش بچے کی ختنہ کرنا چاہتے یا نکاح کرنا چاہتے یا میت کو دفن کرنا چاہتے یا اُن کو کسی کے نسب میں شک ہو جاتا تو وہ ہبل کے پاس آتے سو درہم اور قربانی کے لئے بھیڑ بکریاں لے جاتے اُن کو پانسہ پھینکنے والے کو دیتے پھر اپنے اُس آدمی کو جس کے متعلق حکم لینا ہوتا بت کے قریب لاتے پھر کہتے اے ہمارے رب یہ فلاں شخص ہے ہم اس کے ساتھ یہ کرنا چاہتے ہیں آپ حق بات ظاہر کر دیجئے، اس کے بعد وہ پانسہ پھینکنے والے سے کہتے کہ اب پانسے ڈالو وہ ڈال دیتا اگر اُسکے متعلق نکلتا کہ یہ تم میں سے ہے تو وہ نجیب و شریف سمجھا جاتا اگر نکلتا کہ یہ تمہارا غیر ہے تو اُسے حلیف سمجھا جاتا اور اگر "ملا ہوا" نکلتا تو اُس کا نسب مشتبہ ہی رہتا نہ وہ اُن کا ہم نسب

سمجھا جاتا اور نہ حلیف۔

اشتباہ نسب کو دور کرنے کے علاوہ اگر کسی اور معاملہ کے متعلق جس کو وہ کرنا چاہتے ہوں وہ پانسے ڈلواتے اور اُس میں "ہاں" نکل آتا تو اُس کام کو وہ ضرور کرتے اور اگر "نہیں" نکلتا تو اُس کام کو وہ اور ایک سال موخر کر دیتے اور آئندہ سال پھر اُس کے متعلق پانسہ ڈلواتے غرضکہ اس طرح وہ اپنے تمام معاملات کو اسی دستور پر انجام دیتے تھے اجازت نکلتی کرتے ممانعت آتی نہ کرتے۔

عبدالمطلب نے پانسے والے سے کہا کہ میرے ان تمام لڑکوں کے متعلق قرعہ اندازی کرو اور اُسے بتایا کہ میں نے ایسی نذر مانی ہے اب ہر لڑکے نے اپنے نام کا پانسہ اُسے دیدیا، عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے اور اُنھیں کو وہ سب سے زیادہ چاہتے تھے عبدالمطلب کا خیال تھا کہ اگر پانسہ اُن کے نام پر نہ نکلا تو اس خوشی میں وہ ایک بڑی دعوت کریں گے۔ یہ عبداللہ رسول اللہ صلعم کے باپ تھے، جب پانسہ ڈالنے والے نے اُن کو ڈالنے کے لئے اٹھایا تو عبدالمطلب کعبہ کے وسط میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے پانسہ ڈالنے والے نے پانسے ڈالدئے اور پانسہ عبداللہ کے نام نکلا عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ تھاما اور چھری اٹھائی اور پھر وہ اساف اور نائلہ کے پاس اسے ذبح کرنے آئے یہ قریش کے وہ دونوں بت تھے جن کے پاس وہ قربانیاں کرتے تھے، اسے دیکھکر قریش اپنی مجلس سے اٹھکر عبدالمطلب کے پاس آئے اور پوچھا کیا کرتے ہو عبدالمطلب نے کہا میں اسے ذبح کرتا ہوں اس پر تمام قریش اور ان کے دوسرے بیٹوں نے کہا کہ جب تک آپ ان کے معاملہ میں تمام بچاؤ کے ذرائع ختم نہ کردیں ان کو ہرگز ذبح نہ کریں کیونکہ اگر آپ نے اس وقت انھیں ذبح کر ڈالا تو یہ ایک بری مثال قائم ہو جائے گی اور پھر ہر شخص اپنے بیٹے کو یہاں ذبح کر دیا کرے گا اور لوگ کس طرح زندہ رہ سکیں گے، مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے جس کے قبیلہ کے یہ عبداللہ بھانجے تھے کہا کہ جب تک چھٹکارے کی تمام صورتیں ناقابل عمل نہ ثابت ہوں تم ہرگز اسے ذبح نہ کرو اگر ہمارے مال سے اس کا فدیہ ہو سکے تو ہم فدیہ دینے کے لئے آمادہ ہیں قریش اور عبدالمطلب کے بیٹوں نے بھی اُن سے کہا کہ آپ ہرگز اسے ذبح نہ کریں اسے حجاز لے کر جائیں وہاں

ایک عارفہ عورت ہے اُس کا تابع ہے پہلے اس سے دریافت کریں اس کے بعد آپ کو اختیار ہے اگر وہ آپ کو اس کے ذبح کرنے کا حکم دے ذبح کر ڈالیں اور اگر وہ اس سے بچنے کی کوئی اور صورت بتا دے تو آپ اسے قبول کر لیں۔

اس مشورہ کے مطابق وہ سب مکہ سے مدینہ آئے یہاں آکر معلوم ہوا کہ وہ عورت خیبر میں ہے یہ خیبر میں اس کے پاس آئے اُس سے ملے عبدالمطلب نے اپنی نذر کا سارا قصہ اسے سنایا اور پوچھا کہ اس صورت میں کیا کیا جائے اس نے کہا آج تو جاؤ میرے تابع کو آنے دو اُس سے دریافت کرتی ہوں، وہ سب کے سب اس کے پاس سے چلے آئے وہاں سے آکر پھر عبدالمطلب اللہ کی جناب میں التجا اور دعا کرنے کھڑے ہو گئے۔ دوسرے دن صبح کو پھر یہ سب لوگ اس عارفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آج اس نے کہا کہ ہاں مجھے خبر مل گئی ہے یہ بتاؤ تمھارے ہاں جان کی دیت کیا ہے انھوں نے کہا دس اونٹ اور یہی مقررہ دیت تھی اس عورت نے کہا تو اب اپنے گھر جاؤ اور اپنے آدمی اور دس اونٹوں کو ایک جا کر کے ان پر قرعہ اندازی کراؤ اگر قرعہ تمھارے آدمی کے نام نکلے تو اونٹوں کی تعداد میں دس کا اضافہ کرتے جانا اور قرعہ اندازی کرتے رہنا اور اگر اونٹوں پر قرعہ نکل آئے تو بس ان کو ذبح کر دینا کیونکہ اونٹوں کے نام قرعہ نکل آنے سے معلوم ہو جائے گا کہ تمھارا رب راضی ہو گیا ہے اور تمھارا آدمی بچ گیا۔

یہ اس کے پاس سے چلکر پھر مکہ آئے اور اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے عبدالمطلب کعبہ کے وسط میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے، اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب انھوں نے اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد بیس کر دی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی عبدالمطلب پھر اللہ سے التجا کرنے کھڑے ہو گئے مگر اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا اب پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد تیس کر دی گئی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی اور ہر مرتبہ قرعہ عبداللہ ہی کے نام آتا رہا اور پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کیا گیا یہاں تک کہ دس مرتبہ یہ عمل کیا گیا اس اثناء میں عبدالمطلب برابر اللہ کی جناب میں اپنے بیٹے کی سلامتی کے لئے دعا کرتے رہے آخر کار جب اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی اور قرعہ اندازی ہوئی تو

اس مرتبہ قرعہ اونٹوں پر نکل آیا، قریش اور دوسرے حاضرین نے کہا عبدالمطلب اب تمھارے رب کی رضا پوری ہو گئی بس کرو۔ انھوں نے کہا میں ابھی نہیں مانتا جب تک میں تین مرتبہ قرعہ اندازی نہ کرلوں گا مجھے اطمینان نہ ہوگا۔ چنانچہ دوبارہ ان سو اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی عبدالمطلب بدستور کھڑے ہوئے دعا کرتے رہے اس مرتبہ بھی قرعہ اونٹوں پر نکلا اور جب دوسری اور تیسری بار بھی قرعہ اونٹوں پر نکل آیا تو اب انھوں نے وہ اونٹ وہاں ذبح کر دئے اور بغیر روک ٹوک کے وہیں چھوڑ دئے کہ آدمی یا جانور جس کا جی چاہے ان کو کھالے۔

قربانی کے بعد وہ اپنے بیٹے عبداللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کعبہ سے واپس جانے لگے بنی اسد کی ایک عورت امّ قتال بنت نوفل۔ بن اسد بن عبدالعزّیٰ ورقہ بن نوفل بن اسد کی بہن کے پاس سے جو کعبہ میں موجود تھی ان کا گزر ہوا اس نے عبداللہ کے چہرے کو دیکھکر کہا تم کہاں جاتے ہو عبداللہ نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں اس نے کہا جس قدر اونٹ تمھارے فدیہ میں ذبح کئے گئے ہیں وہ میں تم کو دیتی ہوں تم اسی وقت مجھ سے ہمبستر ہو جاؤ عبداللہ نے کہا میرے ساتھ میرے باپ ہیں میں اُن کی خلاف مرضی کوئی بات نہیں کروں گا اور نہ ان سے جدا ہونا چاہتا ہوں۔

عبدالمطلب اسی طرح عبداللہ کو لئے ہوئے کعبہ سے باہر آگئے اور انھیں وہب بن عبدمناف بن زہرہ کے پاس جو اُس وقت اپنی عمر اور شرافت کی وجہ سے بنی زہرہ کا رئیس تھا لیکر آئے اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب سے جو باعتبار شرافت نسب اور مرتبہ کے تمام قریش میں سب سے افضل خاتون تھیں کردی، یہ آمنہ برہ بنت عبدالعزّیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی کی بیٹی تھیں اور برہ امّ حبیب بنت اسد بن عبدالعزّیٰ بن قصی کی بیٹی تھی اور امّ حبیب بنت اسد، برہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوی کی بیٹی تھی، شادی کے بعد وہب ہی کے مکان میں عبداللہ نے اُن سے خلوت کی اور اسی وقت محمد صلعم شکم مادر میں بصورت حمل جلوہ افروز ہوئے جب عبداللہ آمنہ کے پاس سے برآمد ہو کر پھر اس عورت کے پاس آئے جس نے اپنے کو ان کے لئے پہلے پیش کیا تھا عبداللہ نے اس سے کہا آج کیوں تم میرے سامنے وہ بات پیش نہیں کرتیں جو کل کی تھی اس نے کہا آج تمھاری پیشانی پر وہ نور نہیں ہے

جو کل تھا وہ جاتا رہا اب مجھے تمہاری ضرورت نہیں، واقعہ یہ تھا کہ یہ عورت اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو نصرانی ہو گیا تھا اور جس نے عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے اس مذہب میں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا تھا، اور آئندہ کی خبروں سے واقف تھا سنا کرتی تھی کہ قریش میں اولاد اسمٰعیل میں سے ایک نبی پیدا ہونے والا ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری روایت اسحٰق بن یسار کی یہ ہے کہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے ساتھ عبداللہ کی ایک عورت اور تھی یہ اس کے پاس آئے مگر چونکہ اس نے مٹی میں کچھ کام کیا تھا اور اس وجہ سے اس کے جسم پر مٹی لگی ہوئی تھی انھوں نے اس وقت اس عورت کو مباشرت کے لئے کہا مگر مٹی سے میلا ہونے کی وجہ سے اس نے آنے میں دیر کی عبداللہ نے اس کے پاس سے نکل کر وضو کیا اور بدن پر سے مٹی دھو ڈالی اور اب مباشرت کے ارادے سے آمنہ کے پاس آئے اور اسی وقت محمدؐ صلعم بشکل حمل شکم آمنہ میں جلوہ افروز ہوئے وہاں سے نکل کر عبداللہ اب پھر اپنی پہلی عورت کے پاس آئے اور کہا جی چاہتا ہے اس نے کہا نہیں جب پہلے تم میرے پاس آئے تھے اس وقت تمہاری دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک نور روشن تھا تم نے اس وقت مجھ سے مباشرت کی خواہش کی میں نے انکار کر دیا تم آمنہ کے پاس چلے گئے اب وہ نور اس کے پاس چلا گیا۔

ارباب سیر کہتے ہیں کہ یہ عورت کہا کرتی تھی کہ عبداللہ میرے پاس آئے اس وقت ان کی پیشانی پر ایسا نور تھا جیسا گھوڑے کا چاند تارا میں نے ان سے جماع کی خواہش کی مگر انھوں نے انکار کر دیا اور وہ آمنہ بنت وہب کے پاس چلے گئے ان سے ہم بستر ہوئے اور اسی وقت بطن آمنہ میں محمد صلعم بشکل حمل مستقر ہوئے۔

ابن عباس کی روایت ہے کہ جب عبدالمطلب عبداللہ کو لے کر اس کی شادی کرنے چلے تو وہ بنی خثعم کی ایک کاہنہ فاطمہ بنت مر کے پاس سے جو اہل تبالہ کی ایک یہودیہ عورت تھی اور جس نے یہود کی بہت سی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں گذرا اس نے عبداللہ کے چہرے پر ایک خاص نور دیکھا اور اس سے کہا کہ اے نوجوان اگر تو اسی وقت مجھ سے مباشرت کرتا ہے تو میں تجھے سو اونٹ دیتی ہوں عبداللہ نے کہا۔

اَمّا الحرام فالممات دُونہ والحل لاحل فاستبینہ
فکیف بالامر الذی تبغینہ

ترجمہ :۔ حرام ہو نہیں سکتا اس سے موت اولی ہے اور حلال کی یہ شکل نہیں لہذا جو تم چاہتی ہو وہ بات کیسے ہو۔

اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ میں اس وقت اپنے باپ کے ساتھ ہوں اور کسی طرح ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا عبدالمطلب ان کو اپنے ساتھ لئے ہوئے چلے گئے اور انہوں نے آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے عبداللہ کی شادی کر دی تین دن عبداللہ آمنہ کے پاس رہے پھر پلٹے اور اب پھر اس خثعمیہ عورت کے پاس جس نے ان سے خواہش مباشرت کی تھی ائے اور کہا اب بھی اس بات کے لئے آمادہ ہو اس نے کہا اے شریف میں بدکار نہیں ہوں میں نے تمہارے چہرے میں ایک نور دیکھا تھا میری خواہش تھی کہ وہ نور مجھ میں آجائے مگر اللہ کو یہ بات منظور نہ تھی کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہو اس نے جہاں مناسب سمجھا اسے ودیعت کر دیا یہ بتاؤ یہاں سے جا کر تم نے کیا کیا؟ عبداللہ نے کہا میرے باپ نے میری شادی آمنہ بنت وہب سے کر دی اور میں تین دن ان کے ساتھ مقیم رہا۔ اس پر فاطمہ بنت مُر نے چند شعر بھی کہے۔

زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب تمام قریش میں سب سے زیادہ حسین آدمی تھے کسی نے آمنہ بنت وہب سے اس کے حسن و جمال کی تعریف کی اور یہ بھی کہا اگر جی چاہے تو ان سے شادی کر لو آمنہ نے عبداللہ سے شادی کی عبداللہ نے ان سے مباشرت کی اور رسول اللہ صلعم ان کے بطن میں بشکل حمل مستقر ہوئے اس کے بعد عبداللہ کے باپ نے ان کو ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ مدینہ بھیجدیا تاکہ وہاں سے کھجور لے کر آئیں اسی سفر میں عبداللہ نے مدینہ میں انتقال کیا جب ان کو واپس آنے میں دیر ہوئی عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث کو ان کی خبر کے لئے بھیجا انکو مدینہ آکر معلوم ہوا کہ عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔

مگر واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ بیان بالکل غلط ہے اصل واقعہ وہی ہے جو اُمّ بکر بنت المسور نے بیان کیا ہے کہ عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو لیکر وہب کے پاس آئے اور خود اپنے اور اپنے بیٹے کی شادی کی درخواست کی چنانچہ ایک ہی مجلس میں

دونوں کی شادیاں ہوگئیں عبدالمطلب کی شادی ہالہ بنت عبد مناف بن زہرہ سے اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے ہوئی۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہم تمام ارباب سیر اس بات پر متفق ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام سے مدینہ آئے چونکہ وہ بیمار تھے اس لئے مدینہ میں ٹھہر گئے اور اسی قیام کے زمانے میں ان کا انتقال ہوگیا اور نابغہ کے یا جیسا کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے تابعہ کے گھر کے اس چھوٹے حجرے میں جو اگر تم اس گھر میں اپنے بائیں جانب سے داخل ہو ملتا ہے دفن کردئے گئے۔ اس خبر کے متعلق ہمارے ارباب سیر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ابن عبدالمطلّب

عبدالمطلّب کا نام شیبہ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کے سر میں سفید بال تھے عبدالمطلب اس لئے نام ہوا کہ ان کے باپ ہاشم تجارت کے سلسلہ میں شام گئے تھے وہ مدینہ کے راستے سے شام روانہ ہوئے تھے مدینہ پہنچ کر وہ عمرو بن زید بن لبید الخزرجی کے پاس فروکش ہوئے ان کی نظر سلمیٰ بنت عمرو پر پڑی اور وہ اس پر فریفتہ ہوگئے اور اس کے باپ عمرو سے انہوں نے درخواست کی کہ اس کی شادی میرے ساتھ کردو اس نے نکاح کردیا مگر یہ شرط کی کہ اسکے ہاں ولادت اس کے میکے میں ہوگی۔ ہاشم بغیر اس سے مباشرت کئے اپنے کام پر چلے گئے شام سے واپسی میں وہ اپنی بیوی سے اس کے میکے میں یثرب میں ہم بستر ہوئے وہ حاملہ ہوئیں ہاشم اسے اپنے ہمراہ مکہ لے آئے مگر جب وضع حمل کا زمانہ قریب آیا انہوں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے میں بھیجدیا اور خود شام چلے گئے اور وہیں غزہ میں اُن کا انتقال ہوگیا ان کے مرنے کے بعد ان کی بیوی سلمیٰ کے ہاں عبدالمطلب پیدا ہوئے یہ سات آٹھ سال تک یثرب ہی میں نشو و نما پاتے رہے ایک مرتبہ بنو الحارث بن عبد مناۃ کا ایک شخص مدینہ آیا یہاں اسے چند لڑکے تیر اندازی کرتے ہوئے ملے شیبہ جب نشانے پر تیر ماردیتے تھے تو وہ فخریہ طور پر کہتے تھے "میں ہاشم کا بیٹا ہوں میں بطحاء کے رئیس کا بیٹا ہوں" حارثی نے ان سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا میں

شیبہ بن ہاشم بن عبد مناف ہوں، حارثی نے مکہ آکر مطلب سے جو حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہا اے ابو الحارث سنو میں نے یثرب میں چند لڑکوں کو تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا ان میں ایک ایسا لڑکا تھا کہ جب اس کا تیر نشانے پر لگ جاتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا میں ہاشم کا بیٹا ہوں میں بطحاء کے رئیس کا فرزند ہوں مطلب نے سنکر کہا بخدا میں اب اپنے گھر نہ جاؤں گا جب تک کہ اس بچے کو لے نہ آؤں گا حارثی نے کہا اگر اسقدر مستعد ہو تو لو یہ میری ناقہ صحن میں بندھی ہے اس پر چلے جاؤ مطلب اس اونٹنی پر سوار ہو کر یثرب آئے سر شام وہ آبادی میں پہنچے بنو عدی بن النجار کے محلہ میں آئے یہاں انھوں نے دیکھا کہ قبیلہ کی چوپال کے احاطہ میں لڑکے گیند کھیل رہے ہیں اس نے اپنے بھتیجے کو شناخت کر کے وہاں والوں سے پوچھا یہ ہاشم کا بیٹا ہے انھوں نے کہا ہاں یہ تمہارا بھتیجا ہے اگر تم اسے لینا چاہتے ہو تو ابھی پکڑ لو اس کی ماں کو اس کی خبر نہ ہونے پائے ورنہ اگر اسے معلوم ہو گیا تو وہ اسے کبھی نہ جانے دے گی اور پھر ہم بھی اسے جانے نہ دیں گے اور روک لیں گے، مطلب نے اسے آواز دی اور کہا اے میرے بھتیجے میں تمہارا چچا ہوں تم کو تمہاری قوم کے پاس لے جانے کے لئے آیا ہوں، یہ کہکر انھوں نے اپنی اونٹنی بٹھا دی اور وہ لڑکا تیر کی طرح اچھل کر ناقہ کے پچھلے حصہ پر بیٹھ گیا مطلب اسی وقت اسے لے کر مکہ روانہ ہو گئے اس کی ماں کو رات ہونے تک اس کے جانے کی اطلاع نہ ہوئی جب رات کو اسے اس کی اطلاع ہوئی اس نے شور مچایا کہ کوئی شخص میرے بچے کو بھگا لے گیا مگر پھر اس کو اطلاع دی گئی کہ اس کا چچا اسے لے گیا ہے۔

مطلب اسے دن چڑھے مکہ لے کر آئے اس وقت سب لوگ اپنی اپنی نشست گاہوں میں موجود تھے وہ پوچھنے لگے کہ تمہارے پیچھے یہ کون سوار ہے انھوں نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے اسی طرح اسے لئے ہوئے مطلب خود اپنے گھر پہنچے ان کی بیوی خدیجہ بنت سعید بن سہم نے پوچھا یہ کون ہے انھوں نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ یہ میرا غلام ہے، گھر سے نکل کر مطلب حزورہ آئے یہاں سے انھوں نے ایک حلہ خریدا اور اسے شیبہ کو جا کر پہنایا پھر سر شام اسے لے کر بنی عبد مناف کی مجلس میں آئے اس کے بعد وہ لڑکا اسی حلہ کو پہنے ہوئے مکہ کی گلی کوچوں میں پھرا کرتا تھا اور چونکہ مطلب نے اپنی قوم سے بھی ان کے دریافت کرنے پر یہی کہا تھا کہ یہ میرا غلام ہے اس وجہ سے سب لے

عبد المطلب کہنے لگے اس موقع پر مطلب نے یہ شعر بھی کہا۔

عرفتُ شیبۃَ والنجار قد جعلت ابناؤھا حولہ بالنبل تنتضلُ

ترجمہ۔ جب بنو نجار کے لڑکے اس کے گرد کھڑے تیر اندازی کر رہے تھے میں نے شیبہ کو شناخت کر لیا۔

اسی واقعہ کے متعلق یہ روایت بھی ہے کہ ہاشم بن عبد مناف نے بنو عدی بن النجار کی ایک شریف زادی سے جس کی اپنے منگیتروں سے یہ شرط تھی کہ وہ اپنے میکے ہی میں رہے گی شادی کی اور اس کے بطن سے شیبۃ الحمد ہاشم کا لڑکا پیدا ہوا ان کی اپنے ننھیال میں عزت و محبت سے پرورش ہوئی۔ ایک مرتبہ یہ انصار کے نوجوانوں کے ساتھ تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا جب اس کا تیر نشانہ پر لگ جاتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا میں ہاشم کا بیٹا ہوں ایک راہگیر نے اس کی یہ بات سن پائی اس نے مکہ آکر اس کے چچا مطلب بن عبد مناف سے کہا کہ میں مدینہ میں بنو قیلہ کے احاطہ سے گزر رہا تھا میں نے وہاں اس شکل و صورت کا ایک نو عمر لڑکا دیکھا جو دوسرے اپنے ہم عمروں سے نشانہ بازی کر رہا تھا اور وہ اپنے کو تمھارے بھائی کا بیٹا کہتا تھا تمھارے لئے یہ بات زیبا نہیں کہ تم اس جیسے لڑکے کو اس غربت میں رہنے دو۔

مطلب مکہ سے چلکر مدینہ آئے انھوں نے اپنی سواری پر سارے شہر کا چکر لگایا تب کسی نے انھیں سے شیبہ کی ماں کا پتہ بتایا مطلب نے جب تک شیبہ کے لئے اجازت نہ لے لی اس کی ماں کا پیچھا نہ چھوڑا اس کی اجازت سے پھر وہ اسے لے کر مکہ روانہ ہوئے چونکہ مطلب نے اسے اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا اس لئے ان کا جو ملاقاتی راستے میں ان کو ملا اور اس نے اس لڑکے کو پوچھا کہ یہ کون ہے مطلب نے کہدیا کہ یہ میرا غلام ہے اسی لئے شیبہ کا نام عبد المطلب ہو گیا۔

مکہ آکر مطلب نے اسے اس کے باپ کی املاک کی نشاندہی کر دی اور ان کو اس کے سپرد کر دیا نوفل بن عبد مناف نے ایک کنوئیں کے بارے میں اس سے تنازعہ کیا اور زبردستی اسے غصب کر لیا عبد المطلب نے اپنی قوم کے کئی آدمیوں کے پاس جا کر اس کی شکایت کی اور اپنے چچا کے مقابلہ میں مدد مانگی مگر ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ہم تمھارے اور تمھارے چچا کے درمیان نہیں پڑتے

اس جواب پر عبدالمطلب نے اپنی حالت اپنے ننھیال کو لکھی اور خط میں چند ایسے شعر بھی لکھے جس میں اپنے چچا نوفل کی شکایت کی تھی چنانچہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد ابواسعد ابن عدس النجاری اسّی ناقہ سواروں کے ساتھ یثرب سے روانہ ہو کر ابطح آیا عبدالمطلب کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اس کے استقبال کو آئے اور انھوں نے کہا ماموں صاحب قیام فرمائیے ابواسعد نے کہا جب تک نوفل سے میری مڈبھیڑ نہ ہو جائے گی میں فروکش نہ ہونگا عبدالمطلب نے کہا میں اسے حجر میں قریش کے مشائخ کے ساتھ بیٹھا ہوا چھوڑ آیا ہوں۔ ابواسعد حجر آیا نوفل کے سرھانے آکر کھڑا ہوا اور اس نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور پھر نوفل سے کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے یا تو میرے بھانجے کو اس کا کنواں واپس دیدے ورنہ میں ابھی اس تلوار سے تیرا کام ختم کر دیتا ہوں نوفل نے کہا رب کعبہ کی قسم ہے میں نے وہ کنواں اسے واپس دیدیا اس پر تمام حاضرین کی شہادت ہوگئی اس کے بعد ابواسعد نے کہا اے میرے بھانجے اب میں تمہارا مہمان بنتا ہوں، تین دن اس نے عبدالمطلب کے ہاں قیام کیا اور اسی اثنا میں اس نے عمرہ بھی کیا اس واقعہ کے بیان میں عبدالمطلب نے چند شعر کہے اور سمرہ بن عمیر ابو عمرو الکنانی نے بھی کچھ شعر کہے۔

اس واقعہ کا خود نوفل پر یہ اثر ہوا کہ اس نے تمام بنی عبد شمس سے بنی ہاشم کے خلاف ایک سمجھوتہ کرلیا۔

محمدؐ بن ابی بکر کہتا ہے کہ میں نے یہ قصہ موسیٰ بن عیسیٰ سے بیان کیا تو وہ کہنے لگا کہ ہاں چونکہ اللہ نے ہمیں دولت و امارت عطا فرمائی لئے اس لئے ہمارے ہاں تقرب جتانے کے لئے انصار یہ قصہ بیان کرتے ہیں حالانکہ عبدالمطلب اپنی قوم میں اس قدر معزز تھے کہ ان کو قطعی اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ بنو نجار مدینہ سے ان کی حمایت کے لئے آتے میں نے کہا جناب والا اہل مدینہ کی نصرت کی اس شخص کو بھی ضرورت ہوئی جو عبدالمطلب سے بہتر تھا۔ محمد بن ابی بکر جو اب تک تکیے کے سہارے بیٹھا ہوا تھا میرے اس جواب سے برافروختہ ہو کر سیدھا ہو بیٹھا اور اس نے پوچھا عبدالمطلب سے بہتر کوئی ہے میں نے کہا محمد صلعم اس نے کہا بے شک تم سچے ہو اب وہ پھر تکیے کے سہارے ہوگیا اور اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اس واقعہ کو

ابن ابی بکر کی روایت سے قلمبند کر لو،

زیاد بن علاقۃ التغلبی نے جس نے جاہلیت کا عہد پایا تھا یہ بات کہی ہے کہ اس معاہدہ کی وجہ سے جو اس واقعہ کے بعد بنی ہاشم اور خزاعہ میں چلا آتا تھا رسول اللہ صلعم نے مکہ فتح کیا اور اسی وجہ سے رسول اللہ نے بنو کعب کی مدد فرمائی تھی اور واقعہ یہ ہوا تھا کہ نوفل بن عبد مناف نے جو عبد مناف کے بیٹوں میں ایک ہی اب تک زندہ تھا عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف کے کچھ جوہڑ زبردستی لے لئے عبد المطلب کی ماں سلمیٰ بنت عمرو النجاریہ قبیلۂ خزرج کی تھی، عبد المطلب نے اپنے چچا سے انصاف کی درخواست کی مگر اس نے نہ مانا عبد المطلب نے اپنے ماموؤں سے اس کی شکایت کی اور ان سے مدد مانگی، اسّی شتر سوار یثرب سے مکہ آئے اور انھوں نے اپنے اونٹ کعبہ کے صحن میں لاکر بٹھائے نوفل نے جب ان کو دیکھا تو اس کے دل میں ان کی جانب سے شبہ پیدا ہوا اس نے سلام کیا مگر انھوں نے کہا کہ جب تک تم ہمارے بھانجے کا حق واپس نہ دوگے ہم تمھارے سلام کا جواب نہیں دیتے اس نے کہا میں آپ لوگوں کی تعظیم و تکریم کے خیال سے ایسا کئے دیتا ہوں اور اس نے وہ باؤلیاں عبد المطلب کو واپس کر دیں اس تصفیہ کے بعد وہ لوگ اپنے گھر چلے گئے مگر اس واقعہ سے عبد المطلب کے دل میں دوسروں کو حلیف بنانے کا خیال پیدا ہوا اس نے بشر بن عمرو ورقاء بن فلاں اور خزاعہ کے بعض دوسرے اشخاص کو معاہدہ کے لئے دعوت دی یہ سب کعبہ میں آئے اور یہاں انھوں نے ایک معاہدہ لکھ لیا۔

عبد المطلب کے چچا مطلب بن عبد مناف کی موت کے بعد حاجیوں کو پانی کی بہم رسانی اور ان کی مہمانداری کی جو خدمات بنو عبد مناف کے پاس تھیں اور اس وجہ سے قوم میں جو عزت اور شرف ان کو حاصل تھا وہ اب عبد المطلب کو ملا انھوں نے سب سے پہلے اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام کے کنوئیں زمزم کو صاف کر کے کھولا اور جو دفینہ اس میں تھا اس نے برآمد کیا یہ سونے کے دو ہرن تھے جن کو جرہم نے اس میں اسوقت دفن کیا تھا جب ان کو کعبہ سے بے دخل کر دیا گیا، کچھ قلعی تلواریں تھیں اور زرہیں تھیں ان تلواروں سے کعبہ کا ایک دروازہ بنایا گیا اور اس میں ان سونے کے ہرنوں کا سونا پتّروں کی شکل میں تبدیل کر کے دروازہ پر چڑھایا گیا بیان کیا گیا ہے کہ جو قیمتی شئے

کعبہ پر چڑھائی گئی وہ یہی سونا تھا۔ عبد المطلب کی کنیت ابو الحارث تھی کیونکہ ان کے سب سے بڑے بیٹے کا نام حارث تھا اور یہی شیبہ ہے۔

ابن ہاشم

ہاشم کا نام عمرو ہے ہاشم اس لئے مشہور ہوا کہ مکہ میں سب سے پہلے انھوں نے روٹیوں کو شوربے میں توڑ کر ان کو اپنی قوم کو کھلایا تھا اسی کے متعلق مطرود بن کعب الخزاعی یا ابن الکلبی کے قول کے مطابق ابن الزبعری نے یہ شعر کہا ہے۔

عمرو الذی ھشم الثرید لقومہ ورجال مکۃ مسنتون عجاف

ترجمہ:۔ وہ عمرو جس نے اپنی قوم کو روٹی چور کر کھلائی جبکہ مکہ والے سخت قحط میں مبتلا تھے۔

ان کی قوم قریش قحط اور افلاس کی سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئی تھی یہ فلسطین گئے اور وہاں سے بہت سا آٹا لیکر مکہ آئے اس کی روٹیاں پکوائیں اور بہت سے جانور ذبح کر کے اس کا قورمہ تیار کیا اور روٹیوں کو اس میں توڑ کر انھوں نے اپنی قوم کی دعوت کی۔

ہاشم پہلے شخص ہیں جنھوں نے قریش کے لئے سال میں دو سفر جاڑے اور گرمی میں رائج کئے۔

ہاشم اور عبد شمس یہ عبد مناف کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور مطلب جو ان کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے یہ ایک بطن سے تھے ان کی ماں عاتکہ بنت مرۃ السلمیہ تھی اور نوفل جس کی ماں واقدہ تھی، عبد مناف کے یہ چاروں بیٹے اپنے باپ کے بعد قوم کے سردار ہوئے ان کو مجبّرون کہتے ہیں۔ انھیں نے سب سے پہلے قریش کے لئے دوسرے ملکوں میں سکونت کے لئے اجازت نامے حاصل کئے اس کی وجہ سے قریش حرم سے دور دور منتشر ہو گئے، ہاشم نے شاہان روم اور غسان سے اجازت نامہ حاصل کیا عبد شمس نے نجاشی الاکبر سے اجازت حاصل کی اس وجہ سے قریش حبشہ چلے گئے، نوفل نے اکاسرۂ ایران سے اجازت حاصل کی اور اس وجہ سے قریش عراق جا کر آباد ہوئے، مطلب نے ملوک حمیر سے نو آبادی کی اجازت حاصل کی اور اس وجہ سے

قریش یمن جا کر متوطن ہوئے، چونکہ ان کی وجہ سے اللہ نے قریش کی حالت درست کر دی اس لئے اِن کو مجبّرون کہنے لگے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہاشم اور عبد شمس توام پیدا ہوئے تھے جو پہلے پیدا ہوا تھا اس کی ایک انگلی دوسرے کی پیشانی سے چمٹی ہوئی تھی اس لئے اسے کاٹ کر دونوں کو علیحدہ کیا گیا اس قطع سے خون بہا اس پر یہ شگون لیا گیا کہ ان کے درمیان خونریزی ہوگی، اپنے باپ عبد مناف کے بعد ہاشم کعبہ کے متولّی ہوئے اور حاجیوں کے لئے پانی اور قیام کا انتظام ان کے متعلق ہوا۔

جب ہاشم نے اپنی قوم کی دعوت کی تو اس پر اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے دل میں ان کی طرف سے حسد پیدا ہوا یہ بھی دولتمند تھا اس نے اگرچہ بڑے اہتمام سے اپنی قوم کی ویسی ہی دعوت کی مگر وہ بات نہ ہو سکی جو ہاشم سے بن آئی قریش کے بعض لوگوں نے اس کا مضحکہ کیا وہ سخت برہم ہوا اور ہاشم کا دشمن ہوگیا اور مطالبہ کیا کہ اس کے متعلق پنچایت سے فیصلہ لیا جائے، ہاشم نے اپنی بزرگی اور عزت کی وجہ سے اس بات کو بُرا سمجھا مگر قریش نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور انہیں جوش دلا کر اس بات پر آمادہ کر دیا ہاشم نے کہا میں اس شرط پر اس معاملہ کو پنچایت کے سپرد کرتا ہوں کہ تم کو سیاہ گردن کی پچاس اونٹنیاں مکہ کی تلہٹی میں ذبح کرنا پڑیں گی اور دس سال کے لئے مکہ سے ترک سکونت کرنا پڑے گی، اُمیہ نے یہ شرط مان لی اور اب دونوں نے کاہن الخزاعی کو اپنے درمیان حکم بنایا اس نے ہاشم کے حق میں فیصلہ کیا ہاشم نے اُمیہ سے اونٹنیاں لے کر اُن کو ذبح کیا اور حاضرین کی اس سے دعوت کی اُمیہ شام چلا گیا دس سال وہ وہاں رہا ہاشم اور اُمیہ میں عداوت کا یہ پہلا واقعہ تھا۔

یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبد المطلب بن ہاشم اور حرب بن اُمیہ نے اپنے تعلقات کے تصفیہ کے لئے نجاشی الحبشی سے کہا مگر اس نے دخل دینے سے انکار کر دیا تب ان دونوں نے نفیل بن عبد العزّیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن ازاح بن عدی بن کعب کو پنچ بنایا اس نے حرب سے کہا اے ابو عمرو تم اس شخص سے تنافر اور تنازع کرتے ہو جو تم سے قد میں بڑا ہے اس کا سر تم سے بڑا ہے تم سے زیادہ وجیہ ہے تم سے کم بُرا ہے، جس کی اولاد تم سے زیادہ ہے جو تم سے

زیادہ سخی ہے اور زیادہ طاقتور ہے یہ کہکر اس نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کر دیا حرب نے کہا یہ بھی شومیٔ وقت ہے کہ ہم نے تجھے حکم بنایا۔

عبد مناف کے بیٹوں میں سے سب سے پہلے ہاشم نے شام کے شہر غزہ میں انتقال کیا اس کے بعد عبدشمس نے مکہ میں انتقال کیا اور وہ اجیاد میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد نوفل نے عراق کی راہ میں مقام سلمان میں انتقال کیا پھر مطلب نے یمن کے مقام رومان میں انتقال کیا۔ ہاشم کے بعد حجاج کے لئے پانی اور قیام کا انتظام ان کے بھائی مطلب کے متعلق ہوا۔

ابن عبد مناف

اس کا اصل نام مغیرہ ہے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اسے چاند کہتے تھے، قصی کہا کرتا تھا کہ میرے چار بیٹے ہوئے ان میں سے دو کے نام میں نے اپنے دونوں بتوں کے نام پر رکھے ایک کا نام اپنے گھر کے نام پر رکھا اور ایک کا خود اپنے نام پر نام رکھا ان چاروں کے نام اس طرح ہیں عبد مناف، عبدالعزیٰ (یہ اس کا باپ ہے) عبدالدار بن قصی اور عبد قصی بن قصی یہ کم عمری میں مرگیا تھا یہ تو بیٹے ہیں اور لڑکی برّہ بنت قصی ہے ان سب کی ماں حُبّیٰ بنت حُلیل بن حُبشیّہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن خزاعہ تھی۔

ہشام بن محمدؒ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبد مناف کا لقب قمر اور نام مغیرہ تھا اس کی ماں حُبّیٰ تھی اس نے اسے مکہ کے سب سے بڑے بت مناف کے اپنے اظہار عبودیت میں حوالے کر دیا تھا اسی وجہ سے یہی نام مشہور ہوگیا۔

ابن قصی

قصی کا اصل نام زید ہے قصی اس لئے نام ہوا کہ اس کے باپ کلاب بن مرّہ نے قصی کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سیل ہے، اور سیل کا اصل نام خیر ابن حمالہ بن عوف بن غنم بن عامر الجادر بن عمرو بن جُعثمہ بن یشکر ہے جو بنو الدیل کے حلیف از دشنوءہ سے تھا شادی کی، اس کے بطن سے کلاب کے دو بیٹے زہرہ اور زید پیدا ہوئے کلاب مرگیا

اس وقت زید بالکل کم سن تھا اور زہرہ جوان ہو چکا تھا۔ کلاب کے مرنے کے بعد ربیعہ بن حرام بن ضنہ بن عبد کبیر بن عذرہ بن سعد بن زید نے جو قضاعہ سے تھا زہرہ اور قصی کی والدہ فاطمہ سے شادی کر لی چونکہ زہرہ سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا اور قصی شیر خوار تھا یا حال ہی میں اس کا دودھ چھڑایا گیا تھا اس لئے قصی کی ماں قصی کی کم سنی کی وجہ سے اسے اپنے خاوند کے علاقہ میں جو شام کے شرفا بنو عذرہ سے تعلق رکھتا تھا لے گئی اور زہرہ کو اس کی قوم میں چھوڑ گئی اس کے بطن سے ربیعہ کا لڑکا رزاح بن ربیعہ پیدا ہوا اس طرح یہ قصی کا اخیافی بھائی تھا ربیعہ بن حرام کے تین لڑکے ایک دوسری عورت کے بطن سے تھے ان کے نام یہ ہیں، حسن بن ربیعہ، محمود بن ربیعہ اور جلہمہ بن ربیعہ۔

زید نے ربیعہ کے گھر پرورش پائی اور جوان ہوا چونکہ وہ اپنی قوم والوں سے بہت دور آرہا تھا اس لئے زید کا نام قصی ہو گیا۔ اس اثنا میں زہرہ بن کلاب مکہ ہی میں سکونت پذیر رہا، قصی بن کلاب بنو قضاعہ کے علاقے میں رہتا سہتا تھا اور ربیعہ بن حرام ہی کو اپنا باپ سمجھتا تھا ایک دن اس کے اور بنو قضاعہ کے ایک دوسرے شخص میں کچھ تکرار ہو گئی زید اب سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا اس قضاعی نے طنزاً اس پر یہ بات ظاہر کر دی کہ تم غربت میں ہو اور یہ بھی کہا کہ تم کیوں اپنی قوم اور اپنے خاندان میں چلے نہیں جاتے تم ہماری قوم سے نہیں ہو، قصی کو اس طنز سے بڑا رنج ہوا وہ سیدھا اپنی ماں کے پاس آیا اور اس سے قضاعی کے بیان کی تصدیق چاہی اس نے کہا اے میرے بیٹے بخدا تو اس شخص سے باعتبار اپنی ذات اور اپنے باپ کے بہت یادہ معزز اور شریف ہے تو کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ القرشی کا بیٹا ہے تیری قوم مکہ میں بیت اللہ اور حرم بیت اللہ میں رہتی ہے۔

یہ معلوم کر کے اب اس نے غربت کو ترک کر کے اپنی قوم میں جا کر مل جانے کی پختہ نیت کر لی اس کی ماں نے اس سے کہا کہ عجلت نہ کرو ماہ حرام آنے دو جب عرب حاجی مکہ جائیں تم بھی ان کے ہمراہ ہو جانا اس وقت جانے میں تمہاری جان کا خطرہ ہے قصی نے اپنی ماں کا مشورہ مانا اور وہ وہیں ٹھہرا رہا جب ماہ حرام میں بنو قضاعہ کے حاجی حج کے لئے روانہ ہوئے تو یہ ان کے ہمراہ مکہ آیا اور حج سے فارغ ہو کر اب یہیں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گیا چونکہ وہ بڑا بہادر اور شریف تھا اس نے حلیل بن

حبشیۃ الخزاعی کے ہاں اس کی بیٹی حُبّیٰ سے منگنی کرنا چاہی حلیل نے اس کے نسب سے اطمینان کر کے اپنی بیٹی سے اس کی شادی کر دی اس زمانے میں حلیل کعبہ کا متولی اور مکہ کا امیر تھا۔

ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق شادی کے بعد قصی اپنے خسر حلیل کے ساتھ رہنے لگا اور اس کی بیٹی حُبّیٰ کے بطن سے قصی کے بیٹے عبدالدار عبدمناف، عبدالعزیٰ اور عبد قصی پیدا ہوئے، جب اس کے بیٹے دور دراز ملکوں میں چلے گئے اور اس کی دولت اور عزت بہت بڑھ گئی حلیل بن حُبشیہ مرگیا قصی نے سوچا کہ خزاعہ اور بنی بکر کے مقابلہ میں خود وہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کا مستحق ہے نیز یہ کہ قریش اسمٰعیل بن ابراہیم کی اولاد اور ان کی خالص نسل سے ہیں اس غرض کے لئے اس نے قریش اور بنی کنانہ کے بعض لوگوں سے گفتگو کی اور کہا کہ ہم سب بنو خزاعہ اور بنو بکر کو مکہ سے نکال باہر کریں جب انھوں نے اس کی یہ بات مان لی اس نے اپنے اخیافی بھائی رزاح بن ربیعہ بن حرام کو جو اپنی قوم میں تھا اپنی نصرت اور شرکت کے لئے دعوت دی ۔ زراح نے اپنی قوم بنو قضاعہ میں کھڑے ہو کر ان سے اپنے بھائی کی امداد کی درخواست کی اور کہا کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہوں انھوں نے اس کی دعوت قبول کی اور چلنے پر آمادگی ظاہر کی۔

ہشام اپنے پہلے بیان کے سلسلہ میں کہتا ہے "قصی اپنے بھائی زہرہ اور خاندان کے پاس چلا آیا چند ہی روز میں اسے سرداری مل گئی چونکہ مکہ میں بنو خزاعہ کی تعداد بنو النضر سے زیادہ تھی اس لئے قصی نے اپنے بھائی رزاح سے مدد مانگی اس کے تین اور بھائی دوسری ماں سے تھے وہ ان کو اور دوسرے بنو قضاعہ کو جنھوں نے اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا لیکر قصی کے پاس مکہ آیا یہاں قصی کی حمایت کے لئے بنو النضر تھے ان سب نے ملکر خزاعہ کو مکہ سے نکالدیا اس کے بعد قصی نے حُبّیٰ بنت حُلیل بن حُبشتہ الخزاعی سے شادی کی جس کے بطن سے اس کے چاروں بیٹے پیدا ہوئے حُلیل بیت اللہ کا آخری متولی تھا جب اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے کعبہ کی ولایت اپنی بیٹی حُبّیٰ کے سپرد کی اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ خود کعبہ کا دروازہ کھولوں اور بند کروں حُلیل نے کہا اچھا میں اسں کام کے لئے

ایک دوسرا شخص مقرر کردیتا ہوں جو اس منصب کو تمہارے نائب کی حیثیت سے انجام دے چنانچہ اس نے ابو غبشان سُلیم بن عمرو بن لُوی بن ملکان بن قصی کو یہ خدمت سپرد کردی قصی نے ایک مشک شراب اور ایک عود کے عوض میں اس سے کعبہ کی تولیت خرید لی اس پر خزاعہ بگڑے اور وہ قصی پر چڑھ آئے تب اس نے اپنے بھائی سے مدد مانگی اور اس کے ساتھ وہ خزاعہ سے لڑا اصل حقیقت اللہ جانتا ہے مگر بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو کھسرہ نکل آئی اور قریب تھا کہ اس مرض سے وہ سب کے سب ہلاک ہوجائیں انھوں نے خود ہی مکہ کو خیرباد کہدیا اور سب ترک وطن کرکے چلدئے بعضوں نے اپنے مکان بلامعاوضہ لوگوں کو دے دئے بعض نے ان کو بیچ دیا اور بعض پھر رہ بھی پڑے مگر اب قصی بلاشرکت غیر کعبہ کا متولی اور مکہ کا حاکم ہوگیا اس نے قریش کے تمام قبیلوں کو پھر اکٹھا کیا اور ان کو مکہ کے پھار پر آباد کیا جن میں سے بعض اب تک گھاٹیوں میں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر سکونت رکھتے تھے اس نے خزاعہ کے مکان قریش میں تقسیم کردئے اس لئے اب اس کا نام مجمع ہوا اسی کے متعلق مطرود یا حذافہ بن غانم نے یہ شعر کہا ہے۔

ابوکم قصیٌّ کان یُدعیٰ مجمعاً   بہٖ جمع اللّٰہُ القبائل مِن فہرٖ

ترجمہ:۔ تمہارا باپ قصی ہے جسے مجمع کہتے تھے اسی کے ذریعہ اللہ نے بنی فہر کے قبائل کو پھر ایک جا جمع کردیا۔

قریش نے اسی کو اپنا حاکم بنالیا۔

ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ رزاح نے قصی کی طلب نصرت کی استدعا کو قبول کیا اور وہ اپنے تینوں بھائیوں اور دوسرے قبیلہ والوں کو لیکر عرب حاجیوں کے ساتھ قصی کی مدد اور اس کا ساتھ دینے کے لئے مکہ روانہ ہوا۔

یہ ہی راوی کہتا ہے کہ بنو خزاعہ اس بات کے مدعی ہیں کہ جب قصی کی اولاد منتشر ہوگئی خود حلیل نے کعبہ کی تولیت اس کے سپرد کردی تھی اور کہا تھا کہ تم خزاعہ کے مقابلہ میں کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کے زیادہ اہل ہو اس وصیت کی بنا پر قصی نے ان تمام حقوق کا مطالبہ کیا تھا، جب سب لوگ مکہ میں جمع ہوئے اور موقف کو چلے اور حج سے فارغ ہوکر منیٰ آئے اس وقت قصی نے اپنے تمام

مددگار اپنے ہم قوم قریشی متبعین اور بنو کنانہ اور بنو خزاعہ کے حامیوں کو اپنے پاس جمع کر رکھا تھا تمام مناسک حج ادا ہو چکے تھے صرف واپسی باقی تھی قاعدہ یہ تھا کہ کعبہ کے پجاری لوگوں کو عرفہ سے بڑھاتے تھے اور نفر کے دن جب لوگ منیٰ سے نفر کرتے ہیں یہ پجاری لوگوں سے قبل منیٰ میں کنکریاں مارنے کے لئے پہنچ جاتے تھے انھیں پجاریوں میں سے ایک شخص حاجیوں کے لئے رمی کرتا تھا اور تا وقتیکہ وہ رمی نہ کرے دوسرے حاجی خود رمی نہیں کر سکتے تھے جن ضرورت مندوں کو جلدی ہوتی وہ پجاری سے آکر درخواست کرتے کہ تم رمی کر دو تاکہ پھر ہم بھی رمی کر لیں مگر وہ اس کا جواب دیتا کہ بخدا جب تک آفتاب کو زوال نہ شروع ہو میں رمی نہیں کروں گا اس پر جن لوگوں کو جلد واپس جانے کی ضرورت ہوتی وہ خود اس پجاری پر پتھر پھینکنے لگتے اور کہتے کہ رمی شروع کرو مگر وہ ان باتوں سے متاثر نہیں ہوتا البتہ جب آفتاب جھک جاتا تو اب وہ کھڑا ہوتا رمی کرتا اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ رمی کرتے۔

کنکریاں مارنے کے بعد جب لوگ منیٰ سے واپس ہوتے تو یہ پجاری سب سے پہلے گھاٹی کے سروں پر آجاتے اور لوگوں کو گذرنے سے روک دیتے اور کہتے کہ پہلے ہم پجاری گزر لیں تب دوسرے گذریں چنانچہ پہلے وہ گذر جاتے اس کے بعد دوسروں کو وہاں سے نکلنے کی راہ ملتی اس سال بھی حسب دستور جاریہ پجاریوں نے حاجیوں کے ساتھ یہ ہی برتاؤ کیا یہ طریقہ ان میں بنو جرہم اور خزاعہ کی تولیت کے عہد سے چلا آتا تھا اور اس سے تمام عرب واقف تھے اور اسے تسلیم کرتے تھے جب اس سال بھی انھوں نے یہ کیا تو قصی بن کلاب خود اپنی قوم قریش اور بنو کنانہ اور قضاعہ کے ساتھ گھاٹی آیا اور انھوں نے ان پجاریوں سے کہا کہ اس تمام بندوبست کے ہم تمہارے مقابلہ میں زیادہ اہل ہیں انھوں نے اس دعوے کو نہ مانا قصی نے ان کی بات نہ مانی نتیجہ یہ ہوا کہ تلوار چلی اور نہایت شدید اور خونریز لڑائی کے بعد پجاریوں کو ہزیمت ہوئی، قصی نے ان کے تمام حقوق پر قبضہ کر لیا اور گھاٹی سے ان کو بیدخل کر دیا۔ اس لڑائی کے بعد بنو خزاعہ اور بنو بکر قصی بن کلاب سے کنارہ کش ہو گئے اور ان کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ جس طرح اس نے پجاریوں کو گھاٹی سے بیدخل کر دیا ہے اسی طرح وہ ان کو کعبہ کے انتظام اور مکہ کی امارت سے

بے دخل کر دے گا ان کی علیحدگی کے بعد خود قصی نے ان پر جارحانہ کارروائی کی اور اب وہ ان سے لڑنے کے لئے پوری طرح تل گیا اس کا بھائی رزاح بن ربیعہ اپنی قوم قضاعہ کے ہمراہیوں کے ساتھ اس کی مدد کے لئے جما رہا اس کے مقابلہ میں خزاعہ اور بنو بکر لڑنے کے لئے برآمد ہوئے لڑائی چھڑی اور نہایت شدید ہوئی فریقین کے بے شمار آدمی کام آئے اور تقریباً سب ہی زخمی ہوئے یہ رنگ دیکھکر فریقین نے عارضی صلح پر اس قرارداد پر سمجھوتہ کر لیا کہ وہ اپنے اس مابہ النزاع قضیہ کو کسی عرب کے سامنے تصفیہ قطعی کے لئے پیش کر دیں گے چنانچہ انھوں نے یعمر بن عوف بن کعب بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو حکم بنایا اس نے یہ فیصلہ کیا کہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کے لئے خزاعہ اور بنو بکر کے مقابلہ میں قصی زیادہ اہل ہے اور یہ کہ خزاعہ اور بکر کے جن جن لوگوں کو قصی نے قتل کیا ہے وہ ان کے سروں کو اپنے قدموں کے نیچے رکھکر ان کو کچلدے اس کے برعکس قریش بنو کنانہ اور قضاعہ کے جن لوگوں کو خزاعہ اور بنو بکر نے قتل کیا ہے اس کی وہ دیت ادا کریں نیز یہ کہ کعبہ اور مکہ کو وہ قصی بن کلاب کے لئے چھوڑ دیں چونکہ اس تصفیہ میں یعمر بن عوف نے خزاعہ وغیرہ کے سروں کو قصی کے پیروں سے کچلوایا تھا اس وجہ سے اس کا نام شداخ ہو گیا، اب قصی بلا شرکت کعبہ اور مکہ کا متولی اور رئیس ہوا جہاں جہاں اس کی قوم آباد تھی اس نے ان سب کو وہاں سے پھر مکہ بلایا اور اس نے اپنی قوم اور اہل مکہ کی سیادت طلب کی جسے اس کی خواہش کے مطابق سب نے منظور کر لیا اسی طرح کعب بن لوی کی اولاد میں قصی پہلا شخص ہے جسے حکومت ملی اور اس پر اس کی قوم نے دل سے اس کی اطاعت کی۔ اب کعبہ کی حجابت، سقایۃ، رفادہ، ندوہ اور لواء سب اسی کے متعلق ہو گیا اس طرح مکہ کی تمام شرافت اسے مل گئی اس نے مکہ کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ان کو اپنی قوم قریش کو دیدیا اور پھر قریش کے ہر خاندان کو علیحدہ علیحدہ مکہ کے ان مکانات میں جن پر ان کا قبضہ ہوا تھا فروکش کر دیا۔

ان مکانات میں جو درخت اگ گئے تھے چونکہ وہ حرم میں داخل تھے ان کو کاٹتے ہوئے قریش ڈرے قصی نے قریش کی مدد سے ان کو اپنے ہاتھ سے قطع کر دیا۔ چونکہ اس کی وجہ سے قریش کا نظام پایہ تکمیل کو پہنچا تھا اس وجہ سے قریش نے اس کا نام

مجمع رکھا، اور اس کے اقبال سے فال نیک لینے لگے چنانچہ اب یہ دستور ہو گیا کہ ان کے ہر مرد و عورت کا بیاہ اسی کے گھر میں ہوتا اور ہر کام میں اسی کے گھر میں جمع ہو کر وہ مشورہ کرتے، کسی غیر قوم سے اگر لڑائی ٹھہرتی تو اس کے لئے اسی کے گھر میں کا کوئی لڑکا جنگی نشان باندھ کر دیتا، جب کوئی لڑکی سن بلوغ کو پہنچتی تو اسی کے گھر میں اسے پہلی مرتبہ انگیا پہنائی جاتی خود قصی انگیا قطع کر کے پہناتا اس کے بعد اس لڑکی کے گھر والے اسے اپنے ہاں لے جاتے اس طرح قریش اپنے تمام کام زندگی کے ہوں یا موت کے اس کی سعادت فضل اور شرافت کی وجہ سے مذہبی عقیدے کی طرح اس کے بغیر انجام نہ دیتے اس نے ایک دارالندوہ بنایا اس کا دروازہ مسجد الحرام کی طرف رکھا یہیں قریش اپنے تمام معاملات طے کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ جب خلیفہ تھے ان سے کسی شخص نے قصی کا یہ ہی قصہ بیان کیا انھوں نے مذکورہ بالا واقعہ سن کر نہ اس کا انکار کیا اور نہ تردید کی۔

قصی اپنی پوری عزت و شرافت کے ساتھ بغیر کسی مخالف اور معارض کے مکہ میں رہنے سہنے لگا البتہ مناسک حج میں اس نے کوئی تبدیلی نہیں کی کیونکہ وہ اسے مذہبی رسم سمجھتا تھا کعبہ کے پجاری بھی حسب دستور قدیم باقی رہے البتہ جب وہ ختم ہو گئے تو پھر ان کی خدمت وراثتاً صفوان بن الحارث بن شجنہ کی اولاد کو دی گئی اس جھگڑے کی وجہ سے جو عداوت پیدا ہو گئی تھی وہ بدستور چلی آتی تھی بنو مالک بن کنانہ اور مرہ بن عوف سے بے تعلقی تھی یہ کشیدگیاں اسلام کے شائع ہونے تک برقرار تھیں مگر پھر اللہ نے ان سب عداوتوں کا خاتمہ کر دیا۔

قصی نے مکہ میں ایک گھر بنایا اسی کا نام دارالندوہ ہے یہاں قریش اپنے تمام امور طے کرتے تھے جب وہ بہت بوڑھا اور ضعیف ہوا اس وقت عبدالدار اس کا سب سے بڑا بیٹا بھی ضعیف ہو چکا تھا البتہ عبد مناف اپنے باپ ہی کے سامنے بڑا معزز آدمی ہو گیا تھا اور اسے دنیا کا ہر طرح کا تجربہ تھا اور عبدالعزیٰ بن قصی اور عبد بن قصی چار بیٹے تھے، قصی نے اپنے بیٹے عبدالدار سے کہا کہ میں تجھے اپنی قوم سے ملاتا ہوں اگرچہ وہ تجھ سے شرافت میں بڑھ گئے ہیں مگر اس کی پروا نہیں جب تک تو کعبہ کا دروازہ نہ کھولے ان میں سے کوئی اس میں داخل نہ ہو گا، تیرے سوا کوئی دوسرا

اس لڑائی کے لئے قریش کا جھنڈا نہ باندھے گا۔ سب تیرے ہی سقایہ سے پانی پئیں گے حج کے زمانہ میں سب تیرے ہاں مہمان ہونگے اور تیرے ہی مکان میں قریش اپنے تمام معاملات طے کریں گے، قصی نے اپنا دارالندوہ جہاں قریش تمام معاملات طے کرتے تھے اسے دیدیا، کعبہ کی حجابت، لواء، ندوہ، سقایہ اور رفادہ اسی کے متعلق کر دیا۔

رفادہ کا انتظام اس طرح ہوتا تھا کہ ہر سال حج کے زمانہ میں قریش کچھ مال اپنی آمدنی سے نکال کر قصی بن کلاب کو دیدیتے تھے یہ اس سے حاجیوں کے لئے کھانا پکواتا تھا اور جو حاجی غیر مستطیع ہوتے یا ان کے پاس زاد راہ نہ بچا ہوتا وہ اس کھانے کو کھاتے، قصی نے یہ چندہ ان پر فرض کر دیا تھا اور کہا تھا اے قریش تم اللہ کے ہمسایہ اور اس کے گھر اور حرم والے ہو حاجی اللہ کے مہمان اور بیت اللہ کے زائر ہیں اس لئے کہ وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ عزت کے ساتھ ان کی مہمانداری کی جائے تمہیں چاہئے کہ زمانۂ حج میں ان کے لئے کھانے اور پینے کا انتظام کردو انھوں نے قصی کا کہا مانا اور اس کے لئے وہ ہر سال اپنے مال میں سے کچھ حصہ علٰحدہ کر کے قصی کو دیدیتے تھے وہ اس سے منیٰ کے قیام کے ایام میں حاجیوں کے لئے کھانا پکواتا یہ دستور اس کی قوم میں تمام عہد جاہلیت میں برابر قائم رہا اور اسلام کے بعد عہد اسلام میں بھی جاری رہا چنانچہ آج تک جاری ہے اور یہ وہ کھانا ہے جو تمام زمانۂ حج میں حکومتِ وقت حاجیوں کے لئے ہر سال منیٰ میں پکواتی ہے۔

الغرض قصی نے اپنی زندگی ہی میں یہ تمام خدمات عبدالدار کے سپرد کردیں اور پھر خود قصی بھی اس کے کسی انتظام یا حکم میں دخل نہیں دیتا تھا۔ جب وہ مرا تو اس کے بعد اس کے سب بیٹے اس کے فرائض اور خدمات کے متولی ہوئے۔

ابن کلاب

اس کی ماں ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ تھی، اس کے دو بھائی دوسری ماں سے اور تھے ان کا نام تیم اور یقظہ ہے

ہشام بن الکلبی کے بیان کے مطابق ان کی ماں اسماء بنت عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن یارق تھی ۔ البتہ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق ان کی ماں ہند بنت حارثۃ البارقیہ ہے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یقظہ کی ماں بھی ہند بنت سریر کلاب کی ماں ہے ۔

ابن مُرّہ

اس کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ ہے اس کے حقیقی بھائی عدی اور ھصیص تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سب کی ماں مخشیّہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرہ اور ہصیص کی ماں مخشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی اور عدی کی ماں رقاش بنت رکبہ بن نائلہ بن کعب بن حرب بن تیم بن سعد بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان تھی ۔

ابن کعبؒ

ابن اسحٰق اور ابن الکلبی کے بیان کے مطابق اس کی ماں ماویّہ بنت کعب بن القین بن جسر بن شیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھی اس کے دو اور حقیقی بھائی عامر اور سامہ تھے یہ ہی بنو ناجیہ ہیں اس کا ایک دوسرا علاتی بھائی عوف تھا چونکہ اس کی ماں غطفان کی تھی اس لئے اس نے اپنا نسب انھیں سے شامل کیا تھا اس کی ماں کا نام بارہ بنت عوف بن غنم بن عبداللہ بن غطفان تھا، بیان کیا گیا ہے کہ لوئ بن غالب کے مرنے کے بعد یہ اپنے لڑکے عوف کو لیکر اپنی قوم میں چلی گئی وہاں سعد بن ذبیان بن بغیض نے اس سے شادی کرلی اس نے عوف کو اپنا بیٹا بنالیا اسی کی طرف فزارہ بن ذبیان نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ۔

عرّج علی ابن لُوَیٍّ جملک ترکک القوم ولا منزل لک

ترجمہ :۔ اے لوی کے بیٹے میرے پاس آجا تیری قوم نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور اب کہیں تیرا گھر نہیں ہے ۔

کعب کے دو علاتی بھائی اور تھے ایک خزیمہ یہ ہی عائذہ قریش ہیں، عائذہ اس کی ماں تھی اس کا نام عائذہ بنت الخمس بن قحافہ ہے جو خثعم سے تھی، دوسرا سعد ہے ان کو بنانہ کہتے ہیں کیونکہ اس کی ماں کا نام بنانہ تھا اب ان میں جو بدوی ہیں وہ بنی شیبان بن ثعلبہ کے بنی اسعد بن ہمام میں شامل ہیں اور شہری قریش سے اپنی نسبت کرتے ہیں۔

ابن لوی

ہشام کے قول کے مطابق اس کی ماں عاتکہ بنت یخلد بن النضر بن کنانہ ہے رسول اللہ صلعم کی امہات میں سب سے پہلی عاتکہ یہ ہے۔ ابن لوی کے دو حقیقی بھائی اور تھے ایک کا نام تیم ہے یہ ہی تیم الادرم ہے، ادرم اسے کہتے ہیں جس کی ٹھوڑی میں نقص ہو، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ادرم وہ ہے جس کی داڑی ناقص ہو، دوسرا بھائی قیس ہے اب اس کا کوئی جانشین باقی نہیں رہا اس کی اولاد میں آخری شخص خالد بن عبداللہ القسری کے عہد میں مرگیا اس کی میراث کا کوئی مستحق ہمدست نہ ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوی اور اس کے بھائیوں کی ماں سلمیٰ بنت عمرو بن ربیعہ تھی اور یہ ربیعہ لحیؔ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء بن عامر ماء السماء ہے جو خزاعہ تھے۔

ابن غالب

غالب کی ماں لیلیٰ بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی، اس کے اور حقیقی بھائی حارث، محارب، اسد، عوف، جون اور ذئب تھے چونکہ محارب اور حارث قریش ظواہر تھے اس لئے حارث ابطح میں داخل ہوگئے تھے۔

ابن فہر

ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق فہر جامع قریش ہے، اس کی ماں جندلہ بنت عامر بن الحارث بن مقاض الجرہمی تھی۔ ابن اسحٰق کہتا ہے کہ

اس کی ماں جندلہ بنت الحارث بن مقاض بن عمر الجرہمی تھی۔ ابو عبیدہ بن معمر بن المثنیٰ کہتا ہے کہ اس کی ماں سلمیٰ بنت اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ماں جمیلہ بنت عدوان قبیلۂ ازد کے خاندان بارق کی تھی۔

فہر اپنے عہد میں مکہ کا رئیس تھا جب ان کی لڑائی حسان بن عبد کلال بن مثوب ذی حرث الحمیری سے ہوئی یہ بھی اہل مکہ کا قائد تھا، حسان یمن سے بنو حمیر اور دوسرے یمنی قبائل کی ایک بہت بڑی جمعیت لے کر اس لئے مکہ پر حملہ آور ہوا تھا کہ کعبہ کے پتھروں کو مکہ سے یمن لیجائے تاکہ پھر تمام لوگ یمن میں اس کے ہاں حج کرنے آیا کریں یہ حجاز آکر مقام نخلہ میں فروکش ہوا اس نے مکہ والوں کے مولیشیوں پر غارت گری کی اور راستے کو مسدود کر دیا مگر وہ خوف کی وجہ سے مکہ میں داخل نہیں ہوا قریش، قبائل کنانہ، خزیمہ، اسد، جذام اور مضر کے دوسرے خاندان جو ان کے ساتھ تھے فہر بن مالک اپنے رئیس کی قیادت میں حسان کے مقابلہ پر نکلے نہایت شدید جنگ ہوئی بنو حمیر کو ہزیمت ہوئی ان کے بادشاہ حسان بن عبد کلال کو فہر بن مالک نے گرفتار کر لیا۔ اس جنگ میں جہاں اور لوگ کام آئے فہر کا پوتا قیس بن غالب بن فہر بھی مارا گیا۔ حسان فاتحین کے ہاتھ میں مکہ میں تین سال تک قید رہا۔ فدیہ دیکر اس نے رہائی حاصل کی اور اپنے وطن کو روانہ ہوا مگر وہ مکہ اور یمن کے درمیان ہی میں مرگیا۔

ابن مالک

اس کی ماں عکرشہ بنت عدوان تھی یہ عدوان ہشام کے قول کے مطابق حارث بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے۔ ابن اسحٰق کہتا ہے کہ اس کی ماں عاتکہ بنت عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس عورت کا اصل نام تو عاتکہ تھا البتہ لقب عکرشہ تھا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ماں ہند بنت فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے، مالک کے دو بھائی اور تھے ایک یخلد، یہ خاندان بنو عمرو بن الحارث بن مالک بن کنانہ میں داخل

ہو گیا اور قریش کے حلقہ سے خارج ہو گیا، دوسرے بھائی کا نام الصلت تھا اس کی کوئی اولاد باقی نہیں ہے، بیان کیا گیا ہے کہ قریش کو یہ نام قریش بن بدر بن یخلد بن الحارث بن یخلد بن النضر بن کنانہ کی وجہ سے ملا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بنو النضر کے تجارتی قافلے جب آتے تو عرب کہتے کہ قریش کا قافلہ آیا۔ ارباب سیر نے یہ بات کہی ہے کہ یہ قریش بنو النضر کا سفر میں راہنما اور ان کے سامان خورونوش کا منتظم ہوتا تھا اس کا ایک بیٹا بدر تھا اسی نے بدر کو کھدوایا ہے اور اسی کے نام سے وہ کنواں بدر مشہور ہوا۔

ابن الکلبی کہتا ہے کہ قریش کے معنی نسب کا دیوان ہیں یہ نہ کوئی باپ ہے نہ ماں نہ مربی نہ مربیہ، دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ بنو النضر بن کنانہ کا نام قریش یوں ہوا کہ ایک دن نضر بن کنانہ اپنی قوم کی چوپال میں آیا جو لوگ وہاں تھے ان میں کسی نے دوسرے سے کہا نضر دیکھو وہ ایک بڑا زبردست اونٹ معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قریش کا یہ نام ایک بحری جانور کے نام پر رکھا گیا ہے جسے قرش کہتے ہیں اور جو تمام دوسرے بحری جانداروں کو کھا لیتا ہے اور چونکہ وہ بحری جانوروں میں سب سے زیادہ قوی اور طاقتور ہے اس لئے بنو النضر بن کنانہ کو اس سے مشابہت دی گئی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ نضر بن کنانہ لوگوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنے مال سے ان کی حاجت برآری کرتا تھا اور قرش کے معنے ان کے بیان کے مطابق تفتیش کے ہیں اور اس کے بیٹے بھی حاجیوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنی استطاعت کے مطابق ان کی حاجت برآری کرتے تھے ان کا یہ لقب ہوا، انھوں نے تقریش کے معنے جو تفتیش کے لئے ہیں اس پر وہ کسی شاعر کا یہ شعر شہادت میں پیش کرتے ہیں۔

أَيُّهَا النَّاطِقُ الْمُقَرِّشُ عَنَّا ‏ ‏ عِنْدَ عَمْرٍو فَهَلْ لَهُنَّ انْتِهَاءُ

ترجمہ:- اے شخص جو ہمیں عمرو کے ہاں دریافت کر رہا ہے کچھ ہمارے محبوباؤں کی بھی خبر ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ نضر بن کنانہ کا نام ہی قریش تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب تک قصی بن کلاب نے تمام بنو نضر بن کنانہ کو ایک جا جمع نہیں کر دیا یہ بدستور

بنو نضر ہی کہلاتے رہے جب سب جمع ہو گئے تو اب ان کو اس لئے قریش کہا جانے لگا کہ تجمّع ہی تقرش ہے اس بنا پر عرب کہنے لگے تقرش بنو النضر یعنے تمام بنو نضر جمع ہو گئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ بنو نضر کو قریش اس لئے کہا گیا کہ اب انھوں نے غارتگری چھوڑ دی۔

ایک مرتبہ عبد الملک بن مروان نے محمد بن جبیر بن مطعم سے دریافت کیا کہ قریش کا یہ نام قریش کس وقت ہوا اس نے کہا کہ جب انتشار کے بعد قریش حرم میں جمع ہوئے اور یہ اجتماع تقرش ہے، عبد الملک نے کہا میں نے یہ بات نہیں سنی مجھے تو یہ معلوم ہے کہ قصی کو قرشی پکارا جاتا تھا اور اس سے پہلے قریش کا یہ نام نہیں تھا۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمان بن عوف سے مروی ہے کہ جب قصی نے حرم آکر اس پر اپنا قبضہ اور تسلط قائم کیا اور بہت سے مفید اور نیک کام کئے اسے قرشی کہنے لگے سب سے پہلے اسی کا یہ نام ہوا۔

ابو بکر بن عبید اللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ نضر بن کنانہ کو قرشی کہتے تھے

محمد بن عمرو کہتا ہے کہ جب قصی نے مزدلفہ میں وقوف کیا اس نے وہاں آگ کے الاوے روشن کئے تاکہ جو لوگ عرفہ سے چلیں وہ اسے دیکھ لیں۔ چنانچہ ایام جاہلیت میں عرفہ والی رات میں یہ آگ برابر جلائی گئی۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے عہد میں بھی یہ آگ روشن کی جاتی تھی۔ محمد بن عمرو کہتا ہے کہ آج تک یہ روشن کی جاتی ہے۔

ابن النضر

اس کا اصل نام قیس ہے اس کی ماں برّہ بنت مُرّ بن اُدّ بن طانجہ ہے اس کے دوسرے حقیقی بھائی نضیر، مالک، ملکان، عامر، حارث، عمرو، سعد، عوف، غنم، مخرمہ، جرول، غزوان اور حدال تھے۔ اس کا علاتی بھائی عبد مناۃ تھا اس کی ماں فکیھہ تھی، فکھہ بھی بیان کیا گیا ہے، یہ ہی ذفراء بنت ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ ہے، عبد مناۃ کا اخیافی بھائی علی بن مسعود بن مازن بن ذئب بن عدی بن عمرو بن مازن الغسانی تھا۔ عبد مناۃ نے ہند بنت بکر

بن وائل سے شادی کی اس سے اس کا لڑکا پیدا ہوا عبد مناۃ کے مرنے کے بعد اس کے اخیافی بھائی علی بن مسعود نے ہند سے شادی کرلی اور اس کے بطن سے اس کا بھی لڑکا ہوا علی نے اپنے بھتیجوں کی بھی پرورش کی اسی وجہ سے وہ اسکی طرف منسوب ہوئے اور عبد مناۃ کے بیٹے بنو علی کہلائے گئے، اس کے بعد مالک بن کنانہ نے علی بن مسعود کو اچانک قتل کردیا اور اسد بن خزیمہ نے اس کی دیت ادا کی۔

ابن کنانہ

اس کی ماں عوانہ بنت سعد بن قیس بن عیلان تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ماں ہند بنت عمرو بن قیس تھی۔ اس کے علاتی بھائی اسد اور اسدہ تھے کہا جاتا ہے کہ یہ ہی ابو جذام ہے اور تیسرا بھائی ہونی تھا۔ اس کی ماں برہ بنت مُرّ بن اُد بن طابخہ تھی یہ ہی نضر بن کنانہ کی ماں ہے جس نے اپنے باپ کے بعد اس سے شادی کی تھی۔

ابن خزیمہ

اس کی ماں سلمیٰ بنت اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھی، اس کا حقیقی بھائی ھذیل تھا اور ان کا اخیافی بھائی تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ خزیمہ اور ھذیل کی ماں سلمیٰ بنت اسد بن ربیعہ تھی۔

ابن مدرکہ

اس کا اصل نام عمرو ہے، اس کی ماں خندف اس کا اصل نام لیلیٰ بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہے اور لیلیٰ کی ماں ضریّہ بنت ربیعہ بن نزار تھی، بیان کیا گیا ہے کہ چراگاہ ضریّہ اسی کے نام سے منسوب ہے۔ مدرکہ کے دوسرے حقیقی بھائی عامر اور عمیر تھے عامر طابخہ اور عمیر قمعہ ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ ہی ابو خزام ہے، ابن اسحق کہتا ہے کہ بنو الیاس کی ماں خندف یمن کی رہنے والی تھی اس کے بیٹے بجائے باپ کے اسی کے نام سے منسوب ہوئے اور بنو خندف کہلائے گئے

اور مدرکہ کا اصل نام عامر ہے اور طابخہ کا نام عمر تھا، مدرکہ اور طابخہ نام ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ دونوں اپنے باپ کے اونٹ چرا رہے تھے انھوں نے پھندے سے ایک شکار پکڑا اور دونوں بیٹھکر اسے پکانے لگے اس اثنا میں کوئی جانور ان پر دوڑا جس سے وہ بدک کر بھاگے۔ عامر نے عمرو سے کہا اونٹ لانے جاتے ہو یا بیٹھے شکار پکاؤ گے عمرو نے کہا میں تو شکار پکاتا ہوں عامر اونٹ لینے چلا گیا اور ان کو لے آیا جب شام کو دونوں باپ کے پاس آئے تو انھوں نے آج کا قصہ بیان کیا اس نے عامر سے کہا تو مدرکہ ہے اور عمرو سے کہا تو طابخہ ہے۔

ہشام بن محمد سے روایت ہے کہ الیاس اپنی بیڑ میں اونٹ چرانے گیا تھا وہاں اس کے اونٹ خرگوش سے بدک کر بھاگے عمرو جا کر ان کو پکڑ لایا اس لیئے اس کا نام مدرکہ ہوا اور عامر نے خرگوش کو پکڑ کر پکایا اس لئے اس کا نام طابخہ ہوا مگر عمیر کاہلی سے خیمہ میں بیٹھا رہا باہر نہیں آیا اس لیئے اس کا نام قمع ہوا، ان کی ماں ایک خاص ادا سے چلتی ہوئی باہر آئی الیاس نے کہا اس چال سے کہاں چلیں اس وجہ سے اس کا نام خندف ہو گیا جس کے معنے ایک خاص قسم کی رفتار کے ہیں اپنے نسب کے اظہار میں قصی بن کلاب نے یہ مصرع کہا ہے۔

أمهتی خندف والیاس ابی

ترجمہ:۔ میری ماں خندف اور میرا باپ الیاس ہے۔

الیاس نے اپنے بیٹے عمرو سے کہا انت قد ادرکتَ ماطلبتا تو نے جو چیز طلب کی اسے پا لیا اس لیئے مدرکہ نام ہوا۔ عامر سے کہا وانت قد انضجت ماطبختا اور تو نے جو پکایا اسے اچھی طرح بھون بھلس لیا اس لیئے اس کا نام طابخہ ہوا، اور عمیر سے کہا وانت قد اسأتَ وانقمعتا تو نے بُرا کیا اور نکما بنگیا، اس لیئے اس کا نام قمع ہوا۔

ابن الیاس

اس کی ماں رباب بنت حیدہ بن معد ہے اس کا حقیقی بھائی ناس ہے اور یہ ہی عیلان ہے اسے عیلان اس لئے کہنے لگے کہ لوگ اس کی سخاوت و فیاضی پر

اسے ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے اے عیلان تم فقیر ہو جاؤ گے ، اس کے بعد اس کا یہ ہی نام مشہور ہو گیا ، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام عیلان تھا ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ عیلان نام پہاڑ میں پیدا ہوا تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے مضر کے ایک غلام عیلان نام نے پرورش کیا تھا ۔

ابن مضر

اس کی ماں سودہ بنت عک تھی اس کا ایک حقیقی بھائی ایاد تھا اور دو علاتی بھائی ربیعہ اور انمار تھے ان کی ماں جبدالہ بنت وعلان بن جوشم بن جلہمہ بن عمرو بن جرہم تھی ۔

جب نزار بن معد کا وقت آخر ہوا اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور اپنے مال کو ان میں تقسیم کر دیا اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ خیمہ جو سرخ چمڑے کا تھا اور اس طرح کا دوسرا میرا مال یہ مضر کا ہے اس وجہ سے مضر کا نام مضر الحمراؑ ہوا ۔ اور یہ میرا سیاہ شامیانہ اور اس رنگ کا میرا دوسرا مال یہ ربیعہ کا ہے چونکہ اسے سیاہ گھوڑا ملا اس لئے اس کا نام ربیعۃ الفرس ہوا اور یہ خادم اور اس کے مشابہ میرا جو مال ہے وہ ایاد کا ہے یہ بھورے رنگ کا تھا چنانچہ ایاد نے ابلق جانور اور کھر گھسی بھیڑ بکریاں لے لیں ۔ پھر اس نے کہا یہ درہم کی تھیلی اور ایوان انمار کا ہے اگر اس تقسیم کو عمل پذیر کرنے میں تم کو کوئی دقت پیش آئے اور تمہارے درمیان اختلاف رونما ہو تو تم اس کے تصفیہ کے لئے افعی الجرہمی کے پاس جانا وہ تصفیہ کر دے گا ۔ ان میں اس بارے میں اختلاف رائے ہوا اور وہ افعی کے پاس جانے کے لئے چلے اثنائے راہ میں مضر نے کہیں خشک گھاس چری ہوئی دیکھی اسے دیکھ کر اس نے کہا جس اونٹ نے اسے چرا ہے وہ کانا ہے ربیعہ نے کہا وہ بھنگا ہے ایاد نے کہا اس کے دم نہیں ہے ، انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے ، یہ اس مقام سے تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ ان کو ایک شخص ملا جسے اس کا اونٹ چھوڑ بھاگا تھا اس نے ان سے پوچھا تم نے میرا اونٹ دیکھا ہے مضر نے کہا وہ کانا ہے اس نے کہا ہاں ربیعہ نے کہا وہ بھنگا ہے ، اس نے کہا ہاں ایاد نے کہا اس کی دم ہی نہیں ہے ۔ اس نے کہا

ہاں، انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے اس نے کہا ہاں بے شک میرے اونٹ میں یہ تمام باتیں موجود ہیں تو مجھے بتاؤ انھوں نے قسم کھائی کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں اسے اس شخص نے نہ مانا اور ان کے پیچھے پڑ گیا کہنے لگا تم نے میرے اونٹ کا پورا پتہ دیا ہے میں کیونکر اس بات کو سچ مانوں کہ تم نے اسے دیکھا بھی نہیں، یہ سب چلکر نجران آئے اور افعی الجرہمی کے ہاں فروکش ہوئے اونٹ والے نے چلا کر کہا کہ ان لوگوں نے میرا اونٹ لیا ہے انھوں نے اس کا پورا پتہ اور نشان بتایا اور پھر کہتے ہیں کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں جرہمی نے ان سے پوچھا کہ جب آپ صاحبوں نے اسے دیکھا تک نہیں پھر کیونکر اس کی واقعی صفت بیان کی، مضر نے کہا میں نے دیکھا کہ اس نے گھاس کو صرف ایک طرف سے چرا تھا اور اور دوسری سمت یوں ہی چھوڑتا چلا گیا تھا اس سے میں نے قیاس کیا کہ وہ ضرور کانا ہے، ربیعہ نے کہا میں نے دیکھا کہ اس کے اگلے پیروں میں سے ایک کا نشان قدم پورا پڑا ہے دوسرے کا ناقص ہے اس سے میں نے قیاس کیا کہ بھنگا ہونے کی وجہ سے وہ ایک پاؤں پر دباؤ دیکر چلتا ہے، ایاد نے کہا چونکہ اس کی مینگنیاں ایک جگہ ڈھیر تھیں میں نے قیاس کیا کہ اس کے دم نہیں ورنہ دم ان کو بکھیر دیتی۔ انمار نے کہا میں نے جب دیکھا کہ وہ صرف گھنی جھاڑی میں چرتا تھا اور جلد ہی وہاں سے گذر کر دوسرے ایسے مقام کو چلا جاتا تھا جہاں کا چارہ زیادہ نرم اور کمزور ہوتا میں نے قیاس کیا کہ وہ اپنے مالک کو چھوڑ کر بھاگا ہے۔

اس گفتگو کو سنکر جرہمی نے اونٹ والے سے کہا کہ انھوں نے تیرا اونٹ نہیں لیا تو جا کر تلاش کر اور اب ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں انھوں نے اپنا پتہ بتایا اس نے ان کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے پاس کسی ضرورت سے آئے ہیں پھر اس نے ان کے لئے کھانا منگایا سب نے ملکر کھانا کھایا اور شراب پی مضر نے کہا اس سے بہتر شراب میں نے کبھی نہیں پی مگر معلوم ہوتا ہے کہ انگور قبر پر پھلے تھے، ربیعہ نے کہا میں نے آج سے بہتر کبھی گوشت نہیں کھایا مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس جانور کا یہ گوشت ہے اس نے کتیا کا دودھ پیا ہے، ایاد نے کہا ہمارے میزبان سے زیادہ فیاض آدمی میری نظر سے نہیں گزرا مگر یہ اس باپ کا بیٹا نہیں ہے

جس کی اولاد ہونے کا یہ مدعی ہے، انمار نے کہا میں نے آج سے پہلے اپنی ضرورت کے لئے اس سے زیادہ نافع گفتگو نہیں سنی۔

جرہمی نے بھی یہ باتیں سن پائیں اور اسے بڑی حیرت ہوئی اس نے اپنی ماں سے آکر اپنا نسب دریافت کیا اس نے کہا بے شک میں ایک بادشاہ کی بیوی تھی اس کے اولاد نہیں ہوتی تھی میں نے یہ بات بُری سمجھی کہ وارث نہ ہونے کی وجہ سے ملک نکل جائے لہذا میں نے اپنے ایک مہمان کو موقع دیا اور اس سے میں حاملہ ہوئی اس کے بعد اس نے اپنے داروغہ سے شراب کو دریافت کیا کہ کہاں کی ہے اس نے کہا یہ اس انگور کی بیل کی ہے جو میں نے تمہارے باپ کے قبر پر بوئی ہے، اب اس نے چرواہے سے گوشت کی حقیقت پوچھی اس نے کہا بے شک وہ گوشت ایسی بکری کا ہے جس نے کتیا کے دودھ پر پرورش پائی تھی اور اس وقت تک گلّہ میں اور کوئی بکری جنی نہ تھی کہ اس کا دودھ اسے پلایا جاتا، جرہمی نے مضر سے پوچھا کہئے آپ نے کیونکر شراب اور اس کے پھل کو شناخت کیا کہ یہ قبر پر پھلا ہے اس نے کہا اس لئے کہ مجھے اس کے پینے سے سخت پیاس معلوم ہوئی، ربیعہ سے پوچھا تم نے گوشت کو کیونکر شناخت کرلیا اس کی بھی اس نے کوئی توجیہ کردی اب اس نے پوچھا اچھا بتائیے کہ آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں انھوں نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا کہ ہمارے باپ نے ہم کو یہ وصیت کی تھی، جرہمی نے سرخ خیمہ، دینار اور اونٹ جو سرخ تھے مضر کو دلوائے، سیاہ شامیانہ اور سیاہ گھوڑے ربیعہ کو دلوائے، لونڈیاں جو بھوری تھیں اور ابلق گھوڑے ایاد کو دلوائے اور زمین اور درہم انمار کو دلوائے۔

ابن نزار

کہا جاتا ہے کہ اس کی کنیت ابوایاد تھی۔ ابو ربیعہ بھی بیان کی گئی ہے اس کی ماں معانہ بنت جوشم بن جلہمہ بن عمرو تھی اس کے دوسرے حقیقی بھائی قیص، قناصہ، سنام، حیدان۔ حیدہ۔ خیادہ۔ جنید۔ جنادہ۔ قحم۔ عبید الرماح۔ عرف، عوف، شک، اور قضاعہ تھے اسی سے معد کنیت کرتا تھا۔ اور کوئی ایک اس کی زندگی میں مرچکے تھے۔

ابن معد

اس کی ماں مہدد بنت اللہم تھی کہا جاتا ہے کہ اللہم بن جلحب بن جدیس ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ طسم کا بیٹا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لوسم کا بیٹا ہے جو یقشان بن ابراہیم خلیل الرحمن کی اولاد میں تھا۔

معد کے حقیقی بھائی، ایک دیث تھا یہ ہی عک ہے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عک ابن الدیث ابن عدنان۔ ایک بھائی عدن بن عدنان تھا بعض اہل انساب کا خیال ہے کہ یہ عدن کا مالک ہوا اور اسی کے نام سے وہ شہر مشہور ہوا، اہل عدن اسی کی اولاد تھے یہ ختم ہو گئے، ایک بھائی ابین تھا بعض اہل انساب کا خیال ہے کہ یہ ابین کا مالک تھا اور اسی کے نام سے یہ مقام مشہور ہوا اس کے باشندے اس کی اولاد میں تھے وہ بھی ختم ہو گئے۔ اور بھائی اُد بن عدنان اور رالی بن عدنان تھے یہ بھی بچپن ہی میں مر گیا تھا۔ اور ضحاک اور العی تھے ان سب کی ماں معد کی ماں تھی۔ بعض نسابوں نے بیان کیا ہے کہ عک یمن کے علاقۂ سمران کو چلا گیا تھا اور اس نے اپنے بھائی معد کو چھوڑ دیا تھا اس کی شہادت اس واقعہ سے ملتی ہے کہ جب اہل حضور نے شعیب بن ذی مہدم الحضوری کو قتل کر دیا اللہ نے ان کو سزا دینے کے لئے ان پر بخت نصر کو متعین کر دیا۔ ارمیا اور برخیا برآمد ہوئے انھوں نے معد کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور جب لڑائی فرو ہوئی انھوں نے معد کو مکہ واپس بھیجدیا اس نے یہاں آ کر دیکھا کہ اس کے بھائی اور چچا جو عدنان کے بیٹے تھے وطن چھوڑ کر یمن کے قبائل میں جا ملے ہیں اور انہیں میں انھوں نے بیاہ کر لئے ہیں چونکہ بنو عدنان جرہم کی اولاد میں تھے اس وجہ سے یمنیوں نے ان کے ساتھ مہربانی اور شفقت کا سلوک کیا، اس واقعہ پر کسی شاعر کے یہ شعر شہادت میں پیش کئے گئے ہیں۔

ترکنا الدایث اخوتنا وعکاً الی سمران فانطلقوا سراعا

وکانوا من بنی عدنان حتّٰی اضاعوا الامر بینھم فضاعا

ترجمہ:۔ ہم نے اپنے بھائی دیث اور عک کو سمران جانے کی اجازت دے دی اور وہ تیزی سے ادھر چلدئے وہ بنو عدنان تھے مگر جب انھوں نے اپنی بات آپس میں

خراب کرلی تو ان کی بات بگڑ گئی۔

ابن عدنان

اس کے دو علاقی بھائی بنت اور عمر تھے، معد بن عدنان تک ہمارے نبی محمد صلعم کے نسب میں کسی نسّاب کو کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

ابوالاسود وغیرہ نے رسول اللہ کا نسب یہ بیان کیا ہے، محمّد بن عبداللہ بن عبدالمطلب، بن ہاشم، بن عبدمناف، بن قصی، بن کلاب، بن مُرّہ، بن کعب، بن لوی، بن غالب، بن فہر، بن مالک، بن النضر، بن کنانہ، بن خزیمہ، بن مدرکہ، بن الیاس، بن مضر، بن نزار، بن معد، بن عدنان، بن ادد، اس کے اوپر نسب میں اختلاف ہے۔

ام المومنین ام سلمہ رسول اللہ صلعم کی بیوی فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ کی زبانی سنا ہے "معد بن عدنان بن اُدد بن زند بن یری بن اعراق الثریٰ"۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ زند ہمیسع ہے، یری بنت ہے اور اعراق الثریٰ خود اسماعیل بن ابراہیم ہیں۔

مقداد بن اسود البہرانی کی بیٹی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، "معد بن عدنان بن اُدد بن یری بن اعراق الثریٰ"۔

بعض نسّاب کہتے ہیں کہ عدنان ابن اُدد بن مقوّم، بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب، بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم ہے۔

ایک نسّاب نے کہا ہے کہ عدنا بن اُدد بن ایحب بن ایوب بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم ہے۔ اور یہی نسّاب کہتا ہے کہ خود قصی بن کلاب نے اپنے شعر میں قیذر کی طرف نسبت کی ہے۔

کسی اور نے کہا ہے کہ عدنان بن سیدع بن منیع بن اُدد بن کعب بن یشجب بن یعرب بن الہمیسع بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم ہے، راوی کہتا ہے کہ یہ چونکہ زمانہ قدیم کی بات ہے اس لیئے عہد عتیق سے ماخوذ کی گئی ہے۔

ہشام کہتا ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے میرے باپ سے حسب ذیل نسب کی روایت کی حالانکہ میں نے خود ان کی زبانی یہ نسب نہیں سنا تھا۔ وہ یہ ہے۔

معد بن عدنان بن اُدد بن الہمیسع بن سلامان بن عوص بن بوز بن قموال بن اُبی بن العوّام۔ بن ناشد۔ بن حزا۔ بن بلداس بن یدلاف بن طابخ۔ بن جاحم۔ بن تاحش، بن ماخی، بن عیفی، بن عبقر، بن عبید، بن الدعا، بن حمدان، بن سنبر بن یثربی، بن یحزن، بن یلحن، بن ارعوی۔ بن عیفی، بن دیشان، بن عیصر، بن اقناد، بن ایہام، بن مقصر، بن ناحث، بن زارح، بن شمی، بن مزّی، بن عوص، بن عرام، قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم صلوات اللہ علیہما۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ اہل تدمر کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور جو بنی اسرائیل سے تھا اور مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے یہودیوں کی کتابیں اور علوم پڑھے تھے بیان کیا کہ ارمیا کے کاتب بروخ بن ناریا نے معد بن عدنان کا نسب اچھی طرح مکمل معلوم کر کے اپنے پاس لکھ لیا تھا اس سے یہودی احبار بخوبی واقف ہیں وہ ان کی کتابوں میں مرقوم ہے وہ نام مذکورہ بالا ناموں سے ملتے جلتے ہیں بظاہر جو اختلاف معلوم ہوتا ہے وہ اختلاف زبان کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ نام عبرانی سے ترجمہ کئے گئے ہیں۔

ہشام نے اپنے باپ سے قصی کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

فلستُ لحاضِنٍ اِن لم تاثّل　　بھا اولادُ قیذرَ والنبیت

ترجمہ:۔ میں کسی ماں کو نہیں مانتا اگر اس سے قیذر اور نبیت کی اولاد ثابت نہ ہوتی ہو۔

اس سے مراد نبت بن اسمٰعیل ہے۔

ابن شہاب کہتا ہے "معد بن عدنان بن اُدّ بن الہمیسع بن اسحب بن نبت بن قیدار بن اسمٰعیل"۔

ایک نسّاب نے یہ نسب بیان کیا ہے "معد بن عدنان بن اُدد بن امین بن شاجب، بن ثعلبہ، بن عتد، بن مرمح، بن محلم، بن العوّام، بن المحتمل، بن رائمہ، بن العیقان، بن علہ، بن الشحدود، بن الظریب، بن عبقر، بن

ابراہیم بن اسمٰعیل، بن یزن، بن اعوج، بن المطعم، بن الطمح، بن القسور، بن عبود، بن دعدع، بن محمود، بن الزائد، بن ندوان، بن امامہ، بن دوس بن حصن، بن النزال، بن القمیر، بن المجشّر، بن معدمر، بن صیفی، بن نبت، بن قیذار بن اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل الرحمان"۔

ایک دوسرے نسّاب نے کہا "معد بن عدنان بن اُدد بن زید بن یقدر بن یقدم بن ہمیسع بن نبت بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم"۔

دوسرا کہتا ہے، معد بن عدنان بن اُد بن الہمیسع بن نبت بن سلمان (یہ ہی سلامان ہے) بن حمل بن نبت بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم"۔

دوسرے کہتے ہیں "معد بن عدنان بن اُدد بن المقوّم بن ناحور بن مشرح بن یشجب بن ملک بن ایمن بن النبیت بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم۔

اور دوسرے کہتے ہیں معد بن عدنان بن اُدّ بن اُدد بن الہمیسع بن اسحب بن سعد بن مرح بن نضیر بن حمیل بن منحم بن لافث بن الصابوح بن کنانہ بن العوام بن نبت بن قیذر بن اسمٰعیل ہے۔

ہم سے ایک نسّاب نے بیان کیا ہے کہ علمائے عرب کی ایک جماعت نے عربی میں حضرت اسمٰعیل تک معد کے چالیس آبا کے نام محفوظ رکھے ہیں اور ان سب پر انھوں نے عرب کے اشعار سے سند لی ہے میں نے ان کے بیان کا دوسرے اہل کتاب کے اقوال سے مقابلہ کیا تو تعداد میں اتفاق معلوم ہوا مگر لفظ مختلف معلوم ہوے اس نے وہ نام مجھے پڑھ کر سنائے میں نے ان کو لکھ لیا اور وہ یہ ہیں "معدّ بن عدنانؔ بن اُددؔ بن ہمیسعؔ یہ ہی سلمان ہے جس کے معنے امین ہیں بن ہمیسعؔ یہ ہی ہمیدع ہے جس کے معنے غمگین ہیں ابن سلامانؔ یہ ہی منجر نبیت ہے اسے منجر اس لئے کہتے تھے کہ یہ عربوں کو بخیرہ کھلاتا تھا اور اس کے عہد میں لوگ قحط کے زمانے میں موت سے بچ گئے اس پر قعنب بن عتّاب الریاحی کا یہ شعر شہادت میں پیش ہے۔

تُناشِدُنِی طَحیٌّ وطَحیٌّ بعیدۃٌ وتذکرنی بالودَّ ازملان تّبیت

ترجمہ:۔ تو مجھے طے کا واسطہ دیتا ہے حالانکہ وہ بہت دور ہے۔ اور تو مجھے

نبیت کے زمانے میں بالوذ کو یاد دلاتا ہے۔

نبیت[۸] بن عوص یہ ہی ثعلبہ ہے ثعلبیہ اسی کی طرف منسوب ہیں ابن بورا[۹] یہ ہی بور ہے یہ خاندانوں کی اصل ہے سب سے پہلے اسی نے عرب میں خاندان کی بنیاد ڈالی۔ ابن شوحا[۱۰] یہ ہی سعد رجب ہے اسی نے سب سے پہلے عرب میں رجبیہ کی بنیاد ڈالی۔ ابن لحما ما[۱۱] یہ ہی قموال ہے اور اسی کا نام مرمح النا صب ہے یہ حضرت سلیمان کے عہد میں تھا۔ ابن کسدانا[۱۲] یہ ہی محلّم ذوالعین ہے۔ ابن حراما[۱۳] یہ ہی عوام ہے۔ ابن بلدان[۱۴] یہ ہی محتمل ہے۔ ابن بدلانا[۱۵] یہ ہی یدلاف ہے اور اسی کا نام رائمہ ہے۔ ابن طہبا[۱۶] یہ ہی طاہب ہے اور اسی کا نام عیقان ہے ابن جہمی[۱۷] یہ ہی جاحم ہے اور اسی کا نام علہ ہے۔ ابن محشی[۱۸] یہ ہی تاحش ہے اور اسی کا نام شمدود ہے۔ ابن متجالی[۱۹] یہ ہی ماجی ہے اور اسی کا نام ظریب ہے جس کے معنے ہیں آگ بجھانے والا۔ ابن عقارا[۲۰] یہ ہی عافی عبقر ابو الجن ہے جنیۃ عبقر اسی سے منسوب ہے۔ ابن عافاری[۲۱] یہ ہی عاقر ابراہیم جامع الشمل ہے یہ نام اس لئے ہوا کہ اس نے اپنے ملک میں ہر خوفزدہ کو پناہ دی مسافر کو اس کے گھر پہنچا دیا اور لوگوں کی حالت درست کر دی۔ ابن سداعی[۲۲] یہ ہی دعا ہمیعل ذو المطابخ ہے۔ یہ نام اس لئے ہوا کہ بادشاہ ہونے کے بعد اس نے عرب کے ہر شہر میں سرکاری مہمان خانہ قائم کیا۔ ابن ابداعی[۲۳] یہ ہی عبید یزن الطعان ہے چونکہ سب سے پہلے نیزہ سے یہ ہی لڑا تھا اس لئے نیزوں کو اس سے منسوب کیا گیا ابن ہمادی[۲۵] یہ ہی ہمدان ہمیعل ذو الاعوج ہے۔ اعوج اس کے گھوڑے کا نام تھا اسی سے اعوجی گھوڑے منسوب ہیں۔ ابن بشمانی[۲۶] یہ ہی لشین ہے جس کے معنے ہیں قحط میں کھلانے والا۔ ابن یترانی[۲۷] یہ ہی بشرم ہے جس کے معنے ہیں مدارج اعلےٰ پر نظر رکھنے والا اور ان کے لئے کوشش کرنے والا۔ ابن یحزانی[۲۸] یہ ہی یحزن ہے جس کے معنے جابر ہیں۔ ابن یلحانی[۲۹] یہ ہی یلحن اور عبود ہے۔ ابن رعوانی[۳۰] یہ ہی رعوئی ہے جس کے معنے ہیں کمزوری سے آہستہ آہستہ چلنے والا۔ ابن عاقاری[۳۱] یہ ہی عاقر ہے۔ ابن داسان[۳۲] یہ زائد ہے۔ ابن عاصار[۳۳] یہ ہی عاصر ہے اسی کا نام نیدوان صاحب مجالس ہے اس کے عہد مملکت میں بنو القاذور یہ ہی قاذور ہے

پراگندہ ہوگئے اور حکومت نبیت بن القاذور کی اولاد سے نکلکر بنو جاوان بن القاذور میں چلی گئی مگر پھر دوبارہ ان میں عود کر آئی۔ ابن قنادی[34] یہ ہی قناد ہے اور یہ ہی امامنہ ہے۔ ابن تامار[35] یہ ہی ہمامی دوس العتق ہے یہ اپنے زمانے میں حسین ترین شخص مانا گیا ہے اسی سے عرب یہ مثل بولتے ہیں "اعتق من دوس" اب اس کی وجہ یا اس کا حُسن اور شرافت ہے یا اس کا قدم۔ اس کے عہد مملکت میں جرہم بن فالج اور قطورا ہلاک ہوئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے حرم میں فسق و فجور اور فتنہ و فساد برپا کر دیا دوس نے ان کو قتل کر دیا جو ان میں بچے تھے ان کے آثار کو دیمک نے کھا کر فنا کر دیا۔ ابن مقیصر[36] یہ ہی مقاصری ہے جس کے معنے ہیں قلعہ، اسے ناحث بھی کہتے ہیں جس کے معنی ہیں اترنا ابن زارح[37] یہ ہی قمیر ہے۔ ابن سمی[38] یہ ہی سما اور مُجشّر ہے یہ ایک نہایت ہی عادل منتظم اور مدبر بادشاہ تھا اُمیّہ بن ابی الصلت نے ہرقل بادشاہ روم کو خطاب کرتے ہوئے اسی کی طرف اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

كُنْ كالمجشّرِ اِذ قالت رعيتهٗ كان المُجشّرُ اوفانا بما حملا

ترجمہ:۔ تم بھی مجشر ایسے بنو اس کی رعیت نے کہا تھا کہ مُجشّر ہم میں سب سے زیادہ اپنے عہد کا ایفا کرنے والا ہے۔

ابن ہزرا[39] اسے مرہر بھی کہا جاتا ہے۔ ابن صیقا[40] یہ ہی سمر ہے جو صیفی ہے یہ سب سے بہتر بادشاہ تھا جو روئے زمین پہ پیدا ہوا اسی کے متعلق اُمیّہ بن ابی الصلت نے یہ شعر کہا ہے۔

ان الصفّی بن النبیت مُملِکاً اعلی واجود من هرقل وقیصرا

ترجمہ:۔ بے شک صفی بن النبیت ایسا بادشاہ ہوا ہے جو ہرقل اور قیصر سے زیادہ سخی اور بہتر تھا۔

بن جعشم[41] یہ ہی عوام ہے۔ نبیت اور قیذر ہے، قیذر کے معنے صاحب ملک کے ہیں سمٰعیل کی اولاد میں سب سے پہلا فرمانروا یہ ہی ہوا ہے۔

ابن سمٰعیل[42] سچے وعدے والے۔ ابن ابراہیم[43] خلیل الرحمان۔ ابن تارح[44] یہ ہی آزر ہے۔ ابن ناخور[45] بن سارع[46] بن ارغو[47] ابن فالغ[48] سریانی میں فالغ کے معنی

تقسیم کرنے والے کے ہیں اس کا نام اس لئے ہوا کہ اس نے زمینوں کو اولاد آدم میں تقسیم کر دیا تھا۔ اسی کا دوسرا نام فالج ہے ابن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ یہ ہی حضرت ادریس ہیں بن یرد یہ ہی یارد ہے جس کے زمانے میں پہلے پہل بت بنائے گئے، بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شث یہ ہی ہبتہ اللہ بن آدم ہیں۔ ہابیل کے قتل کے بعد یہ ہی اپنے باپ کے جانشین اور وصی ہوئے، جب یہ پیدا ہوئے تو حضرت آدم نے فرمایا ہابیل کے بجائے یہ اللہ کا عطیہ ہے اس طرح ان کا نام ہابیل کے نام سے ماخوذ ہوا

حضرت اسمعیل بن ابراہیم اور ان کے ان آبا اور امہات کا مختصر ذکر جو ان کے اور آدم علیہ السلام کے درمیانی عہد میں گزرے ہیں اور ان سے متعلق دوسرے واقعات و حالات کو جو ہم تک پہنچے ہیں چونکہ ہم اپنی اس کتاب میں پہلے مختصراً بیان کر چکے ہیں اس لئے اس کا اب اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔

ہشام بن محمد کہتا ہے "عرب یہ مثل بولتے ہیں انما خلاش الخلاوش منذ ولد ابونا انوش وانما حرم الحنث منذ ولد ابونا شث۔

ترجمہ:۔ گالی ہمارے باپ انوش سے شروع ہوئی۔ اور عہد شکنی ہمارے باپ شث کے زمانے سے حرام ہوئی"۔

سریانی میں شث شیث ہے۔

رسول اللہ صلعم کا ذکر اور حالات

واقعہ فیل کے آٹھ سال بعد عبد المطلب مر گئے۔ چونکہ ابوطالب اور رسول اللہؐ کے باپ عبداللہ حقیقی بھائی تھے اس لئے عبد المطلب نے اپنے بعد رسول اللہؐ کی پرورش اور ولایت ابوطالب کے سپرد کی تھی اور حسن سلوک کی وصیت کی تھی چنانچہ اس کے بعد ابوطالب رسول اللہؐ کے ولی تھے آپ انہیں کے پاس اور ساتھ رہتے تھے، ایک مرتبہ ابوطالب قریش کے قافلہ کے ساتھ تجارت کے لئے شام جانے لگے جب قافلہ کی روانگی کا وقت آیا اور وہ جانے کے لئے بالکل تیار ہو گئے رسول اللہ صلعم ان سے لپٹ گئے ابوطالب کو ان پر ترس آیا اور

انھوں نے کہا خدا کی قسم ہے میں اسے بھی اپنے ساتھ لے جاؤنگا اور اب آیندہ کبھی انکو اپنے سے علٰحدہ نہ رکھونگا چنانچہ وہ رسول اللہ کو ساتھ لیکر قافلہ میں روانہ ہوگئے یہ قافلہ شام کے علاقے میں بُصریٰ مقام پر فروکش ہوا یہاں بحیرا نام ایک راہب اپنی خانقاہ میں رہا کرتا تھا یہ نصرانیوں کا بڑا عالم شخص تھا ہمیشہ سے اس خانقاہ میں جو راہب ہوتا تھا اسے وراثتاً علم کتابی ملتا رہتا ہے۔ جب یہ قریش کا قافلہ اس سال اس کے ہاں فروکش ہوا بحیرا نے ان کے لئے بہت سا کھانا پکوایا اور یہ اس لئے کہ اس نے اپنے صومعہ میں سے رسول اللہ صلعم کو دیکھا تھا کہ اور تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف آپ پر ایک بدلی سایہ افگن چلی آتی ہے، جب یہ قافلہ اس کے قریب آکر ایک درخت کے سایہ میں اترا اس نے اس بدلی کو دیکھا کہ اس نے درخت کی شاخوں کو رسول اللہؐ پر سایہ ڈالنے کے لئے جھکا دیا ہے اور اب وہ پورے سایہ کے نیچے فروکش ہیں یہ دیکھکر بحیرا اپنی خانقاہ سے اترا اور ان سب کو اس نے اپنے پاس بلا بھیجا، رسول اللہؐ پر نظر پڑتے ہی اس نے آپ کو نہایت غور سے دیکھنا شروع کیا اور ان نشانیوں کی مطابقت کرنے کے لئے جو اسے پہلے سے معلوم تھیں وہ آپ کے جسم کی بعض چیزوں کو بغور دیکھنے لگا۔ جب تمام قافلہ کھانے سے فارغ ہو کر چلا گیا اس نے رسول اللہ صلعم سے ان کی حالت بیداری اور خواب کی کیفیت دریافت کی آپ نے اسے بتانا شروع کیا یہ باتیں ان صفات کے عین مطابق تھیں جو اسے پہلے سے معلوم تھیں، اس کے بعد اس نے آپ کی پیٹھ دیکھی تو دونوں شانوں کے بیچ میں اسے مہر نبوت نظر آئی اس نے ابوطالب سے کہا کہ یہ لڑکا تمہارا نہیں معلوم ہوتا اس نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرا نے کہا یہ ہرگز تمہارا بیٹا نہیں ہے اور اس بچہ کا باپ تو اب زندہ بھی نہ ہونا چاہیئے، ابوطالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ بحیرا نے پوچھا اس کا باپ کیا ہوا ابوطالب نے کہا ابھی یہ لڑکا بطن مادر ہی میں تھا کہ اس کا انتقال ہوگیا، بحیرا نے کہا بالکل ٹھیک ہے اچھا تم اسے اپنے گھر لے جاؤ اور یہودیوں سے اس کی حفاظت کرنا اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے اور وہ علامات جن کو میں نے شناخت کرلیا ہے انھوں نے بھی شناخت کرلیں تو وہ ضرور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرینگے یہ ایک عظیم الشان انسان ہونے والا ہے تم فوراً اسے اس کے گھر لے جاؤ،

یہ سنکر ابوطالب آپ کے چچا آپ کو لے کر فوراً روانہ ہوگئے اور ان کو مکہ لے آئے
ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب ابوطالب رسول اللہؐ کو لیکر بصری علاقہ شام آئے تھے اس وقت آپ کا سن شریف نو سال کا تھا۔
ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ ابوطالب شام روانہ ہوئے رسول اللہ صلعم قریش کے اور شیوخ کے ساتھ اس کے ساتھ ہوئے جب ان کو وہ راہب نظر آیا یہ اتر پڑے اور انھوں نے اپنے کجاوے کھولدئے اس مرتبہ وہ راہب ان کے پاس آیا حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کے پاس سے گذرتے تھے وہ نہ کبھی ان کے پاس آتا تھا اور نہ التفات کرتا تھا۔
یہ اپنے کجاوے کھول رہے تھے کہ وہ راہب ان میں آکر مل گیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا یہاں تک کہ اس نے رسول اللہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا یہ تمام عالم کا سردار ہے یہ رب العالمین کا رسول ہے اسے اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین کر کے مبعوث فرمانے والا ہے۔
قریش کے شیوخ نے اس سے پوچھا تم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی اس نے کہا جب سے تم گھاٹی سے برآمد ہوئے کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ میں نہ گر پڑا اور جمادات و نباتات صرف نبی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں دوسرے میں اس مہر نبوت سے بھی جو سیب کے برابر ان کے شانے کے جوڑ کے نیچے واقع ہے اس بات کو جانتا ہوں۔
راہب اپنی خانقاہ آیا یہاں آکر اس نے ان کے لئے کھانا پکوایا اور اسے ان کے پاس لے کر آیا اس وقت رسول اللہؐ اونٹ چرا رہے تھے راہب نے قریش سے کہا کہ اسے بلواؤ جب آپ آرہے تھے اس وقت بھی ایک بدلی آپ پر سایہ فگن تھی راہب نے کہا دیکھو بدلی آپ پر سایہ کررہی ہے جب آپ اپنی جماعت کے پاس آئے آپ نے دیکھا کہ درخت کا تمام سایہ قریش نے اپنے قبضہ میں کرلیا ہے مگر جب آپ بیٹھے تو درخت کا سایہ بڑھکر آپ پر بھی آگیا راہب نے کہا دیکھو درخت کا سایہ بھی آپ پر جھک پڑا ہے، راہب اب تک کھڑے ان کو اللہ کا واسطہ دیکر سمجھا رہا تھا کہ تم اس بچے کو روم نہ لے جاؤ کیونکہ اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے تو

شناخت کر لیں گے اور قتل کر دیں گے یہ کہکر اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں سات آدمی روم کے فرستادے موجود تھے راہب نے خود ہی سبقت کر کے ان سے پوچھا تم کیوں آئے ہو انھوں نے کہا ہم اس لئے آئے ہیں کہ ایک نبی اس ماہ میں خروج کرنے والا ہے ہر راستے کے ناکے پر پہرے متعین کر دئے گئے ہیں اور ہم کو اچھا سمجھکر آپ کی اس سمت بھیجا گیا ہے راہب نے کہا کیا جن لوگوں کو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو ان میں کوئی تم سے بہتر رہ گیا ہے انھوں نے کہا نہیں ہمیں سب سے بہتر سمجھکر ہی آپ کے اس راستے پر بھیجا گیا ہے، اس نے کہا اچھا تم اس بات سے واقف ہو کہ اگر اللہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر لے تو کسی میں یہ مجال ہے کہ اسے نہ ہونے دے انھوں نے کہا ہرگز نہیں اور اب وہ اس راہب کے تابع ہو گئے اور اسی کے پاس ٹھہر گئے۔

راہب قریش کے پاس آیا اور اس نے خدا کا واسطہ دیکر پوچھا کہ اس لڑکے کا ولی کون ہے انھوں نے کہا ابو طالب اب وہ ابو طالب کو خدا کا واسطہ دیکر اصرار کرتا رہا کہ تم اس بچے کو واپس لے جاؤ اور جب تک اسے واپس نہ بھجوا دیا اس نے ابوطالب کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ واپسی کے لئے ابوبکرؓ نے بلال کو آپکے ساتھ خدمت کے لئے کر دیا اور اس راہب نے زاد راہ کے لئے بسکٹ اور زیتون آپ کو دیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا کہ جو باتیں لوگ ایام جاہلیت میں کرتے تھے ان کے کرنے کا میں نے صرف دو مرتبہ قصد کیا مگر ہر دفعہ اللہ میرے اور اس بات کے درمیان آ گیا اس کے بعد میں نے کبھی کسی برائی کے کرنے کا ارادہ تک نہیں کیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت کی عزت سے سرفراز فرمایا اور وہ دو مرتبہ کا قصہ بھی یہ ہے کہ میں نے ایک رات اس قرشی نوعمر لڑکے سے جو میرے ساتھ اعلی مکہ میں مویشی چراتا تھا کہا کہ اگر تم میری بکریوں کی نگرانی رکھو تو میں مکہ جاکر دوسرے نوجوانوں کی طرح پر لطف باتیں کر آؤں اس نے کہا اچھا تم جاؤ میں اس غرض سے مکہ آیا آبادی کے پہلے گھر تک پہنچا تھا کہ مجھے دف اور باجوں کی آواز آئی میں نے پوچھا کیا ہے لوگوں نے کہا فلاں شخص کی فلاں عورت سے شادی ہوئی ہے یہ اس کا جلوس ہے میں اسے دیکھنے بیٹھ گیا اللہ نے میرے کان بند کر دئے میں سو گیا آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا میں اپنے

ساتھی کے پاس چلا آیا اس نے پوچھا کیا کر آئے میں نے کہا کچھ بھی نہیں میرے ساتھ تو یہ واقعہ پیش آیا۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ ایک رات میں اب پھر میں نے اپنے ساتھی سے وہی درخواست کی جو پہلے کی تھی اس نے اسے منظور کر لیا میں اس رات پھر مکہ آیا اور اس مرتبہ بھی مجھے وہی برات کے جلوس کے باجے سنائی دئے جو پہلی مرتبہ سنائی دئے تھے میں جلوس دیکھنے بیٹھ گیا اس مرتبہ پھر اللہ نے میرے کان بہرے کر دئے میں سو رہا اور آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا میں نے پھر اپنے ساتھی سے آکر یہ واقعہ بیان کر دیا اس کے بعد پھر میں نے کسی برائی کا کبھی ارادہ تک نہیں کیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا۔

رسول اللہ صلعم کی شادی حضرت خدیجہ رض سے

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب رسول اللہ ؐ نے حضرت خدیجہ سے شادی کی اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی نہایت شریف مالدار تاجر بی بی تھیں، دوسرے لوگ ان کے مال کی تجارت کرتے تھے اور منافع میں سے وہ کچھ ان کو دیا کرتی تھیں، قریش تاجر قوم تھی جب خدیجہ کو رسول اللہ صلعم کی راست گفتاری۔ امانت، اور نیک کرداری کا علم ہوا انھوں نے آپ کو بلا بھیجا اور درخواست کی کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں میں اب تک دوسرے تاجروں کو منافع میں سے جس قدر حصہ دیتی تھی اس سے بہت زیادہ آپ کو دونگی اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کر دونگی آپ نے یہ تجویز منظور فرمالی اور ان کا مال لے کر روانہ ہوئے حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ بھی ساتھ ہو گیا دونوں شام آئے اور ایک راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے اس راہب نے سر اٹھا کر میسرہ کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ شخص جو درخت کے نیچے اترا ہے کون ہے؟ اس نے کہا یہ اہل حرم کا ایک قرشی ہے راہب نے اس سے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے نبی اللہ کے اور کوئی شخص آج تک فروکش نہیں ہوا ہے، رسول اللہ صلعم نے یہاں جو مال لاد کر لائے بیچ دیا اور جو

خرید نا تھا اسے خرید لیا آپ کو واپس پلٹے میسرہ ہمراہ تھا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ دوپہر اور سخت گرمی کے وقت، میسرہ دیکھتا تھا کہ آپ اونٹ پر ہوتے ہیں اور دو فرشتے آکر آپ کو تمازت آفتاب سے بچانے کے لئے سایہ کرلیتے ہیں، آپ خدیجہ کے پاس مکہ آئے انھوں نے اس مال کو جو آپ شام سے لائے تھے بیچا تو اس سے دوچند یا قریب دوچند کے نفع ہوا۔ میسرہ نے حضرت خدیجہ سے راہب کا قول بیان کیا اور جو آپ پر فرشتوں کو سایہ کرتے دیکھا تھا وہ بھی کہا۔ خدیجہ ایک تجربہ کار ہوشیار اور شریف بی بی تھیں نیز اللہ نے ان کی قسمت میں اور بھی کرامت اور سعادت مقدر کی تھی یہ سنکر انھوں نے رسول اللہ صلعم کو بلایا اور ان سے کہا اے میرے ابن عم میں تمھاری قرابت، شرافت نسب امانت، حسن اخلاق اور راست بازی کی وجہ سے تمھاری گرویدہ ہوں میں تمھارے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہوں، خدیجہ اس زمانہ میں قریش میں سب سے زیادہ نجیب شریف اور دولت مند خاتون تھیں ان کی تمام قوم ان وجوہ سے ان سے شادی کرنے کی متمنی تھی جب انھوں نے رسول اللہؐ سے شادی کی خواہش ظاہر کی آپ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب آپ کے چچا آپ کے ہمراہ خویلد بن اسد کے پاس گئے اور اس سے شادی کا پیام دیا اس نے حضرت خدیجہ کی رسول اللہؐ سے شادی کردی ابراہیم کے علاوہ آپ کی تمام اولاد زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ فاطمہؓ، قاسم انھیں کے نام سے آپ کنیت کرتے تھے اور طاہر اور طیب حضرت خدیجہ کے بطن مبارک سے ہوئے قاسم، طاہر اور طیب عہد جاہلیت ہی میں مرگئے البتہ آپ کی تمام صاحبزادیوں نے اسلام کا عہد پایا اور وہ مسلمان ہوئیں اور انھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی"۔

ابن شہاب الزہری اور دوسرے اہل مکہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ صلعم اور ایک دوسرے قریشی کو سامان تجارت دیکر سوق حباشہ کو جو تہامہ میں واقع ہے بھیجا تھا اور خویلد نے ان کی شادی رسول اللہ صلعم سے کی اور مکہ کی ایک مولدہ غیر عرب عورت نے یہ رشتہ لگایا تھا۔ مگر واقدی اسکے متعلق کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بیان بالکل غلط ہے اسی طرح کا غلط واقعہ لوگ یہ بھی

بیان کرتے ہیں کہ خود خدیجہ رضؓ نے رسول اللہ صلعم کو شادی کا پیام دیا تھا یہ ایک نہایت شریف بی بی تھیں قریش کا ہر شخص ان سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا اور اسکے لئے انھوں نے بہت سا روپیہ بھی صرف کیا تھا، پھر خدیجہ رضؓ نے اپنے باپ کو بلا کر اتنی شراب پلائی کہ وہ بالکل مدہوش ہوگیا انھوں نے ایک گائے بھی ذبح کی خوشبو لگائی اور کام کیا ہوا حلہ زیب تن کرکے رسول اللہ صلعم کو ان کے چچاؤں کے ساتھ بلا بھیجا وہ خدیجہ رضؓ کے ہاں آئے ان کے باپ نے رسول اللہ صلعم سے ان کی شادی کردی مگر جب وہ ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ یہ گائے کیوں ذبح ہوئی ہے یہ خوشبو کیوں لگائی گئی اور یہ اعلےٰ لباس کیوں پہنا گیا ہے، خدیجہ رضؓ نے اس سے کہا تم نے مجھے محمدؐ بن عبداللہ سے بیاہ دیا ہے اس نے کہا ہرگز نہیں میں کیوں کرنے لگا تھا قریش کے اکابر نے تمہارا پیام دیا مگر میں نے منظور نہیں کیا۔"

واقدی کہتا ہے کہ یہ روایت ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے جو واقعہ ہمارے نزدیک بالکل صحیح ہے وہ عبداللہ رضؓ بن عباس رضؓ کی روایت ہے کہ خدیجہ رضؓ کی شادی ان کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اللہ صلعم سے کی تھی اور ان کا باپ خویلد واقعہ فجار سے پہلے ہی مرگیا تھا۔

خدیجہ رضؓ کا مکان وہی تھا جو اب تک ان کے نام سے مشہور چلا آتا ہے اسے معاویہ رضؓ نے خرید کر مسجد بنا دیا تھا لوگ اس میں نماز پڑھتے تھے اس نے انھیں آثار پر اسے بنایا تھا جس پر وہ اب تک قائم ہے اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے جو پتھر دروازے کی بائیں جانب لگا ہوا ہے یہ وہی ہے کہ جب ابولہب اور عدی بن حمیرا الثقفی کے گھر سے جو ابن علقمہ کے گھر کے پیچھے تھا رسول اللہ صلعم پر سنگ اندازی ہوتی تو آپ اس پتھر کی آڑ میں پناہ لیتے۔ یہ پتھر ایک گز ایک بالشت کا ہے۔

نبوت سے قبل کے واقعات

خدیجہ رضؓ سے شادی کرنے کے دس سال کے بعد قریش نے کعبہ کو ڈھا کر پھر بنایا اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی کعبہ کے انہدام کی وجہ یہ ہوئی کہ کعبہ کی صورت یہ تھی کہ کرسی کے اوپر صرف پتھر چنے ہوئے تھے قریش چاہتے تھے کہ دیوار کو اور بلند کرکے

اس پر چھت ڈالدیں اور اس کی تحریک یوں ہوئی کہ بعض لوگوں نے جس میں قریش اور دوسرے آدمی شامل تھے کعبہ کے خزانے کو چرالیا تھا یہ خزانہ کعبہ کے وسط میں جو کنواں تھا اس میں رہا کرتا تھا۔ کعبہ میں دو ہرن تھے جن کا قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قوم نوح کی غرقابی کے بعد اللہ نے کعبہ کو پھر نمایاں کیا اور ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے صاحبزادے اسمٰعیل کو حکم دیا کہ وہ کعبہ کو اس کی ابتدائی بنیاد پر بنادیں چنانچہ ان دونوں نے اسے بنایا جس پر قرآن شاہد ہے۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

ترجمہ:۔ اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل ہمارے گھر کی دیواروں کو اٹھاتے تھے (تو کہتے تھے) اے ہمارے رب تو ہمارے اس خدمت کو قبول فرما کیونکہ بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے"۔

حضرت نوح کے عہد سے کعبہ کا کوئی ولی نہ تھا اسے اٹھالیا گیا تھا چونکہ اللہ تعالےٰ رسول اللہ ﷺ کو اسمٰعیل کی اولاد میں مبعوث فرما کر ان کو یہ سعادت دینا چاہتا تھا اس نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ تم اپنے بیٹے اسمٰعیل کو یہاں آباد کرو۔ چنانچہ حضرت نوح کے بعد اب حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کعبہ کی تولیت انجام دیتے تھے اس وقت تک بالکل غیر آباد چٹیل میدان تھا البتہ اس کے اطراف واکناف میں جرہم اور عمالقہ بود وباش رکھتے تھے، جرہم کی ایک عورت سے حضرت اسمٰعیل نے نکاح کیا اسی کی طرف عمرو بن الحارث بن مضاض نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے:۔

وصاھرنا من اکرم الناس والداً　　فابناؤہٗ منّا ونحن الاصاھرُ

ترجمہ:۔ ہمارے ہاں اس شخص نے شادی کی جو اپنے باپ کی وجہ سے معزز ترین شخص تھا۔ اس کی اولاد ہم سے ہے اور ہم اس کے سسرال والے ہیں۔

حضرت ابراہیم کے بعد حضرت اسمٰعیل کعبہ کے متولی ہوئے ان کے بعد نبت متولی ہوا اس کی ماں جرہمیہ تھی پھر نبت مرگیا اور چونکہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد زیادہ نہ تھی اس لئے پھر جرہم نے کعبہ کی تولیت پر قبضہ کرلیا۔ اسی طرف عمرو بن الحارث بن مضاض نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

وکنا ولاۃ البیت من بعد نابتٍ　　نطوف بذالک البیت والخیر ظاھرُ

ترجمہ :۔ نابت کے بعد ہم کعبہ کے ولی ہوے اب ہم اس گھر کے چاروں طرف طواف کرتے ہیں اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں ۔

جرہم میں سے سب سے اول مضاض کعبہ کا متولی ہوا اس کے بعد اس کی اولاد میں جو سب سے بڑا ہوتا وہ متولی ہوتا، عرصے تک اسی خاندان میں تولیت متوارث رہی، پھر جرہم نے مکے میں بد معاشی اور فسق و فجور شروع کیا بیت اللہ کی حرمت کو باطل کر دیا اس مال کو جو کعبے کو بطور نذر کے بھیجا جاتا تھا کھانے لگے، جو مکہ میں آتا اس پر ظلم کرتے پھر انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اگر ان کے کسی شخص کو کوئی دوسری جگہ زنا کے لئے نہیں ملتی تو وہ خود کعبے میں آکر بدکاری کرتا اسی سلسلہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اساف نے نائلہ سے کعبہ میں زنا کیا اس کی پاداش میں اللہ نے دونوں کو مسخ کر کے پتھر بنا دیا ۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی کعبے کی حرمت اس قدر تھی کہ نہ وہاں کوئی کسی پر ظلم کرتا تھا اور نہ بدکاری کرتا تھا، اگر بادشاہ بھی اس کی حرمت کو باطل کرتا تو فوراً اسی جگہ وہ ہلاک ہو جاتا اسی وجہ سے کعبے کو ناسّہ کہتے تھے اور بکّہ بھی اس لئے کہتے تھے کہ جو ظالم سرکش یا بدکار وہاں ظلم یا بدکاری کرتا تھا اس کی گردن دبا دی جاتی ۔

جب جرہم اپنی بد اعمالیوں سے باز نہ آئے اور عمرو بن عامر کی اولاد مین سے ادھر اُدھر پھیل گئی ان میں سے بنو حارثہ بن عمرو تہامہ آکر متوطن ہوئے چونکہ یہ اپنی اصل جماعت سے منقطع ہو گئے تھے اس وجہ سے ان کا نام خزاعہ ہوا اور یہ بنو عمرو بن ربیعہ بن حارثہ ہیں اور اسلم، مالک، ملکان بنو افصی بن حارثہ ہیں ۔ اللہ نے جرہم پر جسم پر آبلے پڑنے اور نکسیر بہنے کا عذاب نازل کیا جس سے وہ فنا ہو گئے اور اب خزاعہ بھی ان کے بقیہ کو مکہ سے نکال دینے کے لئے جمع ہو کر تیار ہوئے ان کا سردار عمرو بن ربیعہ بن حارثہ تھا اس کی ماں فہیرہ بنت عامر بن الحارث بن مضاض تھی فریقین خوب لڑے جب عامر بن الحارث نے محسوس کیا کہ اسے شکست ہو گی وہ کعبے کے دونوں غزالوں اور رکن کے پتھر کے پاس توبہ کرنے آیا وہ کہہ رہا تھا ۔

لاهُمَّ اِنَّ جُرهُماً عبادك - الناسُ طُرفٌ وَهُمْ تلادك - بِهم قديماً عُمِرتْ بلادُكَ -

ترجمہ:۔ اے اللہ جرہم تیرے بندے ہیں۔ اور لوگ تو نوزائیدہ ہیں اور وہ تیرے پرانے ہیں، قدیم سے انھیں نے تیرے شہر آباد کئے ہیں۔

مگر جب اس کی توبہ قبول نہ ہوئی اس نے وہ دونوں ہرن اور حجرالرکن زمزم میں ڈالدئے اور اوپر سے مٹی ڈالدی۔ اس لڑائی کے بعد جو جرہم بچے وہ جھنیہ کی سرزمین چلے گئے یہاں ایک بڑے زبردست سیلاب نے ان کو آلیا اور وہ سب کو بہالے گیا، اسی طرف اُمیہ بن الصلت نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

وجرھمُ دمنوا تھامتہ فی الدھر فسالت بجمعھم اَضمُ

ترجمہ:۔ اور جرہم جو ایک زمانے میں تہامہ میں رہے تھے ان سب کو کوہ اضم بہالیگیا

جرہم کے بعد عمرو بن ربیعہ کعبہ کا متولی ہوا۔ بنو قصی کہتے ہیں کہ عمرو بن الحارث الغبشانی کعبہ کا متولی ہوا اور اسی کا اس نے اپنے اس شعر میں اظہار کیا ہے۔

ونحن ولینا البیت من بعد جرھم لنعمرہ من کل باغ وملحد

ترجمہ:۔ جرہم کے بعد ہم بیت اللہ کے ولی ہوئے تاکہ اسے ہر ظالم اور بے دین سے بچاکر آباد رکھیں۔

اسی کا قول تھا۔ آخرت کے لئے عمل کرو اور ضروریات دنیا سے بے فکر رہو۔

اس طرح اب بنو خزاعہ بیت اللہ کے متولی ہوئے البتہ دوسرے قبائل مضر میں تین خدمتیں باقی رہیں عرفہ سے لوگوں کو حج کرانے لے جانا یہ خدمت غوث بن مُرّ کے سپرد تھی یہ ہی صوفہ ہے چنانچہ جب عرفہ سے اجازت ملتی تو عرب کہتے اجیزی صوفہ دوسری خدمت حاجیوں کو قربانی کے دن منیٰ لے جانے کی تھی یہ بنو زید بن عدوان کے سپرد تھی ان میں سے آخری شخص جو اس خدمت کا متولی ہوا وہ ابوسیّارہ عمیلیہ بن الاعزل بن خالد بن سعد بن الحارث بن فرایش بن زید تھا۔ تیسری خدمت نسی یعنے مقدس مہینوں کا التواء یہ قلمس کے سپرد تھا اس کا اصل نام حذیفہ بن فقیم بن عدی تھا جو بنو مالک بن کنانہ سے تعلق رکھتا تھا اس کے بعد یہ خدمت اس کے بیٹوں کو ملی۔ آخری شخص جو اس خدمت پر فائز تھا وہ ابو ثمامہ جنادہ بن عوف بن اُمیہ بن قلع بن حذیفہ تھا اب اسلام آیا اور اس نے نسی کی رسم کو مٹا کر مقدس مہینوں کی حرمت کو پھر بحال کردیا۔

جب مُعدّ کی تعداد بہت زیادہ ہوئی وہ مکہ چھوڑ کر متفرق ہو گئے مگر قریش نے مکہ کو نہ چھوڑا۔ جب عبدالمطلب نے زمزم کو کھدوایا تو اسے اس میں وہ دونوں ہرن ملے جن کو جرہم دفن کر گئے تھے۔ عبدالمطلب نے ان دونوں کو نکال لیا اور پھر جو کچھ اس نے کیا وہ ہم اپنی اسی کتاب میں اس کے موقع پر بیان ہی کر چکے ہیں۔

ملیح بن عمرو الخزاعی کے مولیٰ دویک کے پاس کعبہ کا خزانہ برآمد ہوا قریش نے اس کا ہاتھ قطع کر دیا اس سلسلہ میں حارث بن عامر بن نوفل اور ابواہاب بن عزیز بن قیس بن سوید التمیمی جو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کا اخیافی بھائی تھا اور ابولہب بن عبدالمطلب پر چوری کا اتہام عائد کیا گیا تھا اور قریش کے بیان کے مطابق ان تینوں نے کعبہ کے خزانہ کو وہاں سے نکالکر بنو ملیح کے مولیٰ دویک کے پاس رکھوا دیا تھا۔ جب قریش نے ان کو ملزم قرار دیا تو انھوں نے دویک کا نام بتا دیا اس کا ہاتھ قطع کر دیا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انھیں نے اس چوری کے مال کو اس کے پاس رکھا تھا، جب قریش کو اس بات کا یقینی علم ہوا کہ وہ مال دراصل حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے پاس تھا وہ اسے عرب کے کاہنوں میں سے ایک مشہور کاہنہ کے پاس لیکر گئے اس نے اپنی کہانت سے حارث کے متعلق یہ حکم لگایا کہ چونکہ اس نے کعبہ کی حرمت کو باطل کیا ہے اس لئے وہ دس سال تک مکہ میں داخل نہ ہو چنانچہ اس کے حکم کی بنا پر قریش نے حارث کو مکہ سے دس سال کے لئے خارج البلد کر دیا یہ اس اثنا میں مکہ کے آس پاس سکونت پذیر رہا۔

بحر احمر نے ایک رومی تاجر کا برباد شدہ جہاز ساحل جدہ پر لگایا قریش نے جہاز کی لکڑی کو لیکر کعبہ کی چھت کے لئے تیار کیا اس کام کو مکہ کے ایک قبطی بڑھئی نے اپنی رائے کے مطابق انجام دیا۔

جس کنویں میں کعبہ کے نذرانے ڈالے جاتے تھے اس میں سے روزانہ ایک سانپ نکلکر کعبہ کی دیوار پر بیٹھا کرتا تھا سب اس سے ڈرتے تھے جو اس کے قریب جاتا وہ اپنا پھن کھڑا کر ڈسنے کے لئے منہ کھولتا ایک دن وہ اسی طرح کعبہ کی دیوار پر برآمد تھا اللہ نے ایک پرند بھیجا وہ اسے اپنے چنگل میں اٹھالے گیا اس پر

قریش کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ جس بات کے کرنے کا ہم نے ارادہ کیا ہے اللہ اسے پسند کرتا ہے ہمارے پاس چوبینہ بھی تیار ہے ۔ اللہ نے سانپ سے ہم کو مطمئن کر دیا ہے ، یہ واقعہ فجار سے پندرہ سال بعد کا واقعہ ہے اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی ۔ اب جب کہ قریش نے کعبہ کو ڈھا کر نئے سرے سے بنانے کا تہیہ ہی کر لیا تو ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کھڑا ہوا اس نے کعبہ کا ایک پتھر اٹھایا مگر وہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور جہاں سے اٹھایا گیا تھا اسی جگہ چلا آیا یہ دیکھکر ابو وہب نے قریش سے کہا کہ کعبہ کی تعمیر میں صرف اپنی پاک کمائی لگانا ، کسی کسبی کا بھاڑا ۔ سود کا روپیہ یا ظلم کر کے حاصل کیا ہوا روپیہ نہ لگایا جائے بعض لوگوں نے اس قول کو ولید بن مغیرہ سے منسوب کیا ہے ۔

عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف نے ایک مرتبہ جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ جعدہ بن ہبیرہ ہے اس پر عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ جب قریش نے کعبہ کے ڈھا دینے کا ارادہ کیا تو اسی کے دادا ابو وہب نے کعبہ کا ایک پتھر اٹھایا مگر وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اپنی جگہ چلا گیا اس وقت اس نے قریش سے کہا تھا کہ اس کعبہ کی تعمیر میں اپنی صرف حلال کمائی کا روپیہ لگانا کسی کسبی کا بھاڑا یا ظلم سے حاصل کیا ہوا مال ہرگز نہ لگایا جائے ۔ یہ ابو وہب رسول اللہ کے والد کا ماموں تھا ۔

اب تعمیر کے لئے قریش نے کعبہ کو کئی شقوں میں تقسیم کر لیا دروازہ کا حصہ بنو عبد مناف اور بنو زہرہ کے متعلق ہوا ۔ رکن الاسود سے رکن الیمانی تک بنو مخزوم تیم اور دوسرے قریش کے قبائل کے جو ان میں شامل ہو گئے تھے متعلق کیا گیا ۔ کعبہ کی پشت بنو جمح اور بنو سہم کے متعلق ہوئی ۔ حجر کا حصہ یہ ہی حطیم ہے بنو عبدالدار بن قصی ۔ بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اور بنو عدی بن کعب کے متعلق ہوا ۔ مگر پھر سب کعبہ کو منہدم کرنے سے خائف ہوئے اور اس منصوبے سے رک گئے ۔

ولید بن مغیرہ نے کہا میں اس کی ابتدا کرتا ہوں اس نے پھاوڑا اٹھایا اور کعبہ پر لیکر کھڑا ہوا اور وہ کہتا تھا اے بار الہ کچھ باک نہیں ہے ہم کعبہ کے ساتھ خیر ہی کرنا

چاہتے ہیں۔ یہ کہکر اس نے دونوں رکنوں کی سمت سے کچھ حصہ منہدم کر دیا۔ اس رات لوگ منتظر رہے کہ اس گستاخی کی اسے سزا ملے گی اور کہنے لگے کہ ہم دیکھتے ہیں اگر وہ مر گیا تو پھر ہم کعبہ کو ہاتھ نہ لگائینگے بلکہ منہدم حصہ کو بھی پھر اسی طرح بنا دینگے اور اگر اسے کوئی تکلیف یا مرض نہ ہوا تو معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ ہم نے کیا ہے اللہ نے اسے پسند کیا ہے ہم کعبہ کو منہدم کر دینگے۔ دوسری صبح کو ولید صحیح و سالم کعبہ کو ڈھانے آ گیا اور اس نے کچھ اور حصہ منہدم کیا اب اور لوگ بھی اس کے ساتھ مل کر گراتے گراتے اس کی بنیاد تک پہنچے اور ان سبز پتھروں تک آ گئے جو دانتوں کی شکل میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے ایک قرشی نے جو کعبہ کے گرانے میں شریک تھا ان دونوں سبز پتھروں کے درمیان کدال ڈالی تاکہ وہ ان میں سے ایک کو نکالے مگر پتھر کے جنبش کرتے ہی تمام مکہ متزلزل ہو گیا اس وقت قریش اس بنیاد پر رک گئے

اس کے بعد تمام قبیلوں نے کعبہ کی تعمیر کے لئے پتھر جمع کئے ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کرتا تھا پتھر جمع ہونے کے بعد انھوں نے تعمیر شروع کی جب عمارت رکن کی جگہ تک مرتفع ہو گئی تو ہر قبیلہ نے مطالبہ کیا کہ اس کے اوپر صرف اسی کو تعمیر کا شرف حاصل ہو دوسرا نہ بنائے اس مطالبہ نے نزاع کی صورت اختیار کی تعمیر چھوڑ کر وہ علیحدہ علیحدہ جمع ہوئے ایک نے دوسرے کو حلیف بنایا اور لڑائی کی دھمکی دی۔ بنو عبدالدار خون سے بھرا ایک کٹھرا لائے اور انھوں نے بنو عدی بن کعب سے اس خون میں ہاتھ ڈالکر آخر دم تک لڑنے کے لئے معاہدہ کیا اسی وجہ سے ان کا نام لعقۃ الدم ہوا چار پانچ راتیں قریش اسی طرح کام چھوڑے رہے پھر سب نے مسجد میں جمع ہو کر مشاورت کی اور سمجھوتہ کر لیا۔

ابو امیہ بن مغیرہ اس وقت قریش کا سب سے سن رسیدہ آدمی تھا اس نے قریش سے کہا کہ اس نزاع کے تصفیہ کو اس شخص کے حوالہ کر دو جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو اتفاق کی بات کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلعم وہاں تشریف لائے ان کو دیکھکر تمام قریش نے کہا بے شک یہ امین ہیں ہم ان کے تصفیہ پر راضی ہیں یہ محمدؐ ہیں جب آپ ان کے پاس آئے انھوں نے آپ سے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا مجھے ایک کپڑا لا دو کپڑا آپ کو دیا گیا آپ نے رکن کعبہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر

اس میں رکھا پھر فرمایا کہ ہر قبیلہ اس چادر کا ایک کونا تھام لے اور سب مل کر اسے اٹھائیں انھوں نے اس فیصلہ پر عمل کیا اور جب رکن کو اٹھاتے ہوئے اس کے مقام پر لے آئے خود رسول اللہ صلعم نے اپنے ہاتھ سے اسے وہاں رکھ دیا پھر اس کے اوپر عمارت شروع کی گئی۔ نزول وحی سے پیشتر ہی قریش رسول اللہ ؐ کو امین کہتے تھے۔

قریش کے ہاتھوں کعبہ کی یہ تعمیر واقعہ فجار کے پندرہ سال بعد عمل میں آئی اور عام الفیل اور عام الفجار کے درمیان دس سال کا فصل تھا۔

نبوت ملنے کے وقت رسول اللہ ؐ کی عمر میں ارباب سلف کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا ہے کہ قریش کے کعبہ کو تعمیر کرنے کے پانچ سال بعد جس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی آپ نبوت پر فائز ہوئے۔

ابن رضؓ عباس رضؓ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ؐ کی عمر چالیس سال تھی۔ انس رضؓ بن مالک سے کئی سلسلہ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ کی عمر چالیس کے لگ بھگ تھی۔

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ؐ کی عمر چالیس سال تھی۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فاطمہ رضؓ سے کہا کہ سال میں صرف ایک مرتبہ قرآن مجھے دکھایا جاتا تھا مگر اس سال دو مرتبہ دکھایا گیا، مجھے بتایا گیا ہے کہ میری موت قریب ہے، میرے اہل میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے آکر ملو گی۔ ہر نبی کے بعد جب دوسرا نبی مبعوث کیا گیا ہے اسے سابق کی نصف مدت دی گئی ہے۔ عیسیٰؑ چالیس سال کے لئے مبعوث کئے گئے تھے میں بیس سال کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

ابن رضؓ عباس رضؓ سے مروی ہے چالیس سال کی عمر میں آپ کی بعثت ہوئی اور اس کے بعد تیرہ سال آپ نے مکہ میں قیام کیا۔

دوسرے سلسلہ سے بھی ابن رضؓ عباس رضؓ سے یہ روایت مروی ہے، دوسرے راوی کہتے ہیں کہ آپ کو جب نبوت ملی اس وقت آپ کی عمر انتالیس سال تھی۔

اس سلسلہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ پر وحی نازل ہوئی آپ کی عمر انتالیس سال تھی۔

سعید بن المسیبؓ سے مروی ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ کی عمر انتالیس سال تھی۔ اسی راوی سے ایک دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ نزول وحی کے وقت رسول اللہؐ کی عمر تینتالیس سال تھی۔

نزول وحی کا دن اور مہینہ

ابو قتادہ انصاری سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق رسول اللہؐ سے پوچھا گیا، آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میں پیدا ہوا اور مبعوث ہوا یا آپ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے دوشنبہ کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا یہ ہی دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور مجھے نبوت ملی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ دوشنبہ کو پیدا ہوئے اور اسی دن ان کو نبوت ملی۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ دن کے متعلق تو ہم سب ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ وہ دوشنبہ تھا البتہ وہ کونسا دوشنبہ تھا اس میں اختلاف ہے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ اٹھارہ رمضان کو رسول اللہؐ پر قرآن نازل ہوا ہے اس سلسلہ میں عبداللہ بن زید الجرمی جس پر علم ختم ہوا کہتا تھا کہ رمضان کی اٹھارویں کو رسول اللہ پر قرآن نازل ہوا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ چوبیس رمضان کو قرآن نازل ہوا۔ اس سلسلہ میں ابو الجلد سے مروی ہے کہ چوبیس رمضان کو قرآن آپ پر نازل ہوا۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ سترہ رمضان کو نازل ہوا۔ اس بیان کے ثبوت میں وہ اللہ کا یہ کلام پیش کرتے ہیں وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان۔ اس مقابلہ سے مراد رسول اللہؐ اور مشرکین کی بدر میں جنگ ہے اور وہ سترہ رمضان کی صبح میں ہوئی ہے۔

قبل اس کے کہ حضرت جبرئیل اللہ کا پیام لیکر آپ کے پاس آئیں آپ ایسے آثار اور واقعات دیکھا کرتے تھے جو صرف انہیں حضرات کو نظر آتی ہیں جن پر اللہ اپنا خاص فضل اور کرم کرنے والا ہوتا ہے چنانچہ حسب بیان سابق آپ اپنی انّا حلیمہ کے پاس تھے

کہ دو فرشتوں نے آکر آپ کا پیٹ چاک کیا اس میں سے تمام آلائش اور کثافت نکال ڈالی نیز خود رسول اللہ سے مروی ہے کہ کوئی درخت یا پتھر جس کے پاس سے میں گذرتا ایسا نہ تھا جو مجھے سلام نہ کرتا۔

برؓہ بنت ابی تجراۃ سے مروی ہے کہ جب اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو نبوت اور کرامت سے سرفراز کرنا چاہا آپ کی یہ حالت تھی کہ قضائے حاجت کے لئے آپ آبادی سے اس قدر دور نکل جاتے تھے جہاں سے مکانات نظر نہ آئیں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں اور کھڈوں میں اتر جاتے وہاں جس پتھر یا درخت کے پاس سے آپ گذرتے وہ کہتا السلام علیک یا رسول آپ آواز سنکر دائیں بائیں اور پیچھے مڑ کر دیکھتے مگر وہاں کوئی نظر نہ آتا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ دوسری قومیں آپ کی بعثت سے واقف تھیں اور ان کے علما اس بات کو ان سے برابر کہتے چلے آئے تھے۔

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ مجھ سے زید بن عمرو بن نفیل کہا کرتا تھا کہ میں اولاد اسمٰعیل میں ایک نبی کے مبعوث ہونے کا منتظر ہوں اور ان میں سے بھی عبد المطلب کی اولاد میں اپنے لئے میں نہیں سمجھتا کہ اتنا زندہ رہونگا کہ اسے پاسکوں ایمان لاؤں اور اس کی نبوت کی شہادت دوں اور تصدیق کرسکوں البتہ تم اگر اس وقت تک زندہ رہو اور ان کو دیکھو تو ان کو میرا اسلام کہنا تاکہ ان کے شناخت کرنے میں تم کو کوئی دشواری نہ ہو میں ان کا حلیہ بتائے دیتا ہوں، میں نے کہا کہیے اس نے کہا وہ نہ کوتاہ قامت ہونگے نہ دراز قامت نہ ان کے سر کے بال بہت گھنے ہونگے اور نہ چھترے ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی مہر نبوت ان کے شانوں کے بیچ میں ہوگی نام احمد ہوگا اسی شہر میں وہ پیدا اور مبعوث ہونگے پھر ان کی قوم ان کو یہاں سے نکال دیگی اور ان کی تعلیم کو پسند نہ کرے گی پھر وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے وہاں ان کی بات بن جائے گی۔ دیکھو تم ان کے متعلق دھوکہ میں نہ آجانا۔ میں دین ابراہیم کی تلاش میں دنیا بھر میں پھرا ہوں جس یہودی۔ عیسائی اور مجوسی سے میں نے دین ابراہیم کو پوچھا اس نے مجھ سے کہا کہ وہ تو تمہارے وطن میں ہے اور انھوں نے ہونے والے نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں نے تم سے کہدی ہے

یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اب صرف وہی نبی ہیں جو مبعوث ہونگے۔

عامر بن ربیعہ اس روایت کا راوی کہتا ہے کہ جب میں اسلام لایا میں نے زید بن عمرو کا یہ قول رسول اللہؐ سے بیان کیا اور اس کا سلام ان کو پہنچایا آپ نے سلام کا جواب دیا اور اس کے لئے طلب رحمت کی اور فرمایا میں نے زید کو جنت میں راحت کے ساتھ دامن کشاں دیکھا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں بیٹھے خطبہ دے رہے تھے ایک عرب ان کے پاس آنے کے لئے مسجد کے اندرون میں آیا حضرت عمرؓ نے اسے دیکھکر کہا کہ یہ شخص یا تو شرک کو ترک کرنے کے بعد اب تک اس پر قائم ہے یا یہ عہد جاہلیت میں ضرور کاہن ہوگا۔ وہ عرب ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا اسلام لے آئے ہو اس نے کہا جی ہاں پھر پوچھا کیا عہد جاہلیت میں کاہن تھے اس نے کہا سبحان اللہ آپ نے تو مجھ سے ایسے سوالات کئے ہیں کہ شاید اپنے عہد ولایت سے آجتک آپ نے اپنی رعایا کے کسی فرد سے نہ کئے ہوں گے، حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ میں اپنی خطا کی معافی چاہتا ہوں ہم سب زمانہ جاہلیت میں ان سوالات کی تلخی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ برائی میں مبتلا تھے یعنے ہم بتوں کو پوجتے تھے پیکروں کو گلے لگاتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے نعمت اسلام سے ہمیں معزز فرمایا اس عرب نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں میں بے شک عہد جاہلیت میں کاہن تھا حضرت عمرؓ نے کہا تمھارے ہمزاد نے جو بات سب سے زیادہ تعجب انگیز تم سے کہی ہو وہ بیان کرو اس نے کہا ظہور اسلام سے ایک ماہ یا ایک سال پہلے وہ میرے پاس آیا تھا اور اس نے کہا تھا الم تر الی الجن وابلاسھا وایاسھا من دینھا ولحوقھا بالقلاص واحلاسھا۔

ترجمہ :۔ کیا تم جن کو نہیں دیکھتے کہ اس کے ہوش وحواس جلتے رہے ہیں وہ اپنے دین کی طرف سے مایوس ہو گئے ہیں اور انھوں نے اپنا بوریہ بستر باندھ لیا ہے۔

اس پر خود حضرت عمرؓ نے حاضرین سے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ میں عہد جاہلیت میں چند قریشیوں کے ہمراہ ایک بت کے پاس تھا کسی عرب نے ایک گوسالہ اس کی نذر کے لیئے ذبح کیا تھا ہم گوشت کی تقسیم کا انتظار کر رہے تھے کہ میں نے اس گوسالہ

پیٹ میں سے نہایت صاف آواز میں سُنا یہ ظہور اسلام سے ایک ماہ یا ایک سال پہلے کا واقعہ ہے کہ وہ کہہ رہا ہے۔

یا آل ذریح - امرٌ نجیح - رجلٌ یصیح - اے اولاد ذریح ، بات بنے گی ایک شخص پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے لا الٰہ الا اللہ۔

محمد بن جبیر بن مطعم کا باپ بیان کرتا ہے کہ عہد جاہلیت میں رسول اللہؐ کے مبعوث ہونے سے ایک ماہ پہلے ہم بوانہ میں ایک بت کے پاس تھے وہاں ہم نے قربانیاں کی تھیں ان میں سے ایک کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی اب وحی کی چوری ختم ہوگئی ہمیں مکہ کے نبی احمدؐ نام کی وجہ سے جو اس مقام سے یثرب کو ہجرت کرنے والا ہے اب ستاروں سے مارا جاتا ہے۔

یہ سنکر ہم دم بخود ہوگئے اور پھر رسول اللہؐ ظاہر ہوئے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بنو عامر کا ایک شخص رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آپ مجھے وہ مہر نبوت دکھائیں جو آپ کے شانوں کے درمیان ہے تاکہ اگر وہ کوئی مرض ہو تو میں چونکہ عرب کا سب سے بڑا طبیب ہوں اس کا علاج کردوں رسول اللہؐ نے فرمایا تم چاہتے ہو تو تم کو کوئی معجزہ بتاؤں اس نے کہا آپ اس ثمردار کھجور کو اپنے پاس بلائیں آپ نے نخلستان میں ایک ثمردار درخت کو دیکھکر اسے آواز دی وہ چرّاتا ہوا آپ کے سامنے آکھڑا ہوا اس شخص نے رسول اللہؐ سے کہا کہ اس سے کہئے کہ یہ اپنی جگہ واپس چلا جائے رسول اللہؐ نے اسے حکم دیا اور وہ چلا گیا ، اس عامری نے بنو عامر سے کہا کہ اس سے بڑا جادوگر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ وہ اخبار جو رسول اللہؐ کی رسالت کا پتہ دیتے تھے اسقدر ہیں کہ ان کا احصا مشکل ہے اس کے لئے ہم ایک کتاب علیحدہ لکھیں گے ، اور ہم اب نزول وحی اور رسالت کے واقعات کو پھر بیان کرتے ہیں۔

پہلے پہل حضرت جبرئیل کا وحی لیکر اللہ کی جانب سے رسول اللہؐ کی خدمت میں آنا

سب سے پہلے کب اور کس سن میں رسول اللہ صلعم پر وحی نازل ہوئی اسکے متعلق

جو اخبار ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے بعض ہم بیان کر چکے ہیں اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ابتداءً کس طرح جبرئیل اپنے رب کا پیام لیکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اسکے متعلق حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم پر وحی کی ابتدا رویائے صادقہ سے ہوئی جو آپ کو صبح روشن کی طرح نظر آتے تھے اس کے بعد آپ کے دل میں عزلت اور تنہائی کی رغبت ڈالی گئی چنانچہ آپ غار حرا میں جا کر کئی کئی راتیں بغیر گھر آئے مسلسل عبادت میں بسر کرنے لگے پھر گھر آکر اتنی مدت کے لئے جو آپ کو حرا میں بسر کرنا ہوتی آپ توشہ لے جاتے یہاں تک کہ دفعتاً روح القدس آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ تم اللہ کے رسول ہو۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں اس وقت کھڑا ہوا تھا گھٹنے کے بل بیٹھ گیا اور پھر وہاں سے خوف سے لرزہ براندام گھر بھاگ کر آیا خدیجہ کے پاس آیا ان سے کہا مجھے چادر اڑھاؤ مجھے چادر اڑھاؤ جب یہ ہراس جاتا رہا تو پھر روح القدس میرے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ تم اللہ کے رسول ہو اب تو خوف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا کہ پہاڑ کی کسی بلند چوٹی سے کود کر میں خودکشی کرلوں مگر جب میں نے یہ قصد کیا انھوں نے مجھے زبردستی اس بات سے روکدیا اور کہا اے محمدؐ میں جبرئیل ہوں اور تم اللہ کے رسول ہو، پھر کہا پڑھو میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ پھر انھوں نے مجھے پکڑ کر تین مرتبہ اس زور سے دبوچا کہ میرے جسم کی طاقت سلب ہوگئی اور پھر کہا "اقرأ باسم ربك الذی خلق" (پڑھو اس رب کا نام لیکر جس نے پیدا کیا ہے) میں نے پڑھ دیا، میں خدیجہؓ کے پاس آیا اور چونکہ مجھے اپنی جان کا خوف ہوگیا تھا میں نے ان سے اپنا واقعہ بیان کیا انھوں نے کہا یہ تو نہایت خوشخبری ہے اللہ مبارک کرے بخدا اللہ تم کو کبھی رسوا نہ ہونے دیگا بخدا تم صلہ رحمی کرتے ہو صادق القول ہو امین ہو آڑے وقت لوگوں کے کام آتے ہو۔ مہمان نواز ہو اور مصائب وحوادث پر صبر کرتے ہو، اس کے بعد وہ مجھے ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں اور اس سے کہا کہ اپنے بھتیجے کی بات سنو اس نے مجھ سے دریافت کیا کیا گذری میں نے اپنا پورا پورا واقعہ بیان کیا، ورقہ نے کہا یہ وہ روح القدس ہیں جو موسیٰ بن عمران پر نازل ہوئے تھے کاش میں اس میں شرکت کرسکتا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جبکہ تمہاری قوم تم کو خارج البلد کرے گی میں نے پوچھا کیا وہ

مجھے گھر سے نکال دینگے اس نے کہا ضرور کیونکہ جس کسی پر اللہ نے وہ سعادت رسالت نازل کی جو تم پر نازل ہوئی ہے لوگ ہمیشہ اس کے دشمن ہوئے ہیں کاش اور اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور تمہاری پوری مدد کرونگا، پھر "اقرأ" کے بعد سب سے پہلے قرآن کا یہ حصہ مجھ پر نازل ہوا ن[1] والقلم وما یسطرون۔ ما انت بنعمت ربک بمجنون۔ وان لک لاجراً غیر ممنون۔ وانک لعلی خُلق عظیم۔ فستبصر ویبصرون اور یاایها المدثر[2] قم فانذر اور والضحیٰ[3] واللیل اذا سجیٰ۔

حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث ایک دوسرے سلسلہ رواۃ سے نقل ہوئی ہے مگر اس میں حدیث کا وہ آخری حصہ "کہ پھر مجھ پر قرآن کا یہ حصہ نازل ہوا" آخر حدیث تک منقول نہیں ہوا ہے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ جبرئیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ پڑھو آپ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ حضرت جبرئیل آپ کو دبوچا اور پھر کہا پڑھو آپ نے فرمایا میں نہیں پڑھتا دوبارہ جبرئیل نے حضرت ﷺ کو دبوچا اور کہا پڑھو آپ نے کہا میں پڑھنا نہیں جانتا پھر جبرئیل نے آپ کو دبوچا اور کہا پڑھو آپ نے کہا کیا پڑھوں؟ جبرئیل نے کہا اقرأ[4] باسم ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ یہانتک کہ وہ اس آیت پر پہنچ گئے علم[5] الانسان مالم یعلم۔ رسول اللہ ﷺ سیدھے حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ضرور میری موت کا وقت

---

[1] ن قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ تم اپنے رب کی نعمت کے بارے میں دھوکہ میں نہیں ہو اور تم کو بغیر احسانمند ہوئے بڑا اجر ملے گا۔ اور بلاشبہ تم بڑے ہی اخلاق رکھتے ہو۔ تو عنقریب تم بھی دیکھ لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔

[2] اے چادر اوڑھنے والے کھڑا ہو اور ڈرا۔

[3] قسم ہے وقت چاشت اور رات کی جبکہ وہ پوری طرح طاری ہو جائے۔

[4] اپنے اس رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے پڑھو۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔

[5] جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

اب آگیا ہے انھوں نے کہا تمہارا رب ہرگز تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرنے کا تم نے کبھی کوئی بری بات نہیں کی ہے، وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں ان کو یہ واقعہ سنایا اس نے کہا اگر تم اپنے بیان میں سچی ہو تو بلاشبہ تمہارے شوہر نبی ہیں ان کو اپنی قوم سے تکلیف پہنچے گی اگر میں نے ان کا زمانۂ نبوت پایا تو میں ضرور ان پر ایمان لے آؤں گا اس واقعہ کے بعد ایک طویل مدت تک حضرت جبرئیل وحی لیکر رسول اللہ کے پاس نہیں آئے حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے رب نے تم سے کنارہ کشی اختیار کی اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ وحی نازل فرمائی۔ والضحی واللیل اذا سجی ما ودعك ربك وماقلی"۔

وہب بن کیسان آل زبیر کا مولیٰ راوی ہے کہ میں عبداللہؓ بن الزبیرؓ کی خدمت میں حاضر تھا انھوں نے عبید بن عمیر بن قتادۃ اللیثی سے کہا عبید ہم سے بیان کرو کہ ابتدائً جبرئیل کس طرح رسول اللہ کی خدمت میں نبوت لیکر آئے۔ عبید نے میری موجودگی میں عبداللہؓ بن الزبیرؓ اور تمام حاضرین مجلس کو سنانے کے لئے اسطرح بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم ہر سال ایک ماہ غار حرا میں جاکر بسر کرتے تھے قریش زمانہ جاہلیت میں اسی طرح عبادت کے لئے ع. لت گزین ہوتے تھے۔ جس مہینے آپ غار حرا میں جاکر ریاضت کرتے تھے وہاں جو مساکین آتے آپ ان کو کھانا کھلاتے اور مہینا پورا کر کے جب واپس آتے تو قبل اس کے کہ اپنے گھر آئیں آپ کعبہ آکر اس کا سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ طواف کرتے اور پھر اپنے گھر آتے۔ اسی طرح جب آپ کی بعثت کے سال کا وہ رمضان کا مہینہ آیا جس میں اللہ نے آپ کو کرامت نبوت عطا کی آپ حسب عادت ع. لت گزینی کے لئے غار حرا تشریف لے گئے اس موقع پر آپ کے متعلقین بھی ہمراہ تھے۔ جب وہ مبارک رات آئی جس میں اللہ نے اپنا پیام آپ کو بھیجکر آپ کی عزت افزائی کی اور اس طرح اپنے تمام بندوں پر رحم فرمایا اللہ کے حکم سے جبرئیل آپ کے پاس آئے۔ اس کے متعلق خود رسول اللہﷺ فرماتے ہیں کہ میں سورہا تھا کہ جبرئیل میرے پاس دیبا کا ایک پارچہ جس پر تحریر تھی لائے اور کہا پڑھو میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا انھوں نے مجھے اس طرح دبوچا کہ میں سمجھا کہ میری موت آگئی اب انھوں نے مجھے چھوڑا اور کہا پڑھو میں نے کہا کیا پڑھوں اور یہ بھی میں نے ان سے جان چھڑانیکے لئے

کہا تھا کہ پھر وہ مجھے نہ دبوچیں انہوں نے کہا پڑھو" اقرأ باسم ربك الذی خلق" اللہ کے قول" علم الانسان مالم یعلم" اتنا میں نے پڑھ دیا۔ جبرئیل اس پر ٹھہر گئے اور چلے گئے میں خواب سے بیدار ہوا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے قلب پر نوشتہ ثبت ہو گیا ہے، میں شاعر اور آسیب زدہ کو دنیا میں سب سے زیادہ برا سمجھتا تھا اور ان کو دیکھنے تک کا روادار نہ تھا میں نے دل میں کہا میرا نفس ضرور شاعر یا آسیب زدہ ہے مگر میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ قریش میرے متعلق اس کا چرچا کریں میں پہاڑ کی کسی بلند چوٹی پر چڑھ کر وہاں سے کود کر خودکشی کئے لیتا ہوں تاکہ اس رسوائی کے خیال سے اطمینان ہو چنانچہ میں اس ارادے سے چلا پہاڑ کے وسط تک پہنچا تھا کہ میں نے آسمان سے یہ آواز آتے سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے اے محمدؐ تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل ہوں میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا مجھے جبرئیل انسان کی شکل میں نظر آئے ان کے دونوں قدم آسمان کے افق تک پھیلے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے اے محمدؐ تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل ہوں میں ان کو دیکھنے کے لئے ٹھہر گیا اس منظر نے مجھے میرے ارادے سے اپنی طرف ایسا مشغول کیا کہ میں بغیر آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے اسی جگہ ٹھہر گیا اور جبرئیل سے نظر ہٹا کر آسمان کے کناروں کو دیکھنے لگا مگر جدھر میری نظر جاتی تھی وہی سامنے تھے میں دیر تک بغیر آگے بڑھے اور پیچھے ہٹے اسی جگہ کھڑا رہا۔ خدیجہؓ نے اپنے آدمی میری تلاش میں دوڑائے وہ تمام مکہ میں مجھے تلاش کر کے اس کے پاس آگئے میں اب تک اسی جگہ کھڑا ہوا تھا اب کہیں جبرئیل میرے سامنے سے ہٹے اور میں بھی اپنے متعلقین کے پاس پلٹ کر آیا اور خدیجہؓ کے پاس آ کر اس کی ران سے بالکل چمٹ کر بیٹھا اس نے پوچھا ابو القاسم کہاں تھے میں نے تو تمہاری تلاش میں اپنے آدمی بھیجے تھے اور وہ مکہ تک ہو آئے مگر تمہارا پتہ نہ لگا میں نے اس سے کہا میں ضرور شاعر ہوں یا آسیب زدہ خدیجہ نے کہا ابو القاسم اللہ تم کو اس سے بچاتا رہے میں جانتی ہوں کہ اللہ کبھی تمہارے ساتھ ایسا نہ کرے گا وہ خوب تمہاری راستبازی۔ دیانت، حسن اخلاق اور صلہ رحمی سے واقف ہے، ہوا کیا کہو شاید تم کو کچھ نظر آیا ہے، میں نے کہا ہاں اور پھر اپنا مشاہدہ بیان کیا خدیجہؓ نے کہا، اے میرے چچیرے بھائی تم کو بشارت ہو تم بالکل مطمئن رہو قسم ہے اس ذات کی

جس کے قبضہ میں خدیجہؓ کی جان ہے مجھے توقع ہے کہ تم اس امت کے نبی ہو گئے یہ کہکر وہ کھڑی ہوئیں انہوں نے اپنے جسم پر اپنے کپڑے درست کئے اور ورقہ بن نوفل بن اسد اپنے چچازاد بھائی کے پاس گئیں، یہ ورقہ نصرانی ہو گیا تھا اور اس نے ان کی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں اور توراۃ اور انجیل کے عالموں سے ان کے مضامین سنے تھے حضرت خدیجہؓ نے اس سے رسول اللہ کا مشاہدہ بیان کیا ورقہ نے کہا قدوس، قدوس، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے خدیجہ اگر تم سچ کہہ رہی ہو تو ضرور ناموس الاکبر یعنی حضرت جبرئیل جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آتے تھے محمدؐ کے پاس آئے ہیں اور وہ اس امت کے نبی ہیں تم ان سے جاکر کہدو کہ وہ بالکل مطمئن رہیں۔ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہؐ سے آکر ورقہ کا قول بیان کیا اس سے آپ کو اس پریشانی سے جو آپ کو لاحق تھی ذرا تسکین ہوئی، جب رسول اللہؐ اپنا اعتکاف گزینی کا زمانہ پورا کر کے حراء سے کر پلٹے تو پہلے کعبہ آئے اور اس کا طواف کیا اس طواف کی حالت میں ورقہ بن نوفل سے آپ کی ملاقات ہوگئی اس نے کہا اے میرے بھتیجے جو تم نے دیکھا یا سنا ہے مجھ سے بیان کرو۔ رسول اللہؐ نے اپنا مشاہدہ اس کو سنایا ورقہ نے آپ سے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس امت کے نبی ہو اور تمہارے پاس وہی ناموس الاکبر آیا ہے جو موسیٰؑ کے پاس آیا تھا تم کو ضرور جھٹلایا جائے گا، ایذا دی جائے گی، خارج البلد کیا جائے گا اور تم سے جنگ کی جائے گی، اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اللہ کی ایسی مدد کروں گا جس سے وہ خود واقف ہے پھر اس نے رسول اللہؐ کا سر اپنے قریب کر کے اس کے اوپر بوسہ دیا، رسول اللہؐ اپنے مکان تشریف لے آئے ورقہ کے قول سے آپ کے اطمینان میں زیادتی ہوئی اور جو پریشانی آپ کو تھی اس میں ذرا کمی ہوئی۔

حضرت خدیجہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کے اطمینان قلب کے لئے کہ اللہ نے اپنی نبوت سے آپ کو سرفراز فرمایا ہے کہا اے میرے چچیرے بھائی کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب فرشتہ تمہارے پاس آئے تو اس کی مجھے اطلاع کر دو۔ انہوں نے فرمایا اچھا میں نے کہا اب جب وہ آئے آپ مجھے ضرور خبر کریں۔ چنانچہ

ایک مرتبہ حسب دستور جبرئیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے مجھ سے کہا خدیجہ وہ آگئے ہیں میں نے کہا اچھا تو آپ ذرا میری بائیں ران پر بیٹھ لیں رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھ کر میری بائیں ران پر آبیٹھے میں نے کہا اب بھی آپ ان کو دیکھتے ہیں انہوں نے فرمایا ہاں میں نے کہا اب آپ میری داہنی ران پر آبیٹھیں رسول اللہ ﷺ بائیں ران سے اٹھکر داہنی پر بیٹھ گئے میں نے پوچھا اب بھی وہ آپ کو نظر آتے ہیں انہوں نے فرمایا ہاں میں نے کہا اب آپ میری گود میں آبیٹھیں رسول اللہ ﷺ میری گود میں بیٹھ گئے میں نے کہا اب بھی وہ نظر آتے ہیں انہوں نے کہا ہاں اب میں نے سر سے دوپٹا اتار کر الگ رکھدیا رسول اللہ ﷺ اسی طرح میری گود میں تشریف رکھتے تھے اب میں نے پوچھا کیا اب بھی وہ نظر آرہے ہیں انہوں نے فرمایا نہیں میں نے کہا اے میرے چچیرے بھائی تم کو بشارت ہو تم بالکل مطمئن رہو۔ بخدا یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہوسکتا۔

یہ حدیث جب عبداللہ بن الحسن سے بیان کی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے اپنی ماں فاطمہ بنت الحسین سے اس حدیث کو خدیجہ سے نقل کرتے ہوئے سنا ہے مگر میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ حضرت خدیجہ نے جب رسول اللہ ﷺ کو اپنے کرتے کے دامن میں لے لیا اس وقت جبرئیل غائب ہوگئے تب خدیجہ رض نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ یقینی فرشتے ہیں ہرگز شیطان نہیں۔

ابن ابی کثیر کہتا ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کونسا جزو نازل ہوا ہے اس نے کہا یا ایھا المدثر، میں نے کہا لوگ تو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اقرأ باسم ربك نازل ہوا ہے اس نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا تھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کونسا حصہ نازل ہوا ہے اس نے کہا یا ایھا المدثر میں نے کہا یہی کہ اقرأ باسم ربك الذی خلق سب سے پہلے نازل ہوا ہے جابر نے کہا میں تم سے صرف وہی کہونگا جو خود رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا ہے آپ نے فرمایا میں حراء میں معتکف تھا مدت ختم کر کے جب میں وہاں سے اتر کر وادی میں آیا مجھے ندا آئی میں نے اپنے چاروں طرف نظر کی مگر مجھے کچھ نظر نہیں آیا میں نے سر کے اوپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ وہ آسمان اور زمین کے

درمیان عرش پر متمکن ہے میں اس سے ڈر گیا، میں نے خدیجہ سے جا کر کہا مجھے لحاف اڑھاؤ لوگوں نے مجھے لحاف اڑھا دیا اور میرے سر پر پانی ڈالا اس وقت مجھ پر یہ آیت یا ایہا المدثر قم فانذر نازل فرمائی گئی۔

ہشام بن محمد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے سنیچر اور اتوار کی شب میں جبرئیل رسول اللہ کے پاس آئے اس کے بعد پھر دوشنبہ کے دن وہ اللہ عزوجل کا پیام لے کر آپ کی خدمت میں آئے وضو سکھایا نماز سکھائی اور اقرأ باسم ربک الذی خلق پڑھایا اس دوشنبہ کو جب وحی آپ کے پاس آئی ہے آپ پورے چالیس سال کے ہوئے تھے۔

ابوذر الغفاری سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ پوری طرح علم اور یقین ہونے تک پہلے پہل آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں فرمایا ابوذر میں بطحائے مکہ میں کسی جگہ تھا دو فرشتے میرے پاس آئے ایک زمین پر اتر گیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھیرا رہا ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا یہ ہی وہ ہیں اس نے کہا ہاں یہ ہی ہیں اس نے کہا اچھا تو ان کو ایک آدمی سے وزن کرو مجھے ایک شخص کے مقابلہ میں تولا گیا میں اس سے گرانبار نکلا پھر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ ان کو دس آدمیوں سے تولو مجھے دس سے تولا گیا میں ان پر بھی بھاری ہوا پھر اس نے کہا سو سے تولو مجھے سو سے تولا گیا میں ان سے بھی جھکتا ہوا رہا پھر اس نے کہا ہزار سے تولو مجھے ہزار سے تولا گیا میں ان سے بھی گرانبار نکلا اب وہ فرشتے ترازو کے دوسرے پڑلے پر میرے مقابلہ میں وزن بڑھاتے رہے آخر تنگ آ کر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم ان کو ان کی تمام امت کے مقابل بھی رکھکر تولو گے تو انھیں کا وزن زیادہ ہوگا پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا پیٹ چاک کر دو اس نے میرا پیٹ چاک کیا دوسرے نے کہا ان کا قلب نکالو یا یہ کہا کہ قلب شق کرو اس نے میرا قلب چیر کر اس میں سے محل خطرات شیطانی اور خون کے لوتھڑے کو نکال کر پھینکدیا پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کے پیٹ کو اس طرح دھو ڈالو جس طرح کسی برتن کو دھویا جاتا ہے اور ان کے قلب کو بھی اسی طرح دھو ڈالو یا یہ کہا کہ ان کے قلب کو اس طرح دھو ڈالو جس طرح کپڑا دھویا جاتا ہے پھر اس نے ایک چھری طلب کی جو سفید بلی کے چہرے کے مشابہ تھی

وہ میرے قلب میں داخل کی گئی پھر ایک فرشتے نے دوسرے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان کے پیٹ پر نشان کر دو ان دونوں نے میرے پیٹ پر نشان ڈال دئے اور مہر کو میرے دونوں شانوں کے درمیان کر دیا اس کے بعد ہی وہ میرے سامنے سے چلے گئے یہ واقعہ مجھے اس طرح یاد ہے کہ گویا اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ جب ایک عرصہ تک رسول اللہؐ پر وحی نازل نہیں ہوئی آپ بہت ہی محزون ہوئے آپ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھتے تھے کہ خودکشی کر لیں اس نیت سے جب آپ کبھی چوٹی پر پہنچتے جبرئیل نمودار ہو کر کہتے آپ اللہ کے نبی ہیں اس سے آپ کو اطمینان ہو جاتا اور جان میں جان آ جاتی اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ایک دن اسی ارادے میں چلا جا رہا تھا کہ میں نے اس فرشتے کو جو حرا میں میرے پاس آتا تھا دیکھا کہ وہ آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن ہے اسے دیکھ کر میں خوف کی وجہ سے ٹھہر گیا خدیجہ کے پاس واپس آ گیا میں نے کہا مجھے چادر اڑھاؤ چنانچہ دلائی اڑھا دی گئی تب اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی یا ایها المدثر قم فانذر۔ و ربك فكبر۔ و ثيابك فطهر، زہری کہتا ہے مگر سب سے پہلے اقرأ باسم ربك الذی خلق۔ مالم یعلم تک آپ پر نازل ہوا ہے۔

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے التوائے وحی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن میں چلا جا رہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سنی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن نظر آیا میں اس سے سہم گیا اور گھر آ کر میں نے کہا مجھے لحاف اڑھاؤ گھر والوں نے لحاف اڑھا دیا تب اللہ عز وجل نے یہ سورۃ یا ایها المدثر قم فانذر، و ربك فكبر اپنے قول والرجز فاهجر تک نازل فرمائی پھر متواتر وحی آنے لگی۔

پھر جب اللہ عز وجل نے اپنی نبی محمد صلعم کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو اپنے رب کے اس انکار کی وجہ سے جس میں وہ عرصہ سے مبتلا چلے آتے تھے اور اپنے خالق اور رازق کی عبادت چھوڑ کر دوسرے معبودوں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے اللہ کے عذاب سے

ڈرانے اور متنبہ کرنے کے لئے کھڑے ہوں اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار و اعلان کریں اللہ نے فرمایا و اما بنعمۃ ربک فحدث یہاں نعمت سے مراد ابن اسحٰق کے قول کے مطابق کرامت اور فضیلت نبوت ہے فحدّث کے معنے یہ ہیں کہ اس کو بیان کرو اور اس کی دعوت دو، اس حکم کے مطابق اب آپ خفیہ طور پر صرف ان گھر والوں سے جن کے متعلق آپ کو اطمینان تھا اس احسان و انعام کا جو اللہ نے آپ پر اور آپ کے ذریعہ اپنے بندوں پر آپ کو نبوت دے کر کیا تھا ذکر کرنے لگے، اللہ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے آپ کی بیوی خدیجہؓ نے آپ کی تصدیق کی وہ آپ پر ایمان لائیں اور ساتھ ہو گئیں۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس بات پر تمام ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلی مسلمہ جس نے رسول اللہؐ کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہ رحمہا اللہ بنت خویلد تھیں۔

ابو جعفر کہتا ہے کہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار اور بتون نمائیل اور مماثیل سے قطعی اظہار بے تعلقی کے بعد اللہ عزوجل نے قوانین اسلام میں سب سے پہلے نماز کو فرض کیا۔

جس وقت رسول اللہؐ پر نماز فرض کی گئی جبرئیل آپ کے پاس آئے اس وقت آپ مکہ اعلیٰ میں تھے وہ اشارے سے آپ کو وادی کی ایک سمت میں لے گئے اس سے ایک چشمہ جاری ہوا حضرت جبرئیل نے وضو کیا تاکہ وہ بتا دیں کہ نماز کے لئے اس طرح طہارت کی جائے رسول اللہ صلعم ان کو دیکھتے رہے ان کے بعد ان کی طرح رسول اللہؐ نے وضو کیا پھر جبرئیل نے کھڑے ہو کر رسول اللہؐ کو نماز پڑھائی آپ نے ان کی اقتدا کی۔ جبرئیل چلے گئے آپ خدیجہؓ کے پاس آگئے اور جس طرح آپ نے حضرت جبرئیل کو وضو کرتے دیکھا تھا اسی طرح اب آپ نے خدیجہؓ کو بتانے کے لئے کہ نماز کے لئے طہارت اس طرح ہوتی ہے ان کے سامنے وضو کیا اس کے بعد جس طرح جبرئیل نے آپ کو نماز پڑھائی تھی آپ نے خدیجہؓ کے ساتھ نماز پڑھی اور انھوں نے آپ کی اقتدا کی۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہؐ کو نبوت ملی آپ کے پاس دو فرشتے جبرئیل اور میکائیل آئے۔ آپ کعبہ کے گرد سویا کرتے تھے قریش

کعبہ کے گرد سویا کرتے تھے انھوں نے کہا کہ ان میں سے ہم کو کس کے متعلق حکم ہوا ہے پھر خود ہی دونوں نے کہا ہمیں ان کے سب سے زیادہ شریف کے متعلق حکم ہے، اب وہ چلے گئے اور پھر قبلہ کی جانب سے آئے یہ تین تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سوتا ہوا پایا۔ انھوں نے آپ کو چت کر کے آپ کا پیٹ چاک کیا پھر زمزم سے پانی لاکر آپ کے پیٹ میں جس قدر شک، شرک جاہلیت یا ضلالت کا میل کچیل تھا اسے دھوڈالا اس کے بعد وہ ایک سونے کا طشت لیکر آئے جو ایمان اور حکمت سے مملو تھا آپ کے پیٹ اور اندرون کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا پھر وہ آپ کو اس سماء الدنیا پر لے کر چڑھ گئے جبرئیل نے دروازہ کھلوایا اہل سماء نے پوچھا کون ہے انھوں نے کہا جبرئیل پھر آسمان والوں نے پوچھا تمھارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمدؐ ہیں اہل سما نے پوچھا کیا وہ مبعوث ہو چکے۔ جبرئیل نے کہا ہاں تب اہل سما نے ان کو خوش آمدید کہا اپنے ساتھ ان کے لئے بھی دعا کی جب آپ آسمان میں داخل ہوئے وہاں آپ کو ایک بڑے شاندار اور تنومند شخص نظر پڑے آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ آپ کے دادا آدمؑ ہیں، اس کے بعد ملائکہ آپ کو دوسرے آسمان پر لائے، جبرئیل نے دروازہ کھلوایا یہاں بھی ان سے وہی سوالات کئے گئے جو پہلے آسمان پر ہو چکے تھے۔ جبرئیل نے بھی اسی طرح کے جوابات دئے یہ جواب و سوال تمام آسمانوں پر ہوتے چلے گئے جب آپ دوسرے آسمان میں داخل ہوئے یہاں آپ کی دو صاحبوں سے ملاقات ہوئی آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ آپ کے ننھیالی بھائی ہیں، یہاں سے آپ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں داخل ہوتے ہی ایک صاحب سے آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ آپ کے بھائی یوسفؑ ہیں جن کو اللہ نے حسن میں تمام لوگوں پر اسی طرح فضیلت دی ہے جس طرح کہ ماہ کامل کو دوسرے تاروں پر فوقیت ہے اب آپ چوتھے آسمان پر آئے یہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی آپ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ ادریسؑ ہیں، اور پھر جبرئیلؑ نے یہ آیت تلاوت کی ورفعناہ مکاناً علیاً (اور ہم نے اس کو (ادریس کو) بلند مکان پر پہنچا یا) یہاں سے آپ پانچویں آسمان پر تشریف لائے ایک صاحب سے ملاقات ہوئی

آپ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ ہارونؑ ہیں آپ چھٹے آسمان پر آئے یہاں ایک صاحب ملے آپ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ موسیٰؑ ہیں اس کے بعد آپ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کے باپ ابراہیمؑ ہیں، اس کے بعد آپ جنت کو تشریف لے گئے وہاں ایک ایسی نہر ملی جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا اس کے دونوں طرف موتیوں کے محل تھے آپ نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا یہی وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے اور یہ محل آپ کی قیامگاہ ہیں جبرئیل نے وہاں سے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر آپ کو دکھائی جس میں سے خالص مشک کی خوشبو آرہی تھی یہاں سے وہ سدرۃ المنتھیٰ چلے یہ وہ گلاب بیری ہے جس کا بڑا پھل بڑے ڈول کے برابر ہوتا ہے اور جس کا سب سے چھوٹا دانہ انڈے کے برابر ہوتا ہے یہاں اللہ عزوجل آپ کے قریب ہوگیا اور ان میں دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اللہ تبارک وتعالےٰ کے اسقدر قریب آنے کی وجہ سے سدرہ پر رنگا رنگ کے دُرِ شہوار یاقوت زبرجد اور موتیوں کی بارش ہونے لگی یہاں اللہ نے اپنے رسولؐ سے باتیں کیں، تفہیم کی تعلیم دی اور پچاس نمازیں فرض کیں، واپسی میں جب آپ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا اللہ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا آپ نے کہا پچاس نمازیں، موسیٰؑ نے کہا اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اور اس میں کمی کراؤ کیونکہ تمہاری امت بہت ضعیف القویٰ ہے اور کم عمر ہے اس سے اس کی بجا آوری دشوار ہوگی خود مجھے بنی اسرائیل سے یہ تکالیف اٹھانا پڑیں۔ آپ ان کے مشورے کے مطابق پھر اللہ کی جناب میں حاضر ہوئے اللہ نے دس نمازیں معاف کردیں آپ پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے انہوں نے کہا پھر جاؤ اور کمی کراؤ، غرضیکہ اسی طرح بار بار عرض کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے بجائے پچاس پانچ نمازیں فرض رکھیں اس پر بھی حضرت موسیٰؑ نے رسول اللہؐ سے کہا کہ پھر واپس جاؤ اور اس میں بھی کمی کراؤ مگر آپ نے فرمایا۔ بغیر آپ کی بات کی خلاف ورزی کئے میں تو اب نہیں جاتا غیب سے یہی رسول اللہؐ کے دل میں القا ہوا کہ وہ واپس نہ ہوں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میری بات بدلی نہیں جاسکتی

میرے حکم اور فرض کو کوئی رد نہیں کر سکتا اور میری امت سے یہ نماز کی کمی عشر کی وجہ سے کی گئی ہے"۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایسی خوشگوار خوشبو جیسی کہ رسول اللہ کی جلد سے آتی تھی میں نے کبھی نہیں سونگھی کسی دولہن کے جسم سے بھی ایسی خوشبو نہیں آتی میں نے اپنی جلد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلد سے ملایا ہے اور ان کے جلد کی خوشبو سونگھی ہے۔

اب اس بارے میں اختلاف بیان ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے کون آپ کی نبوت کی تصدیق کر کے آپ پر ایمان لایا اور اس نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اس کے متعلق بعض راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سب سے پہلے رسول اللہ کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

ان لوگوں کے اقوال جو علی رضی اللہ عنہ کے سابق فی الاسلام ہونے کے مدعی ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دوشنبہ کے دن رسول اللہ مبعوث ہوئے اور سہ شنبہ کو علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے میں نے نخعی سے یہ بات کہی تو اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے اول اسلام لائے ہیں۔ زید بن ارقم سے دوسرے سلسلہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اسلام لائے ہیں، اسی راوی سے دوسری روایت یہ ہے کہ سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

عباد بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے خود علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا، میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس کے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں میرے بعد جو اس قسم کا ادعا کرے گا وہ جھوٹا اور مفتری ہوگا، میں نے دوسرے لوگوں سے سات سال قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

عفیف سے مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ایک مرتبہ میں مکہ آیا اور

عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے ہاں مہمان ٹھیرا جب آفتاب طلوع ہو کر آسمان پر پھیل گیا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا ایک جوان شخص وہاں آیا اس نے آسمان کو دیکھا پھر کعبہ کی سمت بڑھکر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا فوراً ہی ایک لڑکا اس کی داہنی سمت آکر اسی طرح کھڑا ہوا اس کے بعد ہی ایک عورت آکر ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اس جوان نے رکوع کیا اس کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا، جوان نے سر اٹھایا ان دونوں نے بھی سر اٹھایا پھر وہ سجدے میں گیا وہ دونوں بھی سجدے میں گئے۔ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ تو بڑی اہم بات ہے کہ ایسا ہو رہا ہے انھوں نے کہا بے شک جانتے ہو یہ کون ہے۔ میں نے کہا نہیں انھوں نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے میں نے کہا نہیں جانتا انھوں نے کہا یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے میں نے کہا نہیں انھوں نے کہا یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور اس نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور اس بات کا جس کو کرتے ہوئے تم ان کو دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے۔

یہی راوی دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے کہ میں تجارت کرتا تھا حج کے موسم میں مکہ آیا اور عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ہم ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نماز کے لئے برآمد ہوا وہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہوا اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی پھر ایک لڑکا آیا اور وہ بھی کھڑے ہو کر اس کے ساتھ نماز پڑھنے لگا میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ کیا مذہب ہے میں تو اس سے ناواقف ہوں انھوں نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ ہے یہ مدعی ہے کہ اللہ نے اس مذہب کے ساتھ اسے دنیا میں ارسال کیا ہے اور عنقریب کسرے اور قیصر کے خزانے اس پر وا ہو جائینگے یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے جو اس پر ایمان لے آئی ہے اور یہ لڑکا اس کا چچا زاد بھائی علی بن ابی طالب ہے یہ بھی اس پر ایمان لے آیا ہے۔ راوی نے کہا کاش میں بھی اسی دن ایمان لے آیا ہوتا تو ایمان لانے والوں میں

تیسرا ہوتا۔

یہ ہی راوی دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب میرے دوست تھے یہ یمن سے عطر خرید کر لاتے اور موسم حج میں اسے بیچتے ہم ان کے پاس منیٰ میں تھے ایک شخص اطمینان کے ساتھ ان کے پاس آیا اس نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا ایک عورت آئی وہ بھی وضو کر کے اس کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی پھر ایک لڑکا جو قریب البلوغ تھا آیا اور وضو کر کے اس کے پہلو میں نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ میں نے عباسؓ سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے انھوں نے کہا یہ میرا بھتیجا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے یہ مدعی ہے کہ اللہ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے اور دوسرا میرا بھتیجا علیؓ بن ابی طالب ہے یہ اس کے دین میں اس کا پیرو ہو گیا ہے اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے یہ بھی اس کی پیرو ہو گئی ہے۔

اس حدیث کے راوی عفیف نے اس کے بعد کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اسلام اس کے قلب میں راسخ ہو چکا تھا کہا کاش میں چوتھا ہوتا۔

مردوں میں سب سے پہلے علیؓ بن ابی طالب رسول اللہؐ پر ایمان لائے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کی اور ان کی رسالت کی تصدیق کی اس وقت انکی عمر دس سال تھی اس کے علاوہ اللہ کا ان پر یہ انعام بھی تھا کہ وہ اسلام سے پہلے بھی رسول اللہؐ کے آغوش تربیت میں تھے۔

ابوالحجاج مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ علیؓ بن ابی طالب کو اللہ نے یہ نعمت اور شرف عطا کیا کہ ایک مرتبہ قریش سخت قحط میں مبتلا ہو گئے ابو طالب کثیر عیال والے تھے رسول اللہؐ نے اپنے چچا عباسؓ سے جو بنی ہاشم میں سب سے زیادہ خوشحال تھے کہا آپ کا بھائی ابو طالب کثیر العیال ہے اس قحط سے لوگوں کی جو حالت ہے وہ تم پر روشن ہے تم میرے ساتھ چلو تاکہ ہم اس کے عیال میں کمی کر دیں اس کے بیٹوں میں سے ایک کو میں لئے لیتا ہوں ایک تم لے لو ان دو کی ذمہ داری سے تو وہ سبکدوش ہو جائیگا عباسؓ نے کہا اچھا دونوں ابو طالب کے پاس آئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ ستا سہان ہونے تک تمھارے عیال میں سے کچھ اپنے ساتھ لے جائیں ابو طالب نے کہا اگر عقیل کو

تم میرے پاس رہنے دو تو تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو، رسول اللہ ﷺ نے علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کر لیا اور عباس نے جعفر کو لے لیا رسول اللہ ﷺ کے نبی مبعوث ہونے تک علیؓ برابر آپ کے ساتھ رہے رسالت کے بعد علیؓ نے آپ کا ساتھ دیا آپ کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ جعفر بدستور عباسؓ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئے اور جعفر ان سے بے نیاز ہو گئے۔

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا آپ اپنے چچا ابو طالب دوسرے چچا اور تمام قوم سے چھپ کر مکّہ کی گھاٹیوں میں چلے جاتے علیؓ بن ابی طالب آپ کے ساتھ ہوتے وہاں وہ دونوں نماز پڑھتے اور شام کو پلٹ آتے ایک عرصہ تک یہ دستور رہا پھر ایک مرتبہ اتفاقیہ طور پر ابو طالب نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے میرے بھتیجے یہ کیا مذہب ہے جس پر میں تم کو عامل دیکھ رہا ہوں انھوں نے فرمایا چچا جان یہ اللہ اس کے ملائکہ انبیا اور ہمارے دادا ابراہیمؑ کا مذہب ہے یا آپ نے فرمایا مجھے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ اس بات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ میں آپ کے ساتھ خیر خواہی کروں اور ہدایت کی طرف دعوت دوں اور آپ پر بھی میرا یہ حق ہے کہ آپ میری دعوت کو قبول کریں اور اس بارے میں میری اعانت کریں۔ ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے یہ تو مجھ سے ممکن نہیں کہ اپنے اور اپنے آبائی مذہب اور طریقہ کو ترک کر دوں ہاں البتہ اس کا وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تم کو کوئی گزند نہ پہنچنے دونگا، اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو طالب نے اپنے بیٹے علیؓ سے کہا یہ کیا دین ہے جس پر تم عمل پیرا ہو انھوں نے کہا ابا جان میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا یا ہوں میں نے ان کی نبوت کی تصدیق کی ہے ان کے ساتھ اللہ کی نماز پڑھی ہے اس پر ابو طالب نے کہا بہر حال محمد ﷺ تم کو سوائے خیر کے اور بات کی دعوت نہ دیں گے تم ان کے ساتھ رہو۔

مجاہد سے روایت ہے کہ علیؓ کی عمر دس سال تھی جب وہ اسلام لائے، واقدی کہتا ہے کہ ہمارے دوستوں کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت کے ایک سال کے بعد علیؓ

اسلام لائے اور وہ بارہ سال مکہ میں ہجرت سے پہلے مقیم رہے، دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے ابوبکرؓ اسلام لائے ہیں۔ ان کے اقوال ذیل میں درج ہیں:۔

شعبی سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا سب سے پہلا مسلمان کون ہے انھوں نے کہا کیا تم حسان بن ثابت کے اس قول سے واقف نہیں ہو۔

اذا تذکرت شجواً من اخی ثقۃٍ فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا

ترجمہ:۔ جب تم کسی قابل اعتماد شخص کا تپاک سے ذکر کرو تو ضرور ابوبکر کے کارناموں کی وجہ سے اسے یاد کرنا۔

خیر البریۃ اتقاھا واعدلھا بعد النبی واوفاھا بما حملا

ترجمہ:۔ نبی کے بعد وہ تمام خلقت میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، عادل اور اپنے فرائض کو کماحقہٗ انجام دینے والا تھا۔

الثانی التالی المحمود مشہدہ واول الناس منہم صدق الرسلا

ترجمہ:۔ وہ دوسرا پیرو تھا جس کی حاضری ہمیشہ قابل حمد ہوئی اور وہ پہلا آدمی تھا جس نے رسول کی تصدیق کی۔

ابن عباسؓ سے دو اور سلسلوں سے مروی ہے۔ عمرو بن عبسہ کہتا ہے جب رسول اللہؐ عکاظ میں فروکش تھے میں ان کے پاس آیا اور میں نے پوچھا کہ اب تک آپ کی اس دعوت میں کس نے آپ کی اتباع کی ہے آپ نے فرمایا دو شخصوں نے ان سے ایک آزاد ہے اور دوسرا غلام ابوبکر اور بلال اسی وقت میں بھی اسلام لے آیا رسول اللہؐ نے فرمایا اب اسلام چوگوشہ ہوگیا۔

ابوذر اور ابن عبسہ دونوں اس بات کے مدعی تھے کہ ہمارے اسلام لانے سے اسلام کے چار سمت ہوگئے اور ہم سے پہلے صرف نبی صلعم ابوبکر اور بلال مسلمان تھے یہ دونوں اس بات سے ناواقف تھے کہ ان میں کون کب اسلام لایا ہے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابوبکرؓ اسلام لائے، دوسرے سلسلہ سے اسی راوی ابراہیم النخعی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابوبکرؓ اسلام لائے، اور دوسرے راوی کہتے ہیں کہ ابوبکر سے پہلے ایک جماعت کی جماعت اسلام لاچکی تھی۔

محمد بن سعد کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے کہا کیا تم میں سب سے پہلے ابوبکر اسلام لائے تھے انہوں نے کہا نہیں ان سے قبل پچاس سے زیادہ اصحاب اسلام لا چکے تھے مگر وہ اپنے اسلام میں ہم سب سے افضل ضرور تھے۔

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے رسول اللہؐ کے غلام زیدؓ بن حارثہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کے پیرو ہوئے۔ اس کے متعلق زہری سے جب دریافت کیا گیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا ہے انہوں نے کہا عورتوں میں خدیجہ اور مردوں میں زیدؓ بن حارثہ۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زیدؓ بن حارثہ اسلام لائے عمران بن ابی انس سے یہ ہی مروی ہے۔ عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زیدؓ بن حارثہ اسلام لائے۔ اس سلسلہ میں اسی راوی سے دوسرا بیان یہ ہے کہ پھر زیدؓ بن حارثہ رسول اللہؐ کے غلام اسلام لائے۔ علیؓ بن ابی طالب کے بعد وہ پہلے مرد ہیں جو اسلام لائے اور نماز پڑھی۔ ان کے بعد ابوبکر بن ابی قحافتہ الصدیق اسلام لائے مسلمان ہوتے ہی انہوں نے نہ صرف اپنے اسلام کا اعلان کیا بلکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسولؐ کی طرف دعوت دینے لگے۔

ابوبکر اپنی قوم میں مقبول اور محبوب تھے نرم مزاج تھے قریش میں سب سے زیادہ ذی نسب تھے اور ان کے نسب اور ان کی برائی بھلائی سے سب سے زیادہ واقف تھے، تجارت کرتے تھے بااخلاق اور مشہور آدمی تھے ان کی تمام قوم والے ان کے علم۔ تجارت اور حسن صحبت کی وجہ سے ان کے پاس آیا کرتے تھے اور ان سے الفت رکھتے تھے، اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنی ان قوم والوں کو جن پر ان کو بھروسہ تھا اور جو ان کے پاس آکر شریک مجلس ہوتے تھے اسلام کی دعوت دینا شروع کی چنانچہ جیسا کہ ہمیں روایت پہنچی ہے عثمان بن عفان۔ زبیر بن العوّام۔ عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبیداللہ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور جب انہوں نے ابوبکر کی دعوت قبول کر لی وہ ان کو رسولؐ اللہ کے پاس لائے اور یہ باقاعدہ اسلام لے آئے اور نماز پڑھی یہ آٹھ آدمی وہ ہیں جو اوّل اوّل اسلام لائے نماز پڑھی رسولؐ اللہ کی تصدیق کی اور جو پیام اللہ کی جانب سے رسولؐ اللہ

لائے تھے اس پر ایمان لائے۔ اس کے بعد پھر متواتر بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے ان میں مرد اور عورت دونوں شریک تھے ہوتے ہوتے اسلام کا چرچا تمام مکہ میں ہوگیا اور لوگ اس کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔

واقدی۔ ابن سعد کے حوالے سے کہتا ہے کہ ہماری تمام جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل قبلہ میں سب سے پہلے خدیجہؓ بنت خویلد رسولؐ اللہ پر ایمان لائیں ان کے بعد ان تین صاحبوں ابوبکر، علی اور زید بن حارثہ کے متعلق ہم ارباب سیرو تاریخ میں اختلاف رائے ہے کہ ان میں پہلے کون اسلام لایا۔

واقدی کہتا ہے کہ ان کے ساتھ خالد بن سعید بن العاص اسلام لائے وہ پانچویں مسلمان ہیں، اور ابوذرؓ اسلام لائے۔ راویوں نے کہا ہے کہ یہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں، عمرو بن عبسۃ السلمی اسلام لائے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں ان سب اصحاب کے متعلق بہت سی روایتیں آئی ہیں کہ کون کس مرتبہ پر اسلام لایا ہے اور ان سب کے متعلق اختلاف رائے ہے۔

ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل کہتا ہے کہ زبیرؓ ابوبکرؓ کے بعد اسلام لائے اس طرح وہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں۔

ابن اسحٰق نے یہ بیان کیا ہے کہ خالد بن سعید بن العاص اور ان کی بیوی ہمینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ جو بنو خزاعہ سے تھی ان ابتدائی مسلمانوں کے بھی بعد جن کے نام ہم اوپر لکھ آئے ہیں ایک بڑی جماعت کے اسلام لانے کے بعد اسلام لائے اس کے بعد اللہ عزوجل نے بعثت کے تین سال بعد رسولؐ اللہ کو حکم دیا کہ جو پیام ہم نے ان کو دیا ہے اسے اب وہ علانیہ طور پر بیان کریں اور ہماری طرف لوگوں کو دعوت دیں چنانچہ اسی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ اصدع بما تومر و اعرض عن المشرکین۔ (جو تم کو حکم دیا جاتا ہے اسے بیان کرو اور مشرکین سے منہ پھیر لو) اس اعلان دعوت کے حکم سے پہلے اور بعثت کے بعد رسولؐ اللہ تین سال تک اپنی دعوت و تعلیم کو چھپائے ہوئے تھے، آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وانذر عشیرتک الاقربین۔ واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین فان عصوک فقل انی بریٔ مما تعملون۔

ترجمہ:۔ اپنے قریب کے خاندان والوں کو ڈراؤ۔ اور اپنے پیرو مومنین کے لئے اپنا بازو جھکاؤ اگر وہ تمہاری بات نہ مانیں تو کہدو کہ میں تمہارے افعال سے بالکل بری الذمہ ہوں۔

اس زمانہ میں اصحاب رسول اللہؐ اپنی قوم سے چھپ کر پہاڑ کی گھاٹیوں اور کھڈوں میں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے ایک مرتبہ سعد بن وقاص چند اور صحابہ کے ساتھ مکّہ کی ایک گھاٹی میں نماز کے لئے گئے ہوئے تھے کہ اس حالت میں مشرک نمودار ہوئے انھوں نے صحابہ سے جھگڑا کیا اور ان کی نماز کو برا سمجھا جب زبانی باتوں سے وہ باز نہ آئے تو مشرکوں نے صحابہؓ سے لڑائی چھیڑ دی اور جنگ ہونے لگی، سعد بن ابی وقّاص نے اس دن ایک مشرک کو اونٹ کے کوڑے سے ایسی ضرب لگائی کہ اس سے وہ لہولہان ہو گیا، اسلام میں سب سے پہلی مرتبہ یہ خون بہایا گیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک دن کوہ صفا پر چڑھکر تمام قریش کو آواز دی وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور پوچھا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس کی اطلاع کردوں کہ صبح و شام دشمن تم پر غارتگری کرنے والا ہے کیا تم مجھے سچا نہیں سمجھتے انھوں نے کہا بے شک ہم تم کو سچا سمجھتے ہیں، آپ نے فرمایا تو فانّی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید (میں تم کو سخت عذاب سے ڈراتا ہوں) اس پر ابو لہب نے کہا تو ہلاک ہو گیا اسی لئے تو نے ہمیں بلایا اور جمع کیا تھا اس پر اللہ عزّ وجلّ نے یہ سورہ تبّت یدا ابی لہب وّ تب نازل فرمائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو رسول اللہؐ آبادی سے نکل کر کوہ صفا پر چڑھے اور وہاں سے اپنی قوم کو پکارا کہ میرے پاس آؤ لوگوں نے باہم پوچھا کہ کون پکار رہا ہے کہا گیا محمدؐ آپ نے پھر نام لے کر کہ اے فلاں کی اولاد۔ اے عبد المطلب کی اولاد۔ اے عبد مناف کی اولاد میرے پاس آؤ، جب سب آپ کے پاس جمع ہو گئے آپ نے فرمایا اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں زبردست رسالہ حملہ کے لئے برآمد ہونے والا ہے تم مجھے سچا سمجھو گے، سب نے کہا آجتک ہم اس بات سے واقف نہیں ہو سکے کہ تم نے کبھی جھوٹ بولا ہو اب آپ نے فرمایا "فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید"

ابو لہب نے کہا تو ہلاک ہو اسی لئے تو نے ہمیں بلایا ہے یہ کہکر وہ جانے کے لئے جلسہ سے اٹھ گیا اور تب یہ سورۃ نازل ہوئی "تبت ید ابی لہب و تب"۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" رسول اللہؐ پر نازل ہوئی آپ نے مجھے بلایا اور کہا علیؓ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی کنبے والوں کو ہدایت کروں مگر میں اپنے کو اس سے عہدہ برآ ہونے میں مجبور پاتا ہوں کیونکہ جب میں ان کو اپنی دعوت دونگا وہ مجھے تکلیف پہنچائیں گے اس خوف سے میں اس حکم کی بجا آوری میں خاموش تھا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ محمدؐ اگر تم اللہ کے اس حکم کی بجا آوری نہ کروگے تمہارا رب تم کو عذاب دے گا۔ اس لئے تم آدھ سیر تین پاؤ کا کھانا تیار کرو اس پر بکری کی ران بھون کر رکھدینا اور دودھ سے بھر کر ایک کٹورا لادو اس کے بعد تمام بنو عبد المطلب کو میرے پاس بلا لاؤ تاکہ میں ان سے گفتگو کروں اور اللہ کے حکم کو ان تک پہنچادوں۔ میں نے رسول اللہؐ کی فرمائش پوری کردی اور پھر تمام بنو عبد المطلب کو جو اس زمانے میں کم و بیش چالیس مرد تھے آپ کے پاس بلا لایا ان میں آپ کے چچا ابو طالب، حمزہ، عباس اور ابو لہب بھی تھے سب کے جمع ہوجانے کے بعد رسول اللہؐ نے مجھے اس کھانے کے لانے کا جو میں نے آپ کے لئے تیار کیا تھا حکم دیا میں نے اسے لاکر رکھا رسول اللہ نے اس میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے اپنے دانتوں سے چیرا اور پھر اسے خوان کے کناروں پر رکھدیا اور پھر سب سے کہا بسم اللہ کرکے کھانا شروع کیجئے تمام جماعت نے شکم سیر ہوکر کھانا کھالیا مجھے صرف ان کے ہاتھ چلتے دکھائی دیتے تھے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں علیؓ کی جان ہے کہ جتنا کھانا میں نے ان کے لئے تیار کیا تھا ان میں سے ہر شخص اس تمام کو کھاجاتا، کھانے کے بعد رسول اللہؐ نے فرمایا ان سب کو بلاؤ میں نے وہ کٹورا لاکر ان کو دیا اسے پی کر وہ سب سیر ہوگئے حالانکہ بخدا وہ صرف اتنا تھا کہ ان میں کا ہر شخص اسے پی جاتا اس کے بعد رسول اللہؐ نے چاہا کہ ان سے گفتگو کریں مگر آپ کے بولنے سے پہلے ابو لہب نے کہا کہ "عرصہ سے یہ تم پر جادو کر رہا ہے" یہ سنکر تمام جماعت اٹھ کھڑی ہوئی رسول اللہؐ نے ایک لفظ بھی نہیں کہا مجھ سے کہا علیؓ، تم نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے آج بات کرنے کا موقع نہیں دیا اور سب لوگ چلے گئے کل پھر اسی قدر کھانے کا انتظام

کرو اور ان سب کو میرے پاس بلا لاؤ۔ حسب الحکم دوسرے دن پھر میں نے اسی قدر کھانے اور دودھ کا انتظام کر کے سب کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں جمع ہونے کی دعوت دی جب وہ آگئے آپ نے کل کی طرح مجھے کھانا لانے کا حکم دیا میں کھانا لایا آپ نے آج بھی وہی کیا جو کل کیا تھا اس کی برکت سے سب نے شکم سیر ہو کر کھا لیا پھر آپ نے مجھ سے کہا کہ ان کو دودھ پلاؤ میں اس کٹورے کو لے آیا اسی سے وہ سب سیر ہو گئے اس سے فراغت کے بعد رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب، میں نہیں جانتا کہ کوئی عرب مجھ سے پہلے اس سے بہتر کوئی نعمت تمہارے پاس لایا ہو جو میں تمہارے لئے لایا ہوں اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے اللہ تعالٰی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس بھلائی کی دعوت دوں تم میں سے کون اس معاملہ میں میرا بوجھ بٹانے کے لئے آمادہ ہوتا ہے تاکہ وہ میرا بھائی بنے میرا وصی ہو اور تم میں میرا جانشین ہو، اس دعوت پر سب کے سب ساکت و صامت رہے کسی نے حامی نہیں لی البتہ میں نے کہا حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے کم عمر تھا سب سے زیادہ چھوٹی آنکھیں تھیں، پیٹ بڑا اور پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں اے اللہ کے نبی میں تمہارا وزیر بنتا ہوں رسول اللہ صلعم نے میری گردن تھام کر کہا یہ میرا بھائی ہے میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے تم اس کی بات کو سنو اور جو کہے اسے بجا لاؤ، اس پر ساری جماعت ہنسنے لگی اور انھوں نے ابوطالب سے کہا سنو تم کو حکم ہوا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی اطاعت و فرمانبرداری کرو

ایک مرتبہ ایک شخص نے علی رضی سے پوچھا امیر المومنین آپ اپنے چچازاد بھائی کے اپنے چچا کی موجودگی میں کیونکر وارث ہوئے انھوں نے کہا سنو تین مرتبہ اس پر تمام حاضرین گوش بر آواز ہوئے کہ کیا کہتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تمام بنو عبدالمطلب کو پلاؤ اور چھاچھ کی دعوت دی آپ نے ان کے لئے صرف ایک تہ کھانا پکوالیا تھا تمام لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی وہ کھانا جوں توں باقی بچ گیا اس کے بعد آپ نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب اللہ نے مجھے خاص طور پر تمہاری طرف اور عام طور پر تمام انسانوں کے لئے مبعوث فرمایا ہے، اس معاملہ کے متعلق جو کچھ ہے وہ تمہارا مشاہدہ ہے کون اس کے لئے میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی۔ دوست اور میرا وارث بنے۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ میں آپ کے پاس گیا

حالانکہ میں سب سے کم عمر تھا مجھ سے آپ نے کہا بیٹھو اس بات کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا مگر ہر بار میں کھڑا ہو کر آپ کی طرف بڑھتا تھا تیسری مرتبہ آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا، اس طرح میں اپنے چچازاد بھائی کا وارث ہوا اور میرے چچا نہ ہوئے۔

حسن بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت " وانذر عشیرتک الاقربین " رسول اللہؐ پر نازل ہوئی آپ نے ابطح میں کھڑے ہو کر کہا " اے بنی عبد المطلب، اے بنی عبد مناف، اے بنی قصی " پھر آپ نے قریش کے تمام قبائل اور خاندانوں کو فرداً فرداً نام لیکر مخاطب کرکے کہا میں تم کو اللہ کی جانب بلاتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

عبد الرحمٰن بن القاسم اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہؐ کو حکم دیا گیا کہ جو پیام اللہ کی طرف سے ان کو ملا ہے اس کا وہ اعلان کریں لوگوں کو اپنی تعلیم دیں اور اللہ کی طرف دعوت دیں۔ نبی ہونے کے بعد تین سال تک آپ خفیہ طور پر اپنی تعلیم دیتے تھے اس کے بعد اب آپ کو علانیہ طور پر تبلیغ کا حکم ہوا۔

اسی راوی سے دوسرے سلسلے سے مروی ہے چنانچہ رسول اللہؐ نے اللہ کے حکم سے اپنی تعلیم کا اعلان کیا اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی صرف اس پر ان کی قوم والے نہ آپ سے بیگانہ ہوئے اور نہ انھوں نے آپ کی کسی قسم کی تردید کی مگر جب آپ نے ان کے خداؤں کا ذکر کرکے ان کی برائی کی وہ سب آپ سے متنفر ہو گئے اور مخالفت اور عداوت کے لئے آمادہ ہوئے البتہ ان میں سے جو اسلام لا چکے تھے جن کی تعداد بہت کم تھی اور انھوں نے اپنے کو چھپا رکھا تھا وہ اس ارادے سے علیحدہ تھے اس خطرہ کو محسوس کرکے آپ کے چچا ابو طالب آپ کے لئے سپر بن گئے اور دشمنوں کے نرغے سے بچانے کے لئے آپ کے آگے کھڑے ہو گئے مگر آپ ان کی شورش سے قطعی متاثر نہ ہوئے بلکہ برابر اسی طرح اللہ کے حکم کا اعلان کرتے رہے جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہؐ باوجود ان کی مخالفت اور ترک تعلق کے ان کے معبودوں کو برا کہنا نہیں چھوڑتے اور ابو طالب ان کے سپر اور محافظ ہیں وہ ان کو قریش کے حوالے نہیں کرتے قریش کے عمائد عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو البختری بن ہشام، اسود بن المطلب، ولید بن المغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عاص بن وائل اور حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ

یا جو ان میں سے خود چل کر جا سکے ابوطالب کے پاس آئے اور کہا تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیں ہمارے مذہب کی مذمت کی ہم کو احمق بتایا۔ اور ہمارے آبا کو گمراہ قرار دیا یا تم اس کو ان باتوں سے روکو یا اس کی حمایت نہ کرو ہمیں نبٹ لینے دو کیونکہ عقائد میں تم بھی ہماری طرح اس کے مخالف ہو لہذا ہم تم کو بھی اس کی طرف سے مطمئن کر دینگے، ابوطالب نے نہایت نرم لہجہ میں ان سے گفتگو کی اور بہت خوش اسلوبی سے ان کو رد کر دیا۔ وہ پلٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ بدستور اللہ کے حکم کی تبلیغ اور اسکی دعوت دیتے رہے۔

رفتہ رفتہ رسول اللہ ﷺ اور قریش کے تعلقات بہت خراب ہو گئے انھوں نے آپ سے قطعی علیحدگی اختیار کی اور آپ کے دشمن ہو گئے وہ اکثر آپ کا ذکر دشمنی اور برائی سے کرنے لگے آپ کی مخالفت کے لئے انھوں نے آپس میں معاہدے کئے اور ایک نے دوسرے کو برانگیختہ کیا اس کے بعد وہ پھر دوسری مرتبہ ابوطالب کے پاس گئے اور کہا اے ابوطالب باعتبار اپنے سن اور شرافت کے ہمارے قلوب میں تمہاری خاص وقعت و منزلت ہے ہم نے تم سے درخواست کی تھی کہ تم اپنے بھتیجے کو ہماری مذمت اور منقصت سے روک دو مگر تم نے ایسا نہیں کیا اور ہم بخدا اس بات کو کبھی گوارا نہیں کرینگے کہ وہ ہمارے آبا کو گالیاں دے ہم کو بے وقوف بتائے اور ہمارے معبودوں کی مذمت کرتا رہے یا تو تم اسے ان باتوں سے روک لو ورنہ اس معاملہ میں ہم اس کا اور تمہارا دونوں کا مقابلہ کرینگے اب ہم میں سے جو چاہے تباہ ہو ہو، یہ کہکر وہ چلے گئے ایک طرف ابوطالب کو اپنی قوم کی علیحدگی اور عداوت بہت گراں ہوئی مگر دوسری طرف ان کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں یا ان کی حمایت چھوڑ دیں۔

سدی سے مروی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے ان میں ابوجہل بن ہشام عاص بن وائل، اسود بن المطلب، اسود بن عبد یغوث اور دوسرے مشائخ قریش تھے ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہمیں ابوطالب کے پاس لے چلو تاکہ ہم اس سے گفتگو کریں اور کچھ اپنا تصفیہ کریں تاکہ وہ اپنے بھتیجے کو ہدایت کرے کہ وہ ہمارے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑے اور ہم اسے اور اس کے خدا کو جس کی وہ پرستش کرتا ہے

اس کے حال پر چھوڑ دیں، ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ شیخ مرجائے ہم سے اس کے بھتیجے کو ضرر پہنچے اس وقت عرب ہم پر طعن کرینگے کہ چچا کی زندگی میں تو انھوں نے اسے کچھ کہا نہیں اس کے مرتے ہی اس کے بھتیجے کو دبوچ لیا۔

انھوں نے ایک شخص مطلب کو ابو طالب کے پاس بھیجا اس نے اس سے انکی ملاقات کی اجازت چاہی اور کہا کہ تمھاری قوم کے عمائد و اکابر تم سے ملنے آئے ہیں ابو طالب نے ان کو آنے کی اجازت دی وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بڑے بزرگ اور سردار ہیں آپ اپنے بھتیجے کے مقابلے میں ہمارا انصاف کیجئے آپ اسے منع کر دیں کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں نہ دیں ہم اس کے خدا سے کوئی تعرض نہ کرینگے ابو طالب نے رسول اللہ کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ اے میرے بھتیجے یہ تمھاری قوم کے بزرگ اور عمائد ہیں یہ تم سے یہ تصفیہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑ دو وہ تم سے اور تمھارے خدا سے کوئی تعرض نہ کرینگے، رسول اللہ نے فرمایا چچا جان کیا میں ان کو ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا ہوں جو ان کی بت پرستی سے بہتر ہے، ابو طالب نے پوچھا وہ کیا دعوت ہے آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف ایک بات کے قائل ہو جائیں تو تمام عرب اور عجم ان کے زیر فرمان آجائیں گے ابو جہل نے کہا وہ کیا بات ہے بیان تو کرو تمھارے باپ کی قسم ہے اس کے لئے تو ہم بالکل آمادہ ہیں بلکہ اس سے دس اور بھی ماننے کے لئے تیار ہیں آپ نے فرمایا کہو "لا الٰہ الا اللہ" یہ سنتے ہی وہ سب بدک گئے اور کہنے لگے کہ اس کے علاوہ اور جو کچھ کہو وہ ہمیں منظور ہے آپ نے فرمایا اگر تم آفتاب کو میرے ہاتھ پر لا رکھو تب بھی میں اس کے سوا اور کسی بات کا تم سے مطالبہ نہ کرونگا، یہ سنکر وہ سب بہت برہم ہو کر مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اب سے ہم تجھے اور تیرے اس خدا کو جس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے ضرور گالیاں دینگے، رسول اللہ نے وانطلق الملأ منھم ان امشوا واصبروا علے الھتکم ان ھذا لشئ یراد اللہ کے قول الا اختلاق تک قرآن تلاوت کیا اور چچا کو دیکھا ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے تم نے ان کے ساتھ کچھ زیادتی نہیں کی اس پر آپ نے ان سے کہا کہ تم صرف لا الٰہ الا اللہ کہدو میں قیامت میں اس پر تمھاری شہادت دونگا ابو طالب نے کہا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا

کہ عرب تم کو طعنہ دینگے کہ موت سے گھبرا کر میں نے اس کا اقرار کیا ہے تو میں ضرور تمہاری دعوت کو مان لیتا مگر اب تو میں اپنے بزرگوں کی ملت پر جان دیتا ہوں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء (ترجمہ) بلاشبہ تم ہدایت نہیں دیتے جسے تم چاہتے ہو البتہ اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست پر لے آتا ہے)۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب ابوطالب بیمار ہوئے قریش کی ایک جماعت جس میں ابوجہل بھی تھا ان کے پاس گئی اور کہا کہ تمہارا بھتیجا ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے اور ایسا کرتا ہے اور یہ کہتا ہے تم اسے بلا کر منع کردو، ابوطالب نے رسول اللہ کو بلا بھیجا آپ ان کے ہاں تشریف لائے اندر آئے قریش کے اکابر اور ابوطالب کے درمیان ایک جگہ باقی تھی، ابوجہل کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہ وہاں ابوطالب کے برابر بیٹھ گیا تو وہ اس کی طرف مائل اور اس پر مہربان ہو جائیگا وہ لپک کر خود اس جگہ میں ہو بیٹھا اسطرح رسول اللہ کو اپنے چچا کے پاس بیٹھنے کی جگہ نہ ملی وہ دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے دیکھو یہ تمہاری قوم والے شکایت کرتے ہیں کہ تم ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو اور ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہو اس پر قریش نے بھی دل کھول کر باتیں کہیں رسول اللہ نے فرمایا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ یہ صرف ایک بات مان لیں تمام عرب ان کے مطیع ہو جائیں گے اور عجم جزیہ دینے پر مجبور ہوں گے، سب گھبرائے کہ ایسی کیا بات ہوگی جس سے ہم کو یہ بات حاصل ہو انہوں نے کہا تم ایک بات منوانا چاہتے ہو ہم دس کے لئے آمادہ ہیں مگر وہ بات تو بیان کرو کہ کیا ہے ابوطالب نے بھی کہا اے میرے بھتیجے کہو وہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ" یہ سنتے ہی سب گھبرائے ہوئے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہتے جاتے تھے۔ اجعل الالھۃ الٰھاً واحداً اِنَّ ھٰذا لشیٔ عجاب، (اس نے تو بہت سے معبودوں کو ایک کر دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے) اللہ کے قول لما یذوقوا عذاب تک قرآن نازل ہوا۔

اس حدیث کے الفاظ سلسلہ کے ایک راوی ابو کریب کے آئے ہیں۔

ابن اسحٰق کا بیان

جب قریش نے ابوطالب سے رسول اللہ کی یہ شکایت کی اس نے آپ کو بلایا اور کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم والے میرے پاس آئے ہیں اور انھوں نے تمہاری یہ شکایت کی ہے تم مجھ پر اور اپنے پر رحم کرو اور مجھے ایسی دشواری میں نہ ڈالو جس سے میں عہدہ برآنہ ہو سکوں اس بات سے رسول اللہ کو گمان ہوا کہ ضرور ان کے دل میں میری طرف سے کوئی بات بیٹھ گئی ہے اور یہ اب میری حمایت سے دست کش ہونے والے اور مجھے دشمنوں کے سپرد کرنے والے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب میری مدد کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں اور میرا ساتھ نہیں دے سکتے آپ نے فرمایا چچاجان اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ میں اور ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں بھی اسلئے رکھدیں کہ میں اپنی دعوت سے باز آجاؤں تو یہ کبھی نہ ہوگا اب چاہے اللہ مجھے کامیاب کرے یا میں اس سعی میں ہلاک ہو جاؤں۔ رسول اللہ آبدیدہ ہوئے اور رونے لگے اور اٹھکر جانے لگے ابوطالب نے ان کو آواز دی کہ میرے بھتیجے میرے پاس آؤ آپ پلٹ آئے ابوطالب نے کہا جاؤ جو تمہارا جی چاہے کہو بخدا اب میں کبھی کسی وجہ سے تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔

جب قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ ابوطالب نہ رسول اللہ کی حمایت سے باز آئینگے اور نہ وہ ان کو حوالے کرینگے اور وہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اس معاملے میں اُن سے قطعی ترک تعلق کرلیں اور دشمنی پر آمادہ ہیں وہ عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو لے کر اُن کے پاس آئے اور کہا ابوطالب یہ عمارہ بن الولید ہے یہ قریش کا سب سے زیادہ تنومند وجیہ اور خوبصورت جوان ہے اس کو تم لو اس کی عقل اور طاقت سے فائدہ اٹھاؤ اس کو اپنا بیٹا بنا لو ہم یہ تم کو دیتے ہیں اور تم اپنے بھتیجے کو جس نے تمہارے اور تمہارے آبا کے مذہب کی مخالفت کی ہے اور تمہارے قومی شیرازے کو منتشر کر دیا ہے اور ان کو احمق ٹھیرایا ہے ہمارے حوالے کردو تاکہ ہم اسے قتل کر دیں ایک آدمی کے بدلے میں آدمی موجود ہے۔

ابوطالب نے کہا بخدا یہ بُرا سودا ہے جو تم مجھ سے کرنا چاہتے ہو تم اپنے

بیٹے کو مجھے دیتے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر لئے پھروں اور اپنے بیٹے کو تمہارے سپرد کردوں تاکہ تم اسے قتل کردو یہ ہرگز نہ ہوگا۔ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا اے ابوطالب تمہاری قوم نے تمہارے مقابلے میں انصاف کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ تم کو اس حالت سے جسے خود تم برا سمجھتے ہو اسطرح نکال لیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کی کسی بات کو بھی نہیں ماننا چاہتے، ابوطالب نے اس سے کہا انھوں نے ہرگز میرے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے بلکہ تم میرا ساتھ چھوڑنے کا تصفیہ کرچکے ہو اور ان سب کو میرے اوپر چڑھا لائے ہو اب جو جی چاہے کرو۔

اس پر معاملے نے جھگڑے کی شکل اختیار کی لڑائی ٹھن گئی گالی گفتار پر نوبت پہنچی، پھر قریش نے ان مسلمانوں کے خلاف جنھوں نے ان کے قبائل میں سے رسول اللہ کا ساتھ دیا اور اسلام لے آئے تھے آپس میں معاہدہ کیا کہ ہر قبیلہ اپنے آدمی کو قتل کردے چنانچہ ایسا ہی عمل ہونے لگا ہر قبیلے نے اپنے قبیلے کے مسلمان کو طرح طرح سے عذاب دینا اور ستانا شروع کیا تاکہ وہ اسلام سے منحرف ہوجائیں۔ اللہ نے رسول اللہ کی حفاظت ان کے چچا ابوطالب کے ذریعے کردی جب ابوطالب نے دیکھا کہ قریش یہ حرکتیں کررہے ہیں انھوں نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو جمع کرکے ان میں تقریر کی ان کو رسول اللہ کی مدافعت اور رفاقت کی دعوت دی چنانچہ اس دعوت کو قبول کرکے ابولہب کے علاوہ وہ سب کے سب رسول اللہ کی مدافعت اور رفاقت کے لئے ان کے پاس آگئے جب ابوطالب نے دیکھا کہ ان کی قوم بدل و جان رسول اللہ کی مدافعت اور رفاقت کے لئے آمادہ ہے اور وہ ان کے لئے سپر بنی ہوئی ہے وہ اس سے بہت خوش ہوئے انھوں نے ان کی تعریف کی اور ان کی رائے کو رسول اللہ کی موافقت میں زیادہ راسخ کرنے کے لئے ان پر رسول اللہ کی فضیلت اور فوقیت جتائی۔

عروہ نے اس سلسلہ میں عبدالملک بن مروان کو لکھا تھا۔

"جب رسول اللہ نے اپنی قوم کو اس ہدایت اور نور کی طرف جسے دے کر اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا دعوت دی تو ابتدا میں وہ آپ سے کنارہ کش نہیں ہوئے بلکہ قریب تھا کہ آپ کی بات مان لیتے مگر جب آپ نے ان کے جھوٹے معبودوں کا ذکر کیا اور قریش کی ایک جماعت جو صاحب املاک تھی طائف سے مکہ آئی تب انھوں نے

آپ کی بات کا بُرا سمجھا یا آپ کے سخت مخالف ہو گئے اور انہوں نے اپنے فرمانبرداروں کو آپ کے خلاف برانگیختہ کیا اسطرح اکثر آدمی آپ کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہوئے البتہ صرف تھوڑے سے وہ لوگ آپ کے ساتھ رہ گئے جن کو اللہ نے اسلام پر قائم رکھا، کچھ عرصہ اسی طرح گذرا پھر قریش کے رؤسا نے مشورہ کر کے اس بات کا تہیہ کر لیا کہ ان کے بیٹے، بھائی یا قبیلہ والوں میں سے جو مسلمان ہو گئے ہیں ان کو کسی نہ کسی طرح سے اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔ یہ رسول اللہ کے پیرو مسلمانوں پر بڑی تکلیف اور سخت آزمائش کا وقت تھا جو ان کے بہکانے میں آگئے وہ مرتد ہو گئے اور جن کو اللہ نے اس فتنہ سے بچانا چاہا وہ بدستور اسلام پر قائم رہے، جب مسلمانوں کے ساتھ یہ شرارت کی گئی رسول اللہ نے ان کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا کیونکہ اس وقت حبشہ کا بادشاہ نجاشی نہایت عادل اور نیک فرمانروا تھا اس کی حکومت کی تعریف کی جاتی تھی اس سے پہلے سے حبشہ قریش کی تجارت گاہ تھا جب یہ تجارت کی غرض سے وہاں جاتے تو وہاں خوراک کی فراوانی اور امن پاتے اور تجارت میں فائدہ کماتے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ نے مسلمانوں کو حبشہ جانے کا حکم دیا چنانچہ جب مکہ میں مسلمانوں پر جبر ہونے لگا اور رسول اللہ کو خوف ہوا کہ یہ فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے آپ نے ان کو حبشہ بھیجدیا مگر خود آپ وہیں رہے کہیں نہ گئے اس عہد میں چند سال مسلمانوں پر بہت سخت گزرے یہاں تک کہ آپ نے مکہ میں اسلام کا اعلان فرمایا اور قریش کے کچھ اشراف اسلام لے آئے۔

ابو جعفر کہتا ہے اس پہلی ہجرت میں جو مسلمان ترک وطن کر کے حبشہ گئے تھے ان کی تعداد میں اختلاف ہے بعض راویوں نے کہا ہے کہ یہ گیارہ مرد تھے اور چار عورتیں تھیں۔

مہاجرین حبشہ کی تعداد

حارث بن الفضیل سے مروی ہے اس پہلی ہجرت میں جن مسلمان مہاجرین نے خفیہ طور پر متفرق حالت میں ہجرت کی ان کی تعداد گیارہ مرد اور چار عورتیں تھی انکے

سوار اور پیدل شعیبہ آئے اللہ نے ان کی یہ مدد کی کہ عین اسی ساعت میں دو تجارتی جہاز بندرگاہ آئے یہ ان کو نصف دینار کرایہ میں حبشہ لے گئے، رسول اللہ کی نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں مسلمانوں نے یہ ہجرت کی، قریش نے ساحل سمندر تک ان کا تعاقب کیا مگر ان کے آنے سے پہلے یہ لوگ جہازوں میں سوار ہو چکے تھے اس لئے وہ کسی کو نہ پاسکے، ان مسلمانوں نے بیان کیا ہے کہ ہم بخیریت حبشہ پہنچے وہاں بادشاہ نے ہم سے بہت اچھا سلوک کیا ہمیں اپنے دین کے بارے میں قطعی آزادی اور امن ملا ہم نے اللہ کی عبادت کی، نہ ہم ستائے گئے اور نہ کوئی ناگوار بات سنی۔

اُن مہاجرین کے نام یہ ہیں۔

مہاجرین حبشہ کے نام

عثمان بن عفان۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی رُقیّہ بنت رسول اللہ صلعم بھی تھیں، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھی۔ زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔ عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن الحارث بن زہرہ۔ ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخذوم۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی اُمّ سلمہ بنت ابی اُمیّہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بھی تھی۔ عثمان بن مظعون الجمحی، عامر بن ربیعۃ العنزی یہ قبیلۂ عنز بن وائل سے تھے نہ کہ اُس قبیلہ عنزہ سے جو بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حشمہ بھی تھی۔ ابو سبرہ بن ابی رُہم بن عبد العزّیٰ العامری۔ حاطب بن عمرو بن عبد شمس۔ سہیل بن بیضاء جو بنی الحارث بن فہر سے تھے اور عبد اللہ بن مسعود بنی زہرہ کے حلیف۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان مسلمانوں کی تعداد جو ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے ان کم سن بچوں کے علاوہ جو ان کے ساتھ گئے تھے یا جو وہاں پیدا ہوئے بیاسی تھے عمار بن یاسر بھی ان میں تھے مگر ہمیں اس میں شک ہے۔

اس سلسلہ میں محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ نے دیکھا کہ ان کے صحابہ مصیبت اور تکلیف میں ہیں اور خود آپ اللہ کی حفاظت اور اپنے چچا ابوطالب کی حمایت کی وجہ سے امن و عافیت میں ہیں اور آپ ان کی اس مصیبت میں کوئی مدد نہیں کر سکتے آپ نے ان سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تم حبشہ چلے جاؤ کیونکہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا وہاں حق و صداقت کا راج ہے اور جب اللہ اس تنگی اور دشواری میں جس میں تم اب مبتلا ہو کشائش عطا فرمائے چلے آنا چنانچہ اس وجہ سے صحابۂ رسول اللہ فتنہ کے خوف اور اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کے لئے اللہ کے لئے حبشہ چلے گئے، اسلام میں یہ پہلی ہجرت ہوئی۔ خاندان بنو امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف میں سے پہلے مسلمان جنھوں نے اس موقع پر ہجرت کی وہ عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ بھی تھیں۔ خاندان بنی شمس میں سے ابو حذیفہ بن عُتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بنی عامر بن لوی کے قبیلہ سے تھی۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام تھے۔ اس کے بعد راوی نے وہی نام گنوائے جن کو واقدی بیان کر چکے ہیں البتہ اس نے یہ زیادہ بیان کیا اور بنی عامر بن غالب بن لوی بن فہر میں سے "ابو سبرہ بن ابی رُہم" بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد وُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبد وُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے یہ ہی حبشہ آئے تھے۔ ابن اسحٰق نے ان مہاجرین کی تعداد دس بتائی ہے اور کہا ہے کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ ہی مسلمان سب سے پہلے حبشہ گئے۔ اس کے بعد جعفر بن ابی طالب روانہ ہوئے اور پھر یکے بعد دیگر مسلمان حبشہ جانے لگے ان میں وہ بھی تھے جو اپنے اہل کو لیکر گئے تھے اور وہ بھی تھے جو تنہا گئے تھے ان سب کی تعداد ان دس کو ملا کر جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے بیاسی ہوئی ان میں وہ بھی ہیں جن کے ساتھ ان کی بیوی بچے گئے تھے یا جن کی اولاد حبشہ میں پیدا ہوئی اور جو تنہا گئے تھے۔

یہ صحابہ حبشہ چلے گئے اور رسول اللہ صلعم مکہ میں مقیم رہے اور اللہ کے لئے

پوشیدہ اور علانیہ طور پر دعوت دیتے رہے اللہ نے ان کے چچا ابوطالب اور ان کے خاندان کے دوسرے ان لوگوں کے ذریعے جنھوں نے آپ کی نصرت کا اقرار کیا تھا آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھا، قریش نے جب دیکھا کہ آپ پر کسی طرح قابو نہیں چلتا انھوں نے اب آپ کو کاہن جادوگر اور آسیب زدہ اور شاعر کہنا شروع کیا اور جن لوگوں کے متعلق ان کو اندیشہ تھا کہ اگر یہ ان کی گفتگو سنیں گے تو ضرور ان کے پیرو ہو جائیں گے ان کو قریش نے آپ کے پاس جانے سے روک دیا اس زمانے میں یہ سب سے زبردست حربہ تھا جو انھوں نے آپ کے مقابلے میں استعمال کیا۔

عروہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ قریش نے اپنی عداوت کے اظہار میں سب سے زیادہ سخت بات رسول اللہ کے ساتھ کیا کی تھی۔ اس نے کہا میں قریش کے ساتھ موجود تھا ان کے اشراف ایک دن حجر میں جمع تھے انھوں نے رسول اللہ کا ذکر کیا اور کہنے لگے کہ اس شخص کے مقابلے میں جس نے ہم کو احمق بنایا، ہمارے آبا کو گالیاں دیں، ہمارے مذہب کو برا کہا۔ ہماری یکجہتی کو پراگندہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو برا کہا جس قدر صبر و ضبط ہم نے کیا ہے اس کی نظیر نہیں اور یہ بڑا اہم معاملہ ہے جس پر اب تک ہم خاموش رہے ہیں وہ یہ ہی گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ آتے ہوئے دکھائی دیئے آپ نے رکن کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس جماعت کے پاس سے گزرے انھوں نے آپ پر طنزاً آوازے کسے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ کو ان سے بہت ایذا ہوئی جس کا اثر آپ کے چہرے پر نمایاں تھا۔ جب آپ دوسری مرتبہ ان کے پاس سے گذرے انھوں نے پھر آپ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے اس سے آپ اور رنجیدہ نظر آئے تیسری مرتبہ پھر گذرے انھوں نے پھر آپ کے ساتھ وہی کیا آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا، اے معشر قریش اچھی طرح سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے میں تمھارے لئے قتل و ذبح لیکر آیا ہوں۔ اس جملے سے ان کے ہوش باختہ ہو گئے اور بلا استثناء سب کی خوف کی وجہ سے یہ حالت ہوئی کہ اپنی جگہ سہم گئے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پرند ان کے سروں پر بیٹھنے والا ہے، جو اب تک رسول اللہ کی شان میں ان میں سے سب سے زیادہ دریدہ دہن تھا وہی اب سب سے زیادہ آپ کی خوشامد اور مداہنت کرنے لگا

اور اس نے کہا ابو القاسم آپ اپنے مکان اطمینان سے جائیں آپ تو جاہل نہیں ہیں۔
رسول اللہؐ گھر واپس آئے دوسرے دن قریش پھر حجر میں اکٹھا ہوئے میں ان کے ساتھ تھا اب پھر کل کے واقعہ کا تذکرہ نکلا ایک نے دوسرے سے کہا دیکھا تم نے اس کے ساتھ کیا کیا اور اس نے تم کو کیسا ڈانٹا اس کی ایک دھمکی میں تم نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا، ابھی وہ یہ ہی باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ آتے ہوئے نظر آئے آپ کو دیکھتے ہی یہ سب کے سب یکجان ہو کر آپ پر جھپٹے اور سب طرف سے آپ کو گھیر کر کہنے لگے کہ تم ہمارے معبودوں اور مذہب کو اسطرح برا کہا کرتے ہو آپ نے فرمایا ہاں میں کہتا ہوں میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک نے آپ کی ردا کا دامن پکڑا یہ دیکھتے ہی ابو بکر صدیق آپ کے سامنے آکھڑے ہوئے وہ روتے جاتے تھے اور کہتے تھے "خدا تم کو ہلاک کر دے کیا تم اس شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے"۔ یہ سن کر انھوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور پلٹ گئے، یہ شدید ترین سلوک تھا جو میں نے قریش کو رسول اللہ کے ساتھ برتتے دیکھا۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو سے کہا کہ سب سے برا سلوک جو تم نے مشرکین کو رسول اللہ کے ساتھ کرتے دیکھا ہو ہم سے بیان کرو، انھوں نے کہا ایک مرتبہ عقبہ بن ابی معیط آیا رسول اللہ اس وقت کعبہ کے پاس تھے اس نے آپ کی چادر کو آپ کی گردن سے لپیٹ دیا اور پھر بہت شدت سے آپ کا گلا گھوٹنے لگا ابو بکر صدیق نے اس کے پیچھے سے آکر اس کے شانے کو پکڑا اور دھکا دے کر رسول اللہ سے علٰحدہ کر دیا اور پھر ابو بکر نے کھڑے ہو کر کہا اے قوم اتقتلون رجلاً ان یقول ربّی اللہ۔ اللہ کے قول ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذّاب تک قرآن تلاوت کیا۔

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جس کا حافظہ اچھا تھا بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صفا کے پاس بیٹھے تھے ابو جہل بن ہشام وہاں آیا اس نے آپ کو ستایا۔ گالیاں دیں آپ کے دین کی مذمت کی اور کہا کہ تمھاری حقیقت ہی کیا ہے، رسول اللہ نے ایک لفظ اس سے نہیں کہا عبد اللہ بن جدعان التیمی کی ایک آزاد لونڈی صفا کے اوپر اپنے مکان میں بیٹھی یہ باتیں سن رہی تھی یہ کہکر ابو جہل

رسول اللہ کو چھوڑ کر پلٹا اور کعبہ میں جو قریش کی چوپال تھی وہاں آکر قریش کے پاس بیٹھ گیا تھوڑی ہی دیر کے بعد حمزہ بن عبدالمطلب کمان کاندھے پر ڈالے ہوئے اپنے پھندے کے شکار سے واپس آرہے تھے یہ بڑے شکاری تھے اور اکثر شکار کیلئے جایا کرتے تھے ان کا دستور تھا کہ جب شکار سے واپس ہوتے تو گھر آنے سے پہلے کعبے کا طواف کر لیتے پھر قریش کی چوپال آکر ٹھیر جاتے سلام کرتے اور جو لوگ وہاں ہوتے ان سے بات چیت کرتے یہ قریش میں سب سے زیادہ زبردست اور طاقتور آدمی تھے جب یہ اس لونڈی کے پاس سے گزرنے لگے۔ اس وقت تک رسول اللہ وہاں سے اٹھکر گھر آگئے تھے، اس نے ان سے کہا کہ اے ابو عمارہ اگر تم یہاں کچھ دیر پہلے آئے ہوتے تو ابو الحکم بن ہشام یہاں بیٹھا ہوا ملتا اس نے تمہارے بھتیجے محمدؐ کے ساتھ جو گستاخی اور بیہودگی کی ہے وہ تم کو معلوم ہوتی اس نے ان کو ستایا اور گالیاں دیں اور بہت ہی برا سلوک کیا پھر وہ چلا گیا اور محمدؐ نے اسے کچھ نہ کہا۔ چونکہ اللہ حمزہ کو اپنی کرامت سے سرفراز کرنا چاہتا تھا یہ سنتے ہی ان پر سخت جوش اور غضب طاری ہو گیا وہ تیز قدم بڑھاتے ہوئے کسی کے لئے راہ میں نہ ٹھیرے حسب عادت کعبے کے طواف کے لئے آج اس ارادے سے چلے کہ ابو جہل کو دیکھتے ہی اس کی خبر لیں گے چنانچہ مسجد میں داخل ہوتے ہی انہوں نے ابو جہل کو قوم کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا یہ اس کی طرف بڑھے اور اس کے سامنے پہنچکر اپنی کمان سے اسے ایسی سخت ضرب لگائی کہ وہ لہو لہان ہو گیا اور بری طرح زخمی ہوا، حمزہ نے کہا تو ان کو گالیاں دیتا ہے تجھے معلوم نہیں کہ میں ان کا ہم مذہب ہوں ان کے عقائد کا قائل ہوں اگر ہمت ہے تو اب میرے سامنے کہہ کیا کہتا ہے اتنے میں بنی مخزوم کے کچھ آدمی ابو جہل کی حمایت میں حمزہ پر اٹھے مگر ابو جہل نے ان سے کہا کہ ابو عمارہ سے کوئی تعرض نہ کرو بے شک میں نے اس کے بھتیجے کو نہایت سخت گالیاں دی تھیں اس لئے ان کو جوش آگیا ہے، اسی واقعہ کے بعد حمزہ مسلمان ہو گئے اور ان کے اسلام لے آنے سے قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ رسول اللہ جیتے اور حمزہ اُنکی حمایت و مدافعت کریں گے اس لئے اب تک جو وہ رسول اللہ کو دق کیا کرتے تھے اس سے دست بردار ہو گئے۔

عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عبداللہ بن مسعود نے مکے میں بلند آواز سے

قرآن کی تلاوت کی، اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن صحابہ جمع تھے انھوں نے کہا کہ اب تک قریش نے کلام اللہ کو بلند آواز میں نہیں سنا ہے کون ان کو سنائے، عبداللہ بن مسعود نے کہا میں سناتا ہوں اور صحابہ نے کہا ہم ڈرتے ہیں کہ تم کو ان کے ہاتھوں تکلیف پہنچے گی ہم ایسا آدمی چاہتے ہیں جس کا کنبہ خاندان ہو جو ان سے اس کی حفاظت کر سکے عبداللہ بن مسعود نے کہا مجھے اس کام کی اجازت دو میری حفاظت اللہ کریگا دوسرے دن چاشت کے وقت عبداللہ بن مسعود مقام میں آئے اس وقت قریش اپنے دیوان خانوں میں بیٹھے تھے عبداللہ بن مسعود مقام کے پاس کھڑے ہوئے اور انھوں نے بلند آواز میں پڑھا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الرحمان علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان۔ پھر اسی سورۃ کو تلاوت کرتے ہوئے وہ قریش کی بیٹھکوں کی طرف چلے، قریش غور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ لونڈی بچہ کیا کہہ رہا ہے پھر انھوں نے کہا شاید محمدؐ پر جو وحی آئی ہے اسے پڑھ رہا ہے پھر وہ اپنی اپنی جگہ سے اٹھکر عبداللہ بن مسعود کے پاس آئے اور ان کے منھ پر طمانچے مارنے لگے مگر یہ اسی طرح قران تلاوت کرتے رہے اور جہاں تک اللہ کو تلاوت مقصود تھی وہاں تک پڑھکر اپنے دوستوں کے پاس واپس آگئے ان کے چہرے پر طمانچوں کے نشان موجود تھے صحابہ نے کہا ہم کو اسی بات کا تمھارے لئے اندیشہ تھا عبداللہ بن مسعود نے کہا کبھی دشمنان خدا میری نظر میں اس قدر فرومایہ اور حقیر پہلے نہ تھے جتنے کہ اب ہیں تم چاہو تو کل پھر میں ان کے سامنے قران پڑھوں۔ صحابہ نے کہا نہیں اتنا کافی ہے تم نے ان کو وہ سنا دیا جسے وہ سننا ہی نہیں چاہتے۔

جب مہاجرین حبشہ نجاشی کی سلطنت میں اطمینان و سکون سے بس گئے قریش نے ان مسلمانوں کے خلاف یہ سازش کی کہ انھوں نے عمرو بن العاص عبداللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرۃ المخزومی کو نجاشی کے پاس بھیجا اور اس کے لئے اور اس کے امرا کے لئے بہت سے تحائف ان کے ساتھ بھیجے اور ان سے کہا کہ نجاشی سے درخواست کریں کہ جو مسلمان اس کے پاس اور اس کی سلطنت میں ہوں ان کو وہ ان کے حوالے کردے یہ دونوں اس کام کے لئے نجاشی کے پاس آئے اس سے اپنے آنے کی غرض بیان کی مگر ان کو اس میں قطعی کامیابی نہیں ہوئی اور وہ اپنا منھ لیکر واپس آگئے۔

عمرؓ بن الخطاب اسلام لے آئے یہ ایک نہایت زبردست طاقتور اور جری آدمی تھے ان سے پہلے حمزہؓ بن عبدالمطلب اسلام لاچکے تھے ان دونوں کے مسلمان ہو جانے سے اب صحابۂ رسول نے اپنے میں زیادہ قوت محسوس کی اور اسلام قبائل میں پھیلنے لگا ا نجاشی نے بھی اپنے یہاں کے پناہ گزینوں کی حفاظت و حمایت کی اس سے قریش بہت طیش میں آئے انہوں نے آپس میں مشاورت کر کے یہ عہد کیا اور اس کے لئے باقاعدہ عہد نامہ لکھا کہ ان میں سے اب آیندہ کوئی بنی ہاشم اور بنی المطلب سے نہ مناکحت کرے اور نہ تجارت کرے اس کے لئے انہوں نے ایک باضابطہ تحریری معاہدہ لکھا اور اس کی بجا آوری کے لئے سب نے سخت عہد و پیمان کئے اور اس کے شرائط کی پابندی کو اپنے اوپر زیادہ شدت سے لازم کرنے کے لئے اس معاہدہ کو کعبے کے وسط میں لٹکا دیا، قریش کے اس بندوبست پر بنوہاشم اور بنو المطلب ابوطالب کے پاس چلے گئے اور اُن کے ساتھ اُن کی گھاٹی میں جا رہے بنی ہاشم میں سے ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب قریش کے پاس گیا اور اس نے ابوطالب کے مقابلے میں ان کی امداد کی، دو یا تین سال مسلمان اسی بیکسی کی حالت میں رہے یہاں تک کہ ان کو زندگی گذارنا مشکل ہو گیا کھانے پینے کی تکلیف ہونے لگی کوئی چیز ان کو پہنچتی نہ تھی البتہ اگر قریش میں سے کوئی اُن پر ترس کھا کر کوئی چیز بھیجنا چاہتا تو خفیہ طریقے پر پہنچاتا۔ اسی اثنا میں ایک دن ابوجہل کی حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد سے مڈبھیڑ ہو گئی اس کے ہمراہ ایک غلام تھا جس پر گیہوں بار تھا یہ اسے اپنی پھوپی خدیجہ بنت خویلد کے پاس جو رسول اللہ کے ساتھ ابوطالب کی گھاٹی میں تھیں لے جا رہا تھا ابوجہل نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تم بنی ہاشم کے لئے کھانا لے جا رہے ہو بخدا تم اسے لیکر یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتے ورنہ میں تمام مکہ میں تم کو رسوا کر دوں گا اتنے میں ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد وہاں آ گیا اس نے کہا کیا ہے ابوجہل نے کہا یہ دیکھو یہ بنی ہاشم کے لئے خوراک لے جا رہا ہے ابوالبختری کہنے لگا یہ تو اپنی پھوپی کے لئے جو محمدؐ کے ساتھ ہے یہ خوراک لیکر جا رہا ہے اور اس نے آدمی بھیجکر اس سے منگوائی ہے تم کیوں روکتے ہو جانے دو مگر ابوجہل نے نہ مانا اس پر ان میں سخت کلامی ہوئی ابوالبختری نے اونٹ کا ڈاھنا اٹھایا اور اس سے ابوجہل کو

ایسی ضرب لگائی کہ وہ لہولہان اور بے دم ہو گیا حمزہ بن عبد المطلب کہیں پاس ہی تھے اور یہ تماشہ دیکھ رہے تھے قریش اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس واقعہ کی اطلاع رسول اللہ صلعم اور ان کے صحابہ کو ہو اور ان کو خوش ہونے کا موقع ملے۔

اس زمانے میں رسول اللہ صلعم دن رات اپنی قوم کو علانیہ اور خفیہ طور پر دعوت دیتے رہے آپ پر متواتر وحی نازل ہوتی رہی جس میں آپ کو امر اور نہی کی جاتی تھی آپ کے دشمنوں کے لئے وعید آتی تھی اور آپ کی نبوت کے ثبوت میں مخالفین کے لئے دلائل و براہین نازل ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کی قوم کے اشراف جمع ہوئے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ ہم تم کو اس قدر مال دیتے ہیں جس سے تم تمام مکہ میں دولتمند ترین شخص ہو جاؤ گے اور جس عورت سے چاہو تمہاری شادی کر دی جائے اور مکہ کی ریاست تمہارے حوالے کر دی جائے مگر اس شرط پر کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دو اگر تم اس کے لئے آمادہ نہ ہو تو ہم تمہارے سامنے ایسی صورت پیش کرتے ہیں جس میں ہمارا تمہارا دونوں کا نفع ہے آپ نے پوچھا وہ کیا انہوں نے کہا ایک سال تم ہمارے دیوتاؤں لات اور عزیٰ کی پرستش کرو اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کریں رسول اللہ نے فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا منتظر ہوں پھر جواب دوں گا اس موقع پر لوح محفوظ سے یہ پوری سورۃ نازل ہوئی قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون اور اللہ تعالے نے یہ آیت قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایھا الجاھلون اللہ کے قول بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین تک نازل فرمائی۔

سعید بن مینا ابو البختری کا مولی بیان کرتا ہے کہ ولید بن المغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن المطلب اور امیہ بن خلف رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمہارے معبود کی پرستش کرتے ہیں اور تم ہمارے معبودوں کی پرستش کرو اور ہم تم کو ہر بات میں اپنے ساتھ شریک کر لیتے ہیں اب اگر جو بات تم کہتے ہو وہ مفید ثابت ہوئی تو تمہاری شرکت کی وجہ سے ہم اس سے مستفید ہوں گے اور اگر وہ مسلک جس پر ہم ہیں تمہاری تعلیم سے بہتر ثابت ہوا تو ہماری شرکت کی وجہ سے تم اس سے مستفید ہو گے۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ سورۃ قل یا ایھا الکافرون نازل فرمائی۔

رسول اللہ صلعم کی بڑی خواہش یہ تھی کہ وہ کسی طرح اپنے قوم کی اصلاح کریں اور کوئی صورت ایسی ہو جس سے ان میں خوشگوار تعلقات ہو جائیں اس سلسلہ میں محمدؐ بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے دیکھا کہ ان کی قوم نے ان سے اعراض کیا ہے اور صرف اس حکم کی وجہ سے جو اللہ نے آپ کو دیا تھا آپ کی قوم آپ سے علٰحدہ ہو گئی ہے آپ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کوئی ایسا حکم نازل فرماتا جس سے آپ کے اور ان کے تعلقات پھر قائم ہو جاتے آپ اپنی قوم سے محبت اور ان کی فلاح کے خیال سے یہ چاہتے تھے کہ ان کے معاملہ میں آپ نے جو شدّت برتی ہے اس میں نرمی کر دیں، یہ خیال آپ کے دل میں آیا اور آپ نے اسکی آرزو اور تمنا کی اللہ عزوجل نے یہ سورۃ نازل فرمائی - والنجم اذا ھویٰ ماضل صاحبکم وماغویٰ وماینطق عن الھویٰ جب آپ اللہ کے قول افرأیتم اللات والعُزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ پر آئے تو شیطان نے آپ کی اس خواہش کی وجہ سے جو آپ چاہتے تھے کہ اپنی قوم کو خوش کریں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کردئے، تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن ترتضیٰ - یہ الفاظ سنکر قریش بہت خوش ہوئے کہ محمدؐ نے ان تعریفی الفاظ میں ہمارے معبودوں کا ذکر کیا ہے انھوں نے خوشی میں نعرہ لگایا مسلمان تو اپنے نبی پر ایمان کامل ہی رکھتے تھے کہ جو کچھ آپ ہمارے رب کی طرف سے کہتے ہیں وہ بالکل سچ ہے اور وہ آپ کو خطا، وہم اور لغزش سے معصوم سمجھتے تھے جب اس سورۃ میں سجدہ کا مقام آیا اور سورۃ ختم ہوئی رسول اللہ نے سجدہ کیا اور تمام مسلمانوں نے اپنے نبی کی اتباع حکم اور وحی کی تصدیق میں آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور چونکہ مشرکین نے رسول اللہ کی زبان سے اپنے معبودوں کی تعریف سنی تھی اس لئے مشرکین قریش اور دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ کیا اسطرح ساری مسجد میں جس قدر مومن یا کافر تھے سب سجدے میں گر پڑے البتہ ولید بن المغیرہ چونکہ نہایت بوڑھا تھا وہ سجدے میں تو نہ جا سکا مگر اس نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر ان پر سر رکھ دیا اور اس طرح اس نے بھی سجدہ کر لیا۔

اس کے بعد تمام لوگ مسجد سے چلے گئے قریش بھی بڑے خوش وہاں سے گئے

اور ایک دوسرے سے بیان کرنے لگے کہ محمدؐ نے ہمارے معبودوں کا بڑے اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہے اور اپنے قران میں یہ بات کہی ہے کہ "یہ دراز گردن مورتیں ہیں ان کی شفاعت مقبول ہوگی" اس سجدے کی خبر ان مسلمانوں کو بھی ہوئی جو حبشہ میں ہجرت کرکے جا رہے تھے اور ان سے یہ بھی کہا گیا کہ قریش اسلام لے آئے ہیں اس خبر کو سنکر ان میں سے بعض وطن آنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کچھ وہیں رہ گئے۔

حضرت جبرئیل رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا آپ نے یہ کیا کیا آپ نے وہ الفاظ بطور وحی لوگوں کے سامنے پڑھے جو میں اللہ کی طرف سے آپ کے پاس نہیں لایا تھا اور آپ نے وہ کہدیا جو آپ سے نہیں کہا گیا۔ یہ سنکر رسول اللہ صلعم بہت سخت رنجیدہ اور ملول ہوئے اور آپ کو اللہ کا بڑا خوف ہوا کہ کیا ہوگا مگر اللہ تعالےٰ چونکہ آپ پر نہایت مہربان تھا اس نے آپ کی تسلی و تشفی کے لئے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا کہ آپ سے پہلے بھی جس نبی یا رسول نے خود کوئی خواہش کی ہمیشہ شیطان اس میں اسی طرح شریک ہوا ہے جس طرح کہ آپ کے ساتھ معاملہ گذرا کہ اس نے اپنی بات آپ کی زبان سے کہلا دی مگر اللہ نے ہمیشہ شیطان کی بات منسوخ کرکے اپنی بات جمائی ہے چونکہ تم بھی دوسرے انبیا کی طرح ہو اس لئے اس کی فکر مت کرو پھر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں ۔ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان فى امنيته فينسخ الله ما يلقى الشيطان ثم يحكم الله آياته والله عليم حكيم۔ (ترجمہ) اور ہم نے تم سے پہلے کسی رسول یا نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب اس نے خود کوئی آرزو کی شیطان اس میں شریک ہو گیا مگر اللہ شیطان کی القا کردہ بات کو مٹا دیتا ہے اور پھر اپنی ہدایات کو مضبوط کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور بڑا دور اندیش ہے۔

اس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کے حزن کو دفع کیا اور ان کو اطمینان دیا اور جو بات شیطان نے آپ کی زبان سے مشرکین کے معبودوں کے ذکر و تعریف میں کہلا دی تھی کہ وہ دراز قامت سارسین ہیں اور ان کی شفاعت مقبول ہوگی محو کرکے لات و عزیٰ کا ذکر کرکے اپنی یہ آیات نازل فرمائیں۔ الكم الذكر وله الانثى تلك اذا قسمة ضيزى ان هى الا اسماء سميتموها انتم وآباؤكم

اپنے قول لِمن یشاءُ و یرضیٰ تک۔ ضیزیٰ کے معنے خمدار کے ہیں آخری آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اب کیونکر تمہارے معبودوں کی سفارش اللہ کے یہاں کام دے سکتی ہے، اسی طرح جب اللہ نے اس بات کو منسوخ کردیا جو شیطان نے آپ کی زبان سے کہلا دی تھی اور قریش کو اس کی خبر ہوئی وہ کہنے لگے کہ اللہ کے یہاں ہمارے معبودوں کی جس منزلت کا محمدؐ نے پہلے ذکر کیا تھا اس پر وہ اب نادم ہوا ہے اور اسی لئے اسے بدلکر اب اس نے کچھ اور کہا ہے۔

یہ دو جملے تھے جن کو شیطان نے آپ کی زبان سے ادا کرا دیا تھا یہ ہر مشرک کی زبان پر تھے مگر ان کے منسوخ ہونے کے بعد مسلمانوں اور پیروان رسول پر اب تک جو سختیاں اور مظالم وہ کرتے آئے تھے ان میں کفار نے اور شدت کردی، اس اثنا میں مسلمان مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ جن کو مشرکین کے رسول اللہ کے ہمراہ سجدہ کرنے کی وجہ سے اہل مکہ کے اسلام لے آنے کی خبر ملی تھی مکہ آئے مگر مکہ کے قریب پہنچکر ان کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ کے اسلام لانے کی خبر غلط تھی اس لئے کوئی بھی علانیہ طور پر مکے میں داخل نہیں ہوا البتہ کسی کی پناہ لیکر یا خفیہ طور پر وہ مکے میں آگئے اب جو لوگ مکہ میں آئے اور مدینہ کی ہجرت تک یہاں مقیم رہے اور پھر رسول اللہ کے ساتھ واقعہ بدر میں شریک ہوئے ان میں بنی عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کے خاندان میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول تھیں اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھے ان کے ہمراہ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل تھی ان کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے جن میں ۳۳ مرد تھے۔

محمدؐ بن کعب القرظی اور محمدؐ بن قیس دونوں سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم ایک دن قریش کی ایک مجلس میں بیٹھے تھے اور وہاں بہت سے آدمی تھے آپ نے یہ تمنا کی کہ اللہ اب کوئی بات ایسی آپ پر نازل نہ فرمائے جس سے وہ لوگ آپ سے متنفر ہوجائیں اس وقت اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ والنجم اذا ھویٰ ما ضل صاحبکم وما غویٰ۔ رسول اللہ نے اسے قریش کے سامنے پڑھا اور جب اس مقام پر آئے افرأیتمُ اللّات والعُزّیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ تو شیطان نے یہ دو جملے تلک الغرانیق العلیٰ وانَّ شفاعتھنّ لترتجی

آپ کے دل میں القا کئے آپ نے ان کو بھی پڑھا پوری سورۃ ختم کر کے آخر میں آپ نے سجدہ کیا آپ کے ساتھ تمام حاضرین سجدے میں گر پڑے۔ ولید بن المغیرہ چونکہ پیرانہ سالی کی وجہ سے سربسجود نہیں ہو سکتا تھا، اس نے مٹی اٹھا کر اس پر پیشانی رکھکر سجدہ کر لیا اور قریش رسول اللہ کے ان الفاظ سے بہت خوش ہو گئے اور کہنے لگے ہاں ہم اس بات سے واقف ہیں کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے، وہی پیدا کرتا ہے وہی رزق دیتا ہے مگر یہ ہمارے معبود اللہ کی جناب میں ہماری شفاعت کرتے ہیں، جب تم نے بھی ان کو اپنے سب کے ساتھ شریک کر لیا تو اب ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

رات کو جبرئیل آئے رسول اللہ نے وہ سورۃ ان کو سنائی جب آپ ان شیطانی کلموں پر پہنچے، جبرئیل نے کہا میں نے یہ تو آپ کو نہیں پہنچائے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس کے معنے یہ ہوئے کہ میں نے غلط بات اللہ سے منسوب کی اللہ نے یہ آیات آپ پر نازل فرمائیں وان کادوا لیفتنونك عن الذی اوحینا الیك لیفتری علینا غیرہ اللہ کے قول ثم لا تجد لك علینا نصیرا۔ اب تک رسول اللہ اس سے بہت ہی ملول اور رنجیدہ تھے پھر اللہ نے یہ نازل فرمایا۔ وما ارسلنا من قبلك من رسولٍ ولا نبیٍ اپنے قول واللہ علیمٌ حکیم تک۔

اس سلسلے میں مہاجرین حبشہ کو جب معلوم ہوا کہ تمام اہل مکہ اسلام لے آئے ہیں وہ اپنے قبائل کو یہ کہکر کہ وہ ہمیں جلا وطنی سے زیادہ محبوب ہیں پلٹے مگر یہاں آکر انھوں نے دیکھا کہ ان شیطانی کلمات کی اللہ کی جانب سے تنسیخ ہو جانے کی وجہ سے اہل مکہ پھر کافر ہو چکے ہیں۔

اس کے کچھ عرصے کے بعد قریش کے چند اشخاص اس معاہدے کو پارہ پارہ کرنے کے لئے جو قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے ترک تعلقات کے متعلق آپس میں طے کیا تھا کھڑے ہوئے ان میں سب سے زیادہ ہشام بن عمرو بن الحارث العامری نے جو عامر بن لوی کے خاندان سے تھا اور نضلہ بن ہاشم بن عبدمناف کا اخیافی بھائی تھا قابل قدر خدمت انجام دی اور سعی کی یہ زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے جو عاتکہ بنت عبدالمطلب کا

بیٹا تھا پاس گیا اور اس سے کہا زہیر تمھیں یہ بات گوارا ہے کہ تم مزے سے کھاؤ پہنو نکاح کرو اور تمھارے ننھیالی رشتہ داروں کی یہ گت ہو کہ ان سے کوئی شخص نہ تجارت کر سکتا ہے اور نہ مناکحت میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر ابو الحکم بن ہشام کے ننھیالی رشتہ دار ہوتے اور تم اس کو ان کے متعلق اس قسم کے سلوک کی دعوت دیتے جیسا کہ اس نے تم سے عہد لے لیا ہے تو وہ خود اپنوں کے متعلق تمھاری بات ہرگز نہ مانتا۔ زہیر نے کہا مگر ہشام یہ بتاؤ میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں اگر کوئی اور میرے ساتھ ہوتا تو البتہ میں اس معاہدے کے فسخ کے لئے کھڑا ہو جاتا اور اسے فسخ کرا کے چھوڑتا۔ ہشام نے کہا دوسرا آدمی ہے زہیر نے پوچھا کون اس نے کہا میں زہیر نے کہا تیسرا آدمی میرے لئے بہم پہنچاؤ۔ ہشام مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے پاس گیا اور اس سے کہا مطعم کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ بنی عبد مناف کے دو خاندان ہلاک ہو جائیں اور تم تماشہ دیکھتے رہو اور اس بات میں قریش کے ہمنوا بھی بنے رہو بخدا اگر تم نے ان کو اس کا موقع بھی دیدیا تو پھر تمھاری بھی خیر نہیں۔ مطعم نے کہا مگر میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں ہشام نے کہا میں نے دوسرا بہم پہنچالیا ہے اس نے پوچھا کون ہشام نے کہا میں اس نے کہا تیسرا تلاش کر کے لاؤ ہشام نے کہا وہ بھی ہے اس نے پوچھا کون ہشام نے کہا زہیر بن ابی اُمیہ، مطعم نے کہا چوتھا بہم پہنچاؤ۔ ہشام ابو البختری کے پاس گیا اور وہی گفتگو اس سے بھی کی جو مطعم سے کی تھی اس نے کہا کیا کوئی اور بھی اس کام میں ہماری اعانت کرے گا ہشام نے کہا ہاں اس نے کہا وہ کون ہشام نے کہا زہیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی اور خود میں تمھارے ساتھ ہوں ابو البختری نے کہا پانچواں تلاش کرو، ہشام زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے بھی اس نے وہی گفتگو کی جو وہ دوسروں سے کر چکا تھا اور کہا کہ وہ تو تمھارے عزیز قریب ہیں ان کی حمایت تم پر حق ہے زمعہ نے کہا جس کام کے لئے تم مجھ سے کہہ رہے ہو کیا کوئی اور بھی ہے جو اس میں ہماری اعانت کرے گا ہشام نے کہا ہاں اور اس نے اپنے سب شرکاء کے نام لئے۔

اتنے آدمیوں کی شرکت کے بعد اب ان سب نے اس سے خطم الحجون پر جو

مکہ اعلیٰ میں واقع ہے جمع ہو کر مشورہ کرنے کا وعدہ کیا اور یہاں یہ سب جمع ہوئے اور یہ طے کیا کہ اب اس معاہدہ کو فسخ کرنے کی عملی کارروائی کی جائے۔ زہیر نے کہا میں تم سب سے پہلے اس معاملہ میں اقدام کرتا ہوں اور اس کے متعلق قریش سے گفتگو کرتا ہوں چنانچہ دوسرے دن صبح کو جب قریش اپنی مجلسوں میں آ بیٹھے زہیر بن اُمیہ ایک حلہ زیب تن کئے کعبہ میں آیا پہلے اس نے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا پھر وہ لوگوں کے پاس گیا اور اس نے کہا اے اہل مکہ کیا یہ مناسب ہے کہ ہم تو مزے سے کھائیں شراب پئیں اور پہنیں اور بنی ہاشم یوں تباہ ہوں کہ ان سے لین دین کی اجازت نہیں میں اس وقت تک اب نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ اس ظالمانہ اور تعلقات کے قطع کر دینے والے معاہدہ کو چاک نہ کیا جائے گا ابو جہل نے جو مسجد کی ایک سمت میں موجود تھا اسی وقت کہا تو جھوٹ بولتا ہے بخدا یہ چاک نہیں کیا جائے گا زمعہ ابن الاسود نے کہا بخدا تو نہایت ہی کاذب ہے جب یہ تحریر لکھی گئی تھی ہم نے اسی وقت اس کو پسند نہیں کیا تھا ابو البختری نے کہا بے شک زمعہ ٹھیک کہتا ہے اس میں جو شرائط درج ہیں ہم اس کو پسند نہیں کرتے اور نہ اسے تسلیم کرتے ہیں مطعم بن عدی نے کہا آپ دونوں سچے ہیں آپ کے خلاف جو کہتا ہے وہ جھوٹا ہے ہمارا اس معاہدہ سے کوئی تعلق نہیں ہم اس کی بجا آوری سے بری الذمہ ہیں، ہشام بن عمرو نے بھی یہ ہی کہا اس پر ابو جہل کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا پہلے سے کسی اور جگہ سے تصفیہ کر کے یہ لوگ آئے ہیں ایکدم یہ بات نہیں اٹھائی جا سکتی تھی ابو طالب بھی مسجد کی ایک سمت میں بیٹھے تھے مطعم بن عدی بڑھا کہ اس معاہدہ کو لے کر چاک کر دے مگر پاس جا کر دیکھا کہ دیمک نے اسے کھا لیا ہے صرف اس میں سے تحریر کی ابتدا "اللھم باسمك" باقی ہے قریش جب کوئی تحریر لکھتے تو ہمیشہ اس جملہ سے ابتدا کرتے تھے۔

منصور بن عکرمہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی نے یہ معاہدہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اس کے ہاتھ شل ہو گئے تھے۔

کچھ مسلمان مہاجر حبشہ سے مکہ چلے آئے اور بقیہ وہیں رہے پھر رسول اللہ صلعم نے عمرو بن اُمیۃ الضمری کو ان کے لئے نجاشی کے پاس بھیجا اس نے ان کو

دو جہازوں میں سوار کرادیا، عمرو ان کو رسول اللہؐ کے پاس لائے آپ اس وقت صلح حدیبیہ کے بعد خیبر میں تشریف رکھتے تھے یہ اب آنے والے سولہ تھے۔

رسول اللہؐ قریش کے ساتھ مکہ میں مقیم رہے آپ ان کو برابر علانیہ اور خفیہ طور پر اللہ کی طرف بلاتے تھے اور جو جو تکالیف قریش آپ کو پہنچاتے آپ کی تکذیب کرتے اور مذاق اڑاتے آپ ان سب کو برداشت کرتے اور صبر کرتے ان کی بیہودگی یہاں تک بڑھی تھی کہ بعضوں نے بکری کی اوجڑی آپ پر نماز کی حالت میں ڈالدی اور کبھی آپ کی ہانڈی میں جو آپ کے لئے چڑھائی گئی لاڈالی نماز کی حالت میں اس سے بچنے کے لئے رسول اللہ صلعم نے ایک بڑا پتھر کھڑا کرایا تھا جب آپ کے گھر میں آپ پر پتھر پھینکے جاتے تو آپ اس پتھر کو ایک لکڑی کے سہارے لیکر باہر آتے اور فرماتے اے بنی عبد مناف یہ کیا طریقہ عمل ہے جو تم اپنوں کے ساتھ کرتے ہو اور پھر آپ اس پتھر کو راستے میں ڈالدیتے۔

ابو طالب اور خدیجہؓ آپ کی ہجرت سے تین سال پہلے ایک ہی سال میں انتقال کرگئے ان کے مرجانے سے آپ کے مصائب میں بہت اضافہ ہوگیا کیونکہ ابو طالب کے مرنے کے بعد اب قریش آپ کو وہ ایذا دینے لگے جو ان کی زندگی میں وہ نہیں دے سکتے تھے یہاں تک کہ کسی نے آپ کے سر پر مٹی ڈالدی اسی حالت میں آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے آپ کی کوئی صاحبزادی مٹی دھلانے کھڑی ہوئیں وہ سر دھلاتی جاتی تھیں اور رو رہی تھیں آپ ان کو تسلی دیتے تھے اور فرماتے تھے بیٹا مت روؤ اللہ تمہارے باپ کی حفاظت کرے گا۔

رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جب تک ابو طالب زندہ رہے قریش نے کوئی بات میرے ساتھ ناگوار خاطر نہیں کی۔

ابو طالب کے مرنے کے بعد آپ طائف گئے تاکہ بنی ثقیف سے مدد لیں اور وہ آپ کو آپ کی قوم والوں سے بچائیں اس غرض کے لئے آپ تنہا ہی تشریف لے گئے تھے طائف پہنچکر آپ بنی ثقیف کے چند آدمیوں سے ملنے گئے جو اس وقت ثقیف کے سادات اور اشراف تھے یہ تینوں بھائی تھے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر، مسعود بن عمرو بن عمیر، اور حبیب بن عمرو بن عمیر اور ان کے ہاں قریش کے بنی جمح کی ایک

عورت تھی آپ ان کے پاس جا کر بیٹھے اور ان کو اللہ کی دعوت دی اور آنے کی غرض بیان کی کہ تم اسلام کے لئے میری مدد کرو اور میری قوم کے مقابلہ پر جو میرے مخالف ہیں میرا ساتھ دو ان میں سے ایک نے جو غلاف کعبہ بٹ رہا تھا کہا کیا آپ کو اللہ نے نبی مرسل کیا ہے؟ دوسرے نے کہا تمہارے سوا کوئی اور اللہ کو رسالت کے لئے نہیں ملا تیسرے نے کہا میں تم سے ایک بات بھی نہیں کرتا کیونکہ اگر واقعی جیسا کہ تم کہتے ہو رسول ہو تو تمہاری بات کی تردید کرنے میں نہایت درجہ خطرہ ہے اور اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو اور اللہ پر افترا کرتے ہو تو تم اس قابل نہیں کہ میں تم سے کلام کروں۔ رسول اللہ صلعم ان کے پاس سے اٹھ آئے اور آپ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو گئے چلتے ہوئے آپ نے ان سے کہا تھا کہ تم نے میری بات نہیں مانی مگر کم از کم میرے یہاں آنے کو ظاہر نہ کرنا۔ آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس کا چرچا آپ کی قوم تک پہنچے اور وہ آپ کی اس ناکامی پر بغلیں بجائیں اور طعنہ دیں مگر ان بھائیوں نے اسے بھی نہ مانا بلکہ اپنے یہاں کے انفار و اراذل اور غلاموں کو آپ پر اکسایا انھوں نے آپ کو گالیاں دیں اور آوازے لگائے یہاں تک کہ ایک جماعت آپ پر چڑھ آئی اور اس نے آپ کو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے احاطہ میں چھپنے پر مجبور کیا وہ دونوں وہاں موجود تھے اب ثقیف کے وہ سفہا جو آپ کے تعاقب میں آئے تھے آپ کا پیچھا چھوڑ کر پلٹ گئے آپ انگور کے ایک منڈوے کی طرف چلے اور اس کے سایہ میں بیٹھ گئے وہ دونوں بھائی آپ کو دیکھ رہے تھے اور سفہائے ثقیف نے جو بد تہذیبیاں آپ کے ساتھ کیں اس کا تماشہ دیکھ رہے تھے بنی جمیح کی اس عورت سے بھی جو وہاں بیاہی گئی تھی آپ کی ملاقات ہوئی تھی اور آپ نے اس سے کہا دیکھو تمہارے سسرال والوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

جب آپ کو ذرا اطمینان ہوا آپ نے دعا کی "خداوندا میں اپنی کمزوری اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی مجبوری کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں اے ارحم الراحمین تو کمزوروں کا رب ہے، تو میرا رب ہے تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے کسی اجنبی کے جو مجھ پر ظلم کرے یا تو نے میرے معاملہ کو کسی دشمن کے حوالے کر دیا ہے، اگر تو مجھ سے

ناراض نہیں ہے تو ان مصائب کی میں پروا نہیں کرتا تیری حمایت میرے لئے بہت یاد وسیع ہے میں تیرے اس نور کا واسطہ دیکر جس سے تمام تاریکیاں روشن ہوگئی ہیں اور جس پر دنیا و آخرت میں کامیابی کا مدار ہے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غصہ اور غضب مجھ پر نازل ہو بیشک تجھے جب تک تو چاہے عتاب کرنے کا حق ہے اور ہر قسم کی طاقت اور قوت صرف تجھے حاصل ہے۔"

جب ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ کو اس مجبوری کی حالت میں دیکھا ان کے جذبات ہمدردی اور رحم میں حرکت ہوئی انہوں نے اپنے ایک نصرانی غلام عداس کو بلایا اور اس سے کہا کہ انگور کا ایک خوشہ لیکر اس طباق میں اسے رکھکر اس شخص کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اسے کھالے، عداس حکم کی بجاآوری میں انگور لیکر رسول اللہؐ کے پاس آیا اور اس نے ان کو آپ کے سامنے رکھدیا رسول اللہؐ نے طباق میں ہاتھ ڈالتے وقت بسم اللہ کہا اور پھر انگور کھانے لگے عداس نے آپ کے چہرہ کو دیکھا اور کہا بخدا اس جملہ کو اس شہر کے باشندے نہیں بولتے رسول اللہؐ نے اس سے پوچھا عداس تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا مذہب کیا ہے اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینوی کا باشندہ ہوں آپ نے فرمایا اچھا تم اس نیک شخص یونس بن متی کے ہم وطن ہو، اس نے کہا آپ کیا جانیں کہ یونس بن متی کون تھا آپ نے فرمایا وہ میرے بھائی اور نبی تھے میں بھی نبی ہوں، یہ سنکر وہ جھکا اور اس نے آپ کے فرق مبارک اور ہاتھ پاؤں کو چوما۔ دونوں بھائیوں میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ دیکھو تمہارے غلام نے اس شخص کو تمہارے لئے بگاڑدیا جب عداس پلٹ کر ان کے پاس آیا انہوں نے اس سے کہا عداس یہ تمہاری کیا حرکت تھی کہ تم اس شخص کے سر اور ہاتھوں اور قدموں کو چومنے لگے اس نے کہا اے میرے آقا اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی اور نہیں ہے اس نے ایسی بات بتائی جو صرف نبی جانتا اور بتا سکتا ہے، انہوں نے کہا عداس مبادا وہ تم کو تمہارے دین سے منحرف کردے تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

آپ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو کر طائف سے مکہ آنے لگے نخلہ آکر آپ نصف شب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ چند جن جنکا ذکر اللہ نے کیا ہے آپ کے

پاس سے گذرے یہ یمن کے مقام نصیبین کے سات نفر جن تھے یہ ٹھہر کر آپ کی تلاوت سنتے رہے جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ جن جواب ایمان لاکر آپ کی نبوت اور تعلیم کے قائل ہو چکے تھے اپنی قوم کے پاس آئے اور انھوں نے ان کو برائیوں سے روکنا اور ان کے نتائج سے ڈرانا شروع کیا انھیں کے قصہ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں اس طرح رسول اللہؐ سے بیان فرمایا ہے۔ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن اپنے قول ویجرکم من عذاب الیم تک۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن اس سورۂ جن میں ان کے آخر قصہ تک۔ ان جنوں کے نام جنھوں نے قرآن سنا یہ ہیں۔ حس۔ مس۔ شاصر۔ ناصر۔ اینا۔ الارد۔ انیین اور احقم۔

اس کے بعد آپ مکہ آ گئے یہاں آکر دیکھا کہ سوائے ان چند کمزور اور بے وقعت اشخاص کے جو آپ پر ایمان لے آئے تمام قوم بیش از بیش آپ کی مخالفت اور دشمنی پر آمادہ ہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب طائف سے آپ مکہ آنے لگے تو مکہ کے ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے اس سے کہا کیا تم میرا پیام جہاں میں بھیجوں پہنچادو گے اس نے کہا بہتر ہے آپ نے فرمایا تم اخنس بن شریق کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمدؐ تم سے کہتے ہیں کہ تم مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دو تاکہ میں اللہ کا پیام تم کو سناؤں اس شخص نے اخنس سے آکر آپ کا پیام کہا اس نے جواب دیا کہ میں چونکہ عرب کا حلیف ہوں اس لئے ان کی مخالفت میں کسی کو اپنے پاس نہیں بلا سکتا، اس شخص نے نبی صلعم سے آکر اس کا قول بیان کر دیا آپ نے فرمایا کیا تم پھر جا سکتے ہو اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تم سہیل بن عمرو کے پاس جاؤ اور کہو کہ محمدؐ تم سے کہتے ہیں کیا تم ان کو اپنے پاس بلا سکتے ہو تاکہ وہ اللہ کا پیام تم کو سنائیں اس شخص نے سہیل سے آکر آپ کا پیام کہا سہیل نے کہا بنی عامر بن لوی بنی کعب کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتے اس شخص نے نبی صلعم سے آکر اس کا قول بیان کر دیا آپ نے فرمایا پھر جا سکتے ہو اس نے کہا اچھا آپ نے فرمایا مطعم بن عدی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمدؐ تم سے کہتے ہیں کہ کیا تم پناہ دے سکتے ہو تاکہ وہ اپنے رب کے احکام اور پیام تم کو سنائیں

مطعم نے کہا ہاں میں اس کے لئے تیار ہوں وہ مکہ میں آجائیں اس شخص نے رسول اللہؐ سے جا کر اس کی اطلاع کی دوسرے دن صبح کو مطعم بن عدی نے اس کے بیٹے اور بھتیجوں نے اسلحہ لگائے اور وہ مسجد میں آئے ابو جہل نے اسے دیکھکر پوچھا پیرو ہو یا پناہ دینے والے اس نے کہا میں نے پناہ دی ہے ابو جہل نے کہا اچھا جیسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔ اب رسول اللہ مکہ آگئے اور مقیم ہو گئے ایک دن آپ مسجد میں تشریف لائے مشرک کعبہ کے پاس جمع تھے ابو جہل نے آپ کو دیکھکر کہا اے بنی عبد مناف یہ تمہارے نبی ہیں اس پر عتبہ بن ربیعہ نے کہا مگر اس بات سے انکار کیوں کیا جائے کہ ہم میں کوئی نبی یا بادشاہ ہو، نبی صلعم کو اس قول کی اطلاع دی گئی یا خود ہی آپ نے سن پایا آپ قریش کے پاس آئے اور کہا اے عتبہ بن ربیعہ یہ بات تم نے اللہ اور اس کے رسول کی حمایت میں نہیں کی بلکہ غرور قومی میں کہی ہے اور اے ابو جہل بن ہشام کچھ بہت زیادہ زمانہ نہیں گذرے گا کہ تو ہنسے گا کم اور روئے گا بہت اور اے قریش بہت جلد مجبوراً بادل ناخواستہ تم اس دعوت میں شرکت کرو گے جس سے تم اب انکار کرتے ہو۔

ایام حج میں رسول اللہؐ قبائل عرب کے پاس جاتے ان کو اللہ کی دعوت دیتے اور کہتے کہ میں نبی مرسل ہوں تم میری تصدیق کرو اور مدد کرو اور پھر تم کو خود معلوم ہو جائے گا کہ اللہ نے مجھے کیوں مبعوث فرمایا ہے، اس سلسلہ میں عبید اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے ربیعہ بن عباد کو اپنے والد سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ربیعہ نے کہا میں نوجوان تھا اپنے باپ کے ہمراہ منیٰ میں موجود تھا رسول اللہ صلعم قبائل عرب کی فرودگاہوں میں آکر کھڑے ہوتے اور کہتے اے بنی فلاں میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف آیا ہوں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم صرف اللہ کی پرستش کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اس کے علاوہ جن دیوتاؤں کی تم پرستش کرتے ہو ان سے بالکل قطع تعلق کر لو۔ مجھ پر ایمان لاؤ، میری تصدیق کرو میری حمایت کرو پھر میں اللہ کے اس پیام کو جو اس نے مجھے دیکر مبعوث کیا ہے تم کو بتاؤں گا، آپ کے پیچھے ایک اور شخص بھینگا خوشرو زلفوں والا تھا جس نے ایک عدنی حلہ پہن رکھا تھا جب رسول اللہؐ اپنی تقریر اور دعوت ختم کرتے تو فوراً یہ شخص آپ کی مخالفت میں کہتا اے بنی فلاں

یہ شخص تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ تم لات اور عُزیٰ کو چھوڑ دو اور بنی مالک بن اقیش اجنوں سے جو تمہارے حلیف ہیں قطع تعلق کر کے اس کی دعوت کو جو سراسر بدعت اور ضلالت ہے قبول کرو تم ہرگز اس کی بات نہ مانو اور نہ اسے سنو، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کون ہے جو اس شخص کے ساتھ ساتھ اس کی تردید کرتا پھر رہا ہے انھوں نے کہا یہ اسی کا چچا عبدالعزیٰ ابولہب بن عبدالمطلب ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کندہ کے پاس ان کی قیام گاہوں میں گئے اس وقت ان کا سردار مُلیح بھی ان میں تھا آپ نے اسے اللہ عزوجل کی طرف بلایا اور خود کو ان پر پیش کیا مگر انھوں نے آپ کی بات نہ مانی اور انکار کر دیا۔

عبداللہ بن الحصین سے مروی ہے کہ آپ بنی کلب کے قیام گاہ گئے اور وہاں ان کے ایک خاندان بنو عبداللہ کے پاس آئے۔ ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دی اپنے کو پیش کیا اور یہ بھی کہا اے بنی عبداللہ اللہ نے تمہارے جد کو بہت اچھا نام عطا فرمایا ہے مگر انھوں نے بھی آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ آپ بنی حنیفہ کے پاس ان کی قیامگاہ آئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اپنے کو پیش کیا مگر انھوں نے سب سے زیادہ درشت الفاظ میں آپ کو جھڑک دیا اور آپ کی دعوت رد کر دی۔

محمد بن مسلم بن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ آپ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس گئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اپنے کو پیش کیا ان کے ایک شخص بیحرہ بن فراس نے کہا اگر میں قریش کے اس جوانمرد کو ساتھ لے لوں تو سارے عرب کو ہضم کر لوں گا پھر اس نے رسول اللہؐ سے کہا اچھا اگر ہم تمہاری دعوت میں تمہارے ساتھ ہو جائیں اور اللہ تمہارے مخالفین پر تم کو غالب کر دے تو کیا تمہارے بعد اس دعوت کے مالک ہم بن سکیں گے آپ نے فرمایا یہ معاملہ اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جسے چاہے دے اس نے کہا تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ تمہاری حمایت میں ہم اپنے سینوں کو عربوں کا نشانہ بنائیں اور جب تم کو غلبہ حاصل ہو تو یہ اقتدار ہمارے علاوہ دوسروں کو مل جائے اس شکل میں ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ تمہارے شریک ہوں اور اب انھوں نے بھی آپ کی دعوت رد کر دی۔

حج سے فارغ ہو کر جب لوگ واپس ہوئے، بنو عامر اپنے ایک شیخ کے پاس پلٹ کر آئے یہ اسقدر رسن رسیدہ تھا کہ ان کے ہمراہ حج میں شریک نہ ہو سکتا تھا اسلیئے جب یہ لوگ حج سے واپس ہوتے تو اس کے پاس جاتے اور اس سال جو واقعہ پیش آتا اس سے بیان کرتے چنانچہ حسب عادت جب وہ اس سے ملنے گئے تو اس نے پوچھا کہ اس سال کا کوئی واقعہ سناؤ انھوں نے کہا کہ قریش کا ایک شخص جو عبدالمطلب کی اولاد میں ہے ہمارے پاس آیا اس نے اپنی نبوت کا دعوےٰ کیا اور ہم سے خواہش کی کہ ہم اس کی حمایت کریں اس کا ساتھ دیں اور اسے اپنے علاقہ میں لے آئیں، شیخ نے بیحرہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر کہا اے بنی عامر کیا کوئی صورت اب بھی ایسی ممکن ہے کہ تمھارے اس انکار اور تردید کی تلافی ہو سکے اور پھر اس بات میں شرکت ہو سکے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کسی اسماعیلی نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا مگر وہ ہمیشہ حق ہوا ہے تم کو کیا ہوا تھا کہ تم نے اس کی تردید کر دی۔

رسول اللہ صلعم کی یہی حالت تھی کہ جب حج میں قبائل عرب آتے تو آپ اللہ اور اسلام کی ان کو دعوت دیتے اور اپنے آپ کو ان کی حمایت کے لئے پیش کرتے اور جو ہدایت اور رحمت آپ اللہ کی جانب سے لائے تھے وہ بیان کرتے، جب کبھی آپ نے سنا کہ کوئی معزز اور مشہور عرب سردار مکہ آیا ہے آپ خود اس کے پاس آئے اسے اللہ کی دعوت پہنچائی اور اپنے کو پیش کر دیا۔ اسی زمانے میں سوید بن صامت بنی عمرو بن عوف کا قریبی عزیز حج یا عمرہ کے لئے مکہ آیا سوید کی قوم والے اسے اس کی شجاعت، شاعری، نجابت اور شرافت کی وجہ سے کامل کہتے تھے، جب آپ کو اس کی آمد کا علم ہوا آپ خود اس کے پاس گئے اور اسے اللہ اور اسلام کی دعوت دی، اس نے کہا شاید آپ کے پاس کوئی ایسی کتاب ہے جیسی میرے پاس ہے آپ نے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا میرے پاس لقمان کا مجلہ یعنے حکمۃ لقمان ہے رسول اللہ نے کہا مجھے سناؤ اس نے سنایا آپ نے فرمایا بے شک یہ بہت عمدہ کلام ہے مگر میرے پاس جو قرآن ہے جسے اللہ نے نور اور ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے وہ اس سے افضل ہے پھر آپ نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی

اس نے انکار نہیں کیا بلکہ کہا بے شک یہ خوب کلام ہے وہ چلا گیا اور مدینہ گیا اور چند ہی روز کے بعد خزرج نے اسے قتل کر دیا اسی لئے اس کی قوم کا یہ دعوے ہے کہ وہ مسلمان مرا ہے وہ بعاث سے پہلے قتل کیا گیا۔

ابو الحیسر انس بن رافع بنی عبد الاشہل کے چند اور جوانوں کے ہمراہ جن میں ایاس بن معاذ بھی تھا اپنی قوم خزرج کے خلاف قریش سے معاہدہ کرنے کے لئے مکہ آیا رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی آپ ان کے پاس آئے اور وہاں تشریف فرما ہو کر ان سے کہا جس غرض سے تم آئے ہو اگر اس سے بہتر بات میں بتاؤں تم قبول کرو گے انھوں نے پوچھا وہ کیا آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اللہ نے مجھے اپنے بندوں کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں ان کو اللہ کی طرف بلاؤں اور وہ صرف اسی کی پرستش کریں اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں اللہ نے مجھ پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے' اس کے بعد آپ نے اسلام کے ارکان ان کو بتائے اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ نے جس کا بالکل شباب تھا کہا کہ اے دوستو! بے شک یہ بات اس سے بہتر ہے جس کے لئے تم یہاں آئے ہو۔

ابو الحیسر انس بن رافع نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر ایاس بن معاذ کی منہ پر ماریں اور کہا تم ہم سے علٰحدہ ہو جاؤ ہم اس کے علاوہ دوسرے کام کے لئے آئے ہیں' ایاس چپ ہو گیا رسول اللہ صلعم ان کے پاس سے اٹھ آئے یہ جماعت مدینہ واپس چلی گئی۔ اس کے بعد اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث ہوئی۔ اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ایاس ہلاک ہو گیا وہ لوگ جو موت کے وقت اس کے پاس موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ وہ برابر اسے تہلیل و تکبیر اور اللہ کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے سنا گئے اسی طرح وہ جان بحق واصل ہو گیا۔ ان لوگوں کو اس کے مسلمان مرنے میں کوئی شبہ نہ تھا اس نے مکہ میں رسول اللہ صلعم سے جو باتیں سنی تھیں ان کی وجہ سے وہ اسلام کا قائل ہو چکا تھا۔

جب اللہ عز و جل نے ارادہ کر ہی لیا کہ وہ اپنے دین کو غالب کرے اپنے نبی کو معزز بنائے اور جو وعدہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا اسے ایفا کر دے تو اب اس حج کا موقع آیا جس میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات انصار سے ہوئی اس سال بھی

حسب دستور آپ قبائل عرب سے ملے اور اپنے کو ان کے سامنے پیش کرتے رہے اسی حالت میں عقبہ کے قریب خزرج کی ایک جماعت سے جس کے ساتھ اللہ کو بھلائی مقصود تھی آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا ہم خزرج کی ایک جماعت ہیں رسول اللہؐ نے پوچھا کیا تم یہودیوں کے موالی ہو انھوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا ذرا بیٹھتے نہیں کہ تم سے کچھ باتیں کروں انھوں نے کہا بہتر ہے ہم بیٹھے جاتے ہیں چنانچہ وہ آپ کے پاس بیٹھ گئے آپ نے ان کو اللہ کی دعوت دی اسلام پیش کیا اور قرآن سنایا۔

اللہ نے ان کو پہلے ہی سے اسلام کے لئے اس طرح آمادہ کر رکھا تھا کہ یہودی جو ان کے علاقوں میں آباد تھے چونکہ وہ اہل کتاب اور عالم تھے اور یہ لوگ مشرک بت پرست تھے اور یہودیوں نے ان کے علاقوں پر قبضہ کر رکھا تھا جب کبھی ان میں کوئی تنازع ہوتا تو یہودی ان سے کہتے ٹھیر جاؤ بہت جلد ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اس کا زمانہ بالکل قریب آگیا ہے ہم اس کے ساتھ ہو کر تمھارا اس طرح قلع قمع کرینگے جس طرح عاد اور ارم ملیامیٹ ہوئے، اس لئے جب رسول اللہ صلعم نے ان سے باتیں کیں اور ان کو اللہ کی دعوت دی ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا جانتے ہو بخدا ضرور یہ ہی وہ نبی ہیں جن کے مبعوث ہونے سے یہودی تم کو ڈراتے تھے اب یہ نہ ہو کہ وہ تم سے پہلے ان کے پاس پہنچ جائیں اور ان کی دعوت کو قبول کرکے ان کی تصدیق کریں اور اسلام لے آئیں، اس خیال سے انھوں نے رسول اللہؐ سے کہا کہ ہم نے اپنی قوم کو چھوڑا اور واقعہ یہ ہے کہ باہمی عداوت و رقابت کی وجہ سے ہم میں کوئی قومیت ہی نہیں ہے ممکن ہے کہ اللہ آپ کی وجہ سے پھر ان کی بات بنا دے، ہم ان کے پاس جاتے ہیں ان کو آپ کی دعوت پہنچاتے ہیں اور یہ دین جو ہم نے قبول کرلیا ہے پیش کرتے ہیں اگر اللہ نے ان سب کو اس بات پر متحد کر دیا تو آپ سے زیادہ ہماری نظر میں پھر کوئی اور معزز نہ ہوگا۔

اس گفتگو کے بعد یہ لوگ ایمان لاکر اور آپ کی نبوت کی تصدیق کرکے اپنے اپنے وطن چلے گئے یہ قبیلۂ خزرج کے چھ شخص تھے ان میں اس قبیلہ کے خاندان بنی النجار میں سے یہ ہی تیم اللہ ہیں۔ بنی مالک بن النجار بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ

بن عمرو بن عامر کی اولاد میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھا یہ ہی ابوامامہ ہے۔ اور عوف بن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھا اور یہ ہی ابن عفراٗ ہے، اور بنی زریق بن عامر بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن الجشم بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھا۔ اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر اور پھر بنی سوادین سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھا۔ اور بنی حرام بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھا۔ اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ بن رباب بن النعمان بن سنان بن عبید تھا۔

مدینہ واپس آکر انھوں نے اپنی قوم سے رسول اللہ کا ذکر کیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی جو ان میں بہت مقبول ہوئی۔ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں رسول اللہؐ کا ذکر نہ ہوتا ہو دوسرے سال حج میں انصار کے بارہ آدمی مکہ آئے اور انھوں نے عقبہ میں رسول اللہؐ سے ملاقات کی یہ ہی پہلا عقبہ ہے اور رسول اللہؐ کے ہاتھ پر التوائے جنگ کی شرط پر بیعت کی یہ اس وجہ سے کہ اب تک مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں ہوا تھا یہ بارہ اشخاص یہ تھے۔

بنی النجار میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار اور یہ ہی ابوامامہ ہے۔ عوف اور معاذ یہ دونوں حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار کے بیٹے جو عفراٗ کے بیٹے بھی مشہور ہیں۔ بنی زریق بن عامر میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق۔ بنی عوف بن الخزرج اور پھر ان کے خاندان بنی غنم بن عوف میں سے انھیں کو قوافل کہتے ہیں۔ عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن الخزرج۔ ابوعبدالرحمان یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ، یہ بلی کے خاندان بنی غصینہ سے تھا جو خزرج کے حلیف تھے۔ سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج میں سے

عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف۔ بنی سلمہ کے خاندان بنی حرام میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ بنی سواد میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کے علاوہ اس بیعت کے موقع پر اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کے خاندان بنی عبدالاشہل سے ابوالہیثم بن تیہان جس کا نام مالک ہے موجود تھا یہ خزرج کا حلیف تھا اور بنی عمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ بن صلعجہ ان کا حلیف موجود تھا۔

عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ میں عقبۂ اولیٰ میں موجود تھا ہم بارہ آدمی تھے ہم نے التواپر رسول اللہؐ کی بیعت کی یہ اس لئے کہ اب تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا بیعت اس اقرار پر کی گئی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو بھی ذرا سا شریک نہ کریں گے چوری نہ کریں گے زنا نہ کریں گے اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے اور اپنے دل سے گھڑ کر کوئی بہتان اور غلط بات کسی کے لئے نہیں کہیں گے اور کسی نیک بات میں رسول اللہؐ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اگر تم اس عہد کو پورا کرو گے تم کو جنت ملے گی اور اگر اس میں سے کسی بات کی خلاف ورزی کرو گے اور اس کی پاداش میں دنیا ہی میں تم سے مواخذہ ہوگیا تو وہ سزا تمہارے گناہ کا کفارہ ہو جائے گی اور اگر قیامت تک اس خطا پر پردہ پوشی کی گئی تو پھر تمہارا معاملہ اللہ کے حوالے ہے وہ چاہے گا عذاب دے گا وہ چاہے گا معاف کر دے گا" یہ روایت انھیں راوی سے دوسرے سلسلہ رواۃ سے بھی مروی ہوئی ہے۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب انصار کی یہ جماعت آپ سے رخصت ہوئی آپ نے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو ان کے ہمراہ کر دیا اور ہدایت کی کہ وہ ان کو قرآن پڑھ کر سنایا کریں، اسلام کی دعوت دیں اور اس کے مسائل سمجھائیں اسی وجہ سے مدینہ میں مصعب مقری کے لقب سے مشہور تھے اور یہ ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس کے پاس فروکش ہوئے تھے

اس سلسلہ میں مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ ایک مرتبہ مصعب بن عمیر کو بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کے گھروں کو لے گیا، سعد بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس

اسعد بن زرارہ کی خالہ کا بیٹا تھا، اسعد، مصعب کو لے کر بنی ظفر کے ایک احاطہ میں جو ان کے ایک کنویں بئر عرق پر بنا ہوا تھا لے کر آیا وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے جو لوگ اسلام لے آئے تھے وہ ان کے پاس آ بیٹھے، سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر اسوقت اپنی قوم بنی عبد الاشہل کے سردار تھے اور اپنے ہم قوموں کی طرح مشرک تھے جب ان کو مصعب کے آنے کی اطلاع ہوئی سعد بن معاذ نے اُسید بن حضیر سے کہا یہاں کیا کر رہے ہو یہ دو شخص آئے ہیں تاکہ ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنائیں ان کے پاس جاؤ اور ان کو منع کر دو کہ وہ ہماری بستی میں نہ آئیں تم کو معلوم ہے کہ اسعد بن زرارہ میرا عزیز قریب ہے اگر اس کا بیچ نہ ہوتا تو مجھے تم سے یہ بات کہنے کی ضرورت نہ ہوتی میں خود ہی اس کا انتظام کر دیتا مگر میں مجبور ہوں وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اس لئے میں خود اس کے خلاف قدم نہیں بڑھا سکتا۔

اُسید بن حضیر نے اپنا بھالا لیا اور وہ ان دونوں کے پاس آیا اُسے آتا دیکھکر اسعد بن زرارہ نے مصعب سے کہا دیکھو یہ اپنی قوم کا سردار ہے تمہارے پاس آرہا ہے اس کے مسلمان بنانے کی پوری کوشش کرنا مصعب نے کہا یہ بیٹھے تو میں اس سے کلام کروں، وہ ان کو کھڑا ہوا گالیاں دیتا رہا اور اس نے کہا تم یہاں کیوں آئے ہو تم ہمارے کمزور لوگوں کو احمق بنانا چاہتے ہو یہاں سے چلے جاؤ ہاں اگر تم کو خود اپنے متعلق کوئی ضرورت لائی ہے تو بیان کرو، مصعب نے کہا آپ ذرا بیٹھ جائیں تو کہوں اگر آپ کو میری بات بھلی معلوم ہو قبول کیجئے گا ناپسند آئے نہ مانئے گا، اسید نے کہا یہ بات معقول ہے اب اس نے اپنا بھالا زمین میں گاڑ دیا اور ان دونوں کے قریب آ بیٹھا مصعب نے اسے اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا، ان دونوں سے مروی ہے کہ اب بخدا ہم نے قبل اس کے کہ وہ کچھ کہے اس کے چہرے کی چمک اور طبیعت کی نرمی سے اسلام کے آثار نمایاں دیکھے پھر اس نے کہا یہ تو نہایت ہی عمدہ بات ہے اچھا آپ یہ بتائیے کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہونا چاہے تو کیا کرے انھوں نے کہا تم غسل کرو اپنے کپڑے پاک کرو اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھو اور پھر دو رکعت نماز، اسید اٹھا۔ نہایا کپڑے پاک کئے کلمہ شہادت پڑھا اور پھر بڑھکر دو رکعت نماز پڑھی، اس سے

فارغ ہو کر اس نے ان سے کہا کہ میرے ساتھ یہاں ایک اور شخص ہے کہ اگر وہ اس دین میں تمہارے ساتھ ہو جائے تو پھر اس کی قوم والوں میں سے کوئی اس سے پیچھے نہیں رہ سکتا اور میں ابھی اس کو تمہارے پاس بھیجے دیتا ہوں۔

یہ کہکر اس نے اپنا بھالا سنبھالا اور سعد اور اس کی قوم کے پاس جو اپنی چوپال میں بیٹھے ہوئے تھے آیا، جب سعد بن معاذ نے اسے آتے ہوئے دیکھا اپنی قوم سے کہا کہ بخدا اسید کے چہرے کی اب وہ کیفیت ہی نہیں ہے جو یہاں سے جاتے ہوئے اس کی تھی وہ بالکل بدلا ہوا نظر آرہا ہے چنانچہ جب وہ چوپال کے نزدیک آکر کھڑا ہوا سعد نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے ان دونوں سے باتیں کیں مجھے تو وہ قابل اندیشہ نظر نہیں آتے میں نے ان کو ممانعت کی انہوں نے اقرار کیا کہ ہم تمہارے کہنے کے مطابق ہی عمل پیرا ہونگے مگر مجھ سے کہا گیا ہے کہ بنی حارثہ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لیے چل نکلے ہیں اور چونکہ اسعد تمہارا خالہ زاد بھائی ہے اسے قتل کر کے وہ تمہاری رسوائی کرنا چاہتے ہیں اور تحقیر مقصود ہے۔

یہ سنتے ہی سعد آگ بگولا ہو کر تیزی سے اس پریشان کن اطلاع کی وجہ سے ان کی طرف لپکا اور اس نے اسید کے ہاتھ سے بھالا چھین لیا اور کہا کہ خدا کی قسم ہے تم نکمے ہو تم کچھ نہ کر سکے، وہ ان دونوں کی طرف چلا اور جب اس نے ان کو بالکل اطمینان سے بیٹھا ہوا پایا تو وہ تاڑ گیا کہ اسید نے اس حیلہ سے اسے ان کے پاس بھیجا ہے تاکہ یہ ان کی باتیں سنے، سعد کھڑا ہوا ان کو گالیاں دیتا رہا پھر اس نے اسعد بن زرارہ سے کہا اے ابو امامہ اگر تم میرے عزیز قریب نہ ہوتے تو تم کو کبھی اس بات کی جرأت نہ ہوتی کہ ایسی بات ہماری بستی میں پیش کرتے جو ہم ناپسند کرتے ہیں۔

اسے آتا ہوا دیکھکر اسعد نے مصعب سے کہا تھا کہ دیکھو کہ یہ ان تمام لوگوں کا جو یہاں جمع ہیں سردار ہے اگر اس نے تمہاری اقتدا کی تو پھر کوئی بھی تمہاری مخالفت نہ کرے گا، مصعب نے سعد بن معاذ سے کہا ذرا تشریف رکھئے اور سنئے اگر گوارا ہو قبول کیجئے گا اور اگر ناگوار ہو ہم کوئی بات آیندہ ایسی نہ کرینگے جو آپ کو ناپسند ہو۔ سعد نے کہا یہ معقول بات ہے اس نے اپنا بھالا گاڑا اور پاس بیٹھ گیا مصعب نے

اسلام کو پیش کیا اور قرآن سنایا یہ دونوں کہتے ہیں کہ بخدا قبل اس کے کہ وہ خود اس کے متعلق کچھ کہے ہم نے اس کے چہرے کی چمک اور تواضع سے اسلام کے آثار ہویدا دیکھے، پھر خود اس نے کہا کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہوتا ہے تو وہ کیا طریقہ اختیار کرتا ہے انھوں نے کہا غسل کرو اپنے دونوں کپڑوں کو پاک کرو، کلمہ شہادت زبان سے کہو اور دو رکعت نماز پڑھو، سعد اٹھا۔ نہایا۔ اس نے اپنے دونوں کپڑے پاک کئے کلمہ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنا بھالا لیا اور اپنی قوم کی بیٹھک کی طرف پلٹا اس کے ساتھ اسید بن حضیر بھی تھا اسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھکر اس کی قوم والوں نے کہا ہم خدا کی قسم کھاکر کہتے ہیں کہ سعد کا اب وہ بشرہ نہیں ہے جو وہ یہاں سے لیکر گیا تھا اس کی صورت ہی پہلی سی نہیں رہی ضرور تبدیلی ہوئی ہے سعد نے پاس آکر ان سے کہا اے بنی عبدالاشہل میری بات تمہارے نزدیک کیسی ہے انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہیں اپنی رائے میں ہم سب سے افضل ہیں اور ہم سب میں مسعود و مبارک ہیں، سعد نے کہا جب تم مجھے ایسا سمجھتے ہو تو اب تاوقتیکہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لاؤ گے میں تمہارے کسی مرد یا عورت سے کلام نہیں کرونگا۔

اس کی بات کا یہ اثر تھا کہ شام نہ ہونے پائی اور تمام بنی عبدالاشہل زن و مرد اسلام لے آئے، اسعد اور مصعب وہاں سے پلٹ کر اسعد کے گھر آگئے مصعب برابر اس کے یہاں مقیم رہکر اشاعت اسلام کرتے رہے یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں مرد و عورت مسلمان نہ ہوگئے ہوں البتہ بنی امیہ بن زید۔ خطمہ۔ وائل اور واقف کے گھر اس سے مستثنیٰ تھے یہ ہی گھرانے اوس اللہ اوس بن حارثہ ہیں ان کے اسلام نہ لانے کا سبب یہ تھا کہ ابو قیس بن الاسلت صیفی ان کا مشہور شاعر اور قائد تھا یہ اس کی ہر بات مانتے اور تسلیم کرتے تھے اس نے ان سب کو اسلام سے روکدیا، رسول اللہ صلعم کے ہجرت کرکے مدینہ آنے اور بدر، اُحد اور خندق کی لڑائیوں تک ان کی یہ ہی حالت رہی۔

پھر مصعب بن عمیر مکہ چلے آئے اور انصاری مسلمان اپنے دوسرے مشرک ہم قوموں کے ساتھ حج کرنے مکہ آئے اور جب اللہ نے ان کی عزت افزائی۔ اپنے

نبی کی نصرت اور اسلام اور مسلمانوں کا اعزاز اور شرک اور مشرکین کی تذلیل کرنا چاہی تو ان لوگوں نے وسط ایام تشریق میں عقبہ میں آپ سے ملنے کا وعدہ کیا۔

کعب بن مالک سے جو عقبہ میں شریک اور موجود تھے اور جنھوں نے رسول اللہ کے ہاتھ پر اس وقت بیعت کی ہے مروی ہے کہ ہم اپنی قوم کے حاجیوں کے ہمراہ مکہ چلے آئے اس سے پہلے ہم نماز اور مذہب اسلام سے پوری طرح واقف ہو چکے تھے براؑ بن معرور ہمارے سردار اور بزرگ ہمارے ساتھ تھے جب ہم اس حج کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوئے تو براؑ نے ہم سے کہا لوگو میرے دل میں ایک بات آئی ہے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تم بھی اسے مانوگے اور اس پر عمل کروگے یا نہیں، ہم نے پوچھا کیا بات ہے انھوں نے کہا یہ بات میرے ذہن میں آئی ہے کہ میں اس عمارت یعنے کعبہ کی طرف نماز میں اپنی پشت نہ کیا کروں بلکہ اس کی سمت منھ کرکے نماز پڑھوں، ہم نے کہا مگر ہمیں تو نبی صلعم سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ شام کی طرف مواجہ کرکے نماز پڑھتے ہیں اور ہم ان کی مخالفت کرنا نہیں چاہتے۔ براؑ نے کہا مگر اب تو میں کعبہ ہی کی سمت نماز پڑھونگا، ہم نے کہا مگر ہم آپ کا ساتھ نہیں دے سکتے جب نماز کا وقت آتا ہم شام کی طرف نماز پڑھتے اور براؑ کعبہ کی سمت پڑھتے، ہم مکہ آئے ہم براؑ کی اس بات کو معیوب سمجھتے تھے کہ کیوں انھوں نے اپنی رائے پر اصرار کیا مکہ آکر انھوں نے مجھ سے کہا اے میرے برادر زادے تم مجھے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے چلو تاکہ میں دریافت کروں کہ اثنائے سفر میں جو کچھ میں نے کیا وہ درست ہے یا نہیں۔ بخدا میرے دل میں تم لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اس بات کے متعلق ایک کھٹک پیدا ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ بات صاف ہو جائے، ہم رسول اللہؐ کو دریافت کرتے ہوئے چلے ہم آپ کو پہچانتے نہ تھے اور اب تک آپ کو ہم نے نہیں دیکھا تھا، ایک مکہ والے سے ملاقات ہوئی ہم نے اس سے رسول اللہؐ کو دریافت کیا اس نے پوچھا کیا تم دونوں ان کو پہچانتے ہو ہم نے کہا نہیں اس نے کہا کیا عباس کو پہچانتے ہو ہم نے کہا ہاں، اور ہم عباس کو اس لئے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تجارت کے لئے ہمارے یہاں آیا کرتے تھے اس نے کہا جب تم مسجد میں داخل ہو گے تو جو شخص عباس بن عبدالمطلب کے پاس بیٹھا ہوا ہے وہی رسول اللہ ہیں۔ ہم مسجد میں آئے عباس اور ان کے پاس رسول اللہ صلعم

بیٹھے تھے ہم سلام کرکے ان کے پاس بیٹھ گئے رسول اللہ نے عباسؓ سے پوچھا ابو الفضل آپ انکو جانتے ہیں انھوں نے کہا ہاں یہ براؑ بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ دوسرا کعب بن مالک ہے، میں رسول اللہ کے اس قول کو نہیں بھولونگا کہ آپ نے فرمایا شاعر عباسؓ نے کہا جی ہاں وہی اب برأ نے عرض کیا اے نبی اللہ اسی سفر میں اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت کی اور یہ بات میری سمجھ میں آئی کہ میں اس عمارت کی طرف اپنی پشت نہ کروں اس لئے میں نے اسی کی طرف منھ کرکے نماز پڑھی میرے دوستوں اور رفیقوں نے اس بات میں میری مخالفت کی اس وجہ سے اس کے متعلق میرے دل میں خدشہ پیدا ہوا اب آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے، رسول اللہ نے فرمایا تم ایک قبلہ پر قائم تھے تم کو اسی پر صبر کرنا چاہیئے تھا۔ آپ کے ارشاد سے برا پھر رسول اللہ کے قبلہ کی طرف منھ کرکے نماز پڑھنے لگے اور انھوں نے ہمارے ہمراہ شام کی طرف نماز پڑھی۔ اگرچہ ان کے گھر والے اس بات کے مدعی ہیں کہ برائ نے مرتے دم تک کعبہ کی طرف ہو کر نماز پڑھی مگر یہ بات واقعہ کے خلاف ہے ہم ان بات کو ان سے زیادہ جانتے ہیں، اب ہم حج کے لئے چلے اور وسط ایام تشریق میں ہم نے عقبہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔ حج سے فارغ ہو کر جب وہ رات آگئی جس میں ہم نے آپ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا چونکہ ہمارے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن حرام ابو جابر بھی تھا ہم نے اسے اس بات سے آگاہ کر دیا اب تک ہم اپنی اس بات کو اپنے ساتھی ہم قوم مشرکین سے چھپاتے تھے ہم نے اس سے گفتگو کی اور کہا ابو جابر تم ہمارے سرداروں میں ہو اور ہمارے اشراف ہو اور اس وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ تم کو اس شرک کی ضلالت سے بچائیں جس میں تم مبتلا ہو تاکہ کل قیامت میں دوزخ کے کندے نہ بنو، پھر ہم نے اسے اسلام کی دعوت دی اور بتایا کہ آج عقبہ میں ہمارا رسول اللہ سے ملنے کا وعدہ ہے ابو جابر اسلام لے آئے اور ہمارے ساتھ عقبہ گئے یہ نقیب تھے وہ رات ہم نے اپنی قوم کے ساتھ اپنے قیامگاہ میں بسر کی جب ایک ثلث رات گذر گئی ہم حسب قرارداد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے اپنی فرودگاہوں سے خفیہ طور پر قدم دبا کر نہایت خاموشی کے ساتھ ایک ایک کرکے نکلے اور گھاٹی کے پاس والے درے میں جمع ہوئے ہم ستر آدمی تھے ان میں دو عورتیں

انھیں کی بیویاں تھیں ایک نسیبہ بنت کعب اُم عمارہ یہ بنی مازن بن النجار کی بیویوں میں تھی دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی بنی سلمہ کی بیویوں میں سے تھی یہ ہی اُم منیع ہے، ہم سب درے میں جمع ہو کر رسول اللہؐ کا انتظار کرنے لگے آپ تشریف لائے آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب تھے اگرچہ کہ یہ اب تک اپنی قوم کے دین پر قائم تھے مگر وہ چاہتے تھے کہ اپنے بھتیجے کے کام میں شریک ہوں اور ان کے لئے پوری طرح اعتماد اور اطمینان حاصل کر لیں سب سے پہلے عباس نے گفتگو شروع کی اور کہا، اے گروہ خزرج، عرب انصار کے اس قبیلہ کو چاہے خزرج ہوں یا اوس ایک ہی نام خزرج سے موسوم کرتے تھے۔ محمدؐ ہمارے ہیں تم بھی واقف ہو ہم نے ان کو اپنے ان قوم والوں سے جو میرے مسلک پر ہیں بچایا ہے اپنی قوم کی وجہ سے ان کی خاص عزت و وقعت ہے وہ اپنے وطن میں امن و حفاظت کے ساتھ ہیں مگر اب وہ اس بات پر بالکل تل گئے ہیں کہ تمہارے یہاں جا رہیں اور وہیں سکونت اختیار کر لیں اگر تم سمجھتے ہو کہ جس غرض سے تم نے ان کو دعوت دی ہے اسے پورا کرو گے اور ان کے مخالفین سے ان کی حفاظت کرو گے تو بے شک تم اس بار کو اٹھالو ورنہ اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہارے یہاں چلے جانے کے بعد تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے اور ان کی حمایت سے دستکش ہو جاؤ گے تو بہتر یہ ہے کہ اسی وقت ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ یہاں بھی اپنی قوم کی وجہ سے وہ معزز ہیں اور اپنے وطن میں بحفاظت و اطمینان رہ رہے ہیں۔

ہم نے کہا جو کچھ تم نے کہا ہم نے اسے سنا اب آپ رسول اللہ صلعم فرمائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں بخدا آپ جو چاہیں اپنے لئے عہد و پیمان لے سکتے ہیں رسول اللہؐ نے گفتگو شروع کی۔ پھر قرآن پڑھ کر سنایا اللہ کی دعوت دی اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی پھر فرمایا میں اس شرط پر تم سے بیعت لیتا ہوں کہ تم میری اس طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنی بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو اس پر براء نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بجا طور پر نبی مبعوث فرمایا ہے ہم آپ کی اس طرح حفاظت کرینگے جس طرح کہ ہم اپنی ازاروں کی حفاظت کرتے ہیں، اس شرط پر ہم نے رسول اللہ صلعم کی بیعت کی بخدا ہم اہل حرب اور اہل جماعت ہیں اور یہ فخر ہم کو وراثتاً اپنے بزرگوں سے ملتا رہا ہے۔

براء ابھی گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ان کی بات کاٹ کر ابو الہیثم بن تیہان بنی عبد الاشہل کے حلیف نے کہا اے رسول اللہؐ ہمارے اور یہودیوں کے درمیان جو رشتہ اور تعلق ہے ہم اسے قطع کر دینے کے لئے آمادہ ہیں اگر ہم نے ایسا کر دیا اور اللہ نے آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا آپ ہمیں چھوڑ کر پھر اپنی قوم کے پاس چلے آئیں گے رسول اللہؐ نے تبسم فرمایا پھر کہا خون۔ خون۔ بربادی بربادی میں تم سے اور تم مجھ سے ہو جس سے تم لڑو گے میں لڑونگا جس سے تم صلح کرو گے میں صلح کرونگا، پھر آپ نے فرمایا تم اپنے میں سے بارہ نقیب مجھے دو کہ میں ان کو ان کی قوم کی نگرانی اور سیاست کے لئے مقرر کروں چنانچہ انھوں نے بارہ نقیب جس میں نو خزرج اور تین اوس کے تھے انتخاب کر دئے۔

رسول اللہ صلعم نے ان نقیبوں سے فرمایا تم اپنی قوم کے وعدوں کے اسی طرح کفیل ہو جس طرح حواری عیسیٰ کے کفیل تھے اور اپنی قوم کا میں کفیل ہوں انھوں نے کہا اچھی بات ہے ہم اسے قبول کرتے ہیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ سب جماعت رسول اللہؐ کی بیعت کے لئے آمادہ ہوئی عباس بن عبادہ بن نضلۃ الانصاری نے جو بنی سالم بن عوف کا رشتہ دار تھا سب کو مخاطب کر کے کہا تم ان ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ گئے ہو جو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وجہ سے تم پر عائد ہونگی انھوں نے کہا ہاں سمجھ گئے، اس نے کہا اس بیعت کے یہ معنے ہیں کہ تم کو تمام دنیا سے لڑنا پڑے گا سب تمھارے دشمن ہو جائیں گے تو اگر ان کی حمایت میں کسی مصیبت کی وجہ سے تمھاری تمام دولت برباد ہو جائے اور تمھارے تمام اشراف مارے جائیں اور پھر تم ان کا ساتھ چھوڑ دو تو اس وقت ایسا کرنے سے یہ بہتر ہے کہ اب ہی انکار کر دو کیونکہ اقرار کے بعد عدم ایفا کی صورت میں دین و دنیا کی رسوائی ہے اور اگر تم ان تمام مصائب کے پیش آنے کے بعد بھی ایفائے عہد کے لئے آمادہ ہو تو بے شک ان کو اپنے ساتھ لو اس میں دین و دنیا دونوں کی بھلائی ہے، اس پر سب حاضرین نے کہا ہم مال و جان کی مصیبت کو برداشت کر کے آپ کو لیتے ہیں رسول اللہؐ آپ فرمائیں اگر ہم نے آپ کے ساتھ وفا کی ہمیں اس کا کیا اجر ملے گا آپ نے فرمایا جنت سب نے کہا

ہاتھ پھیلائیے آپ نے ہاتھ بڑھایا اور سب نے آپ کی بیعت کی۔

راوی کا خیال ہے کہ عباسؓ نے یہ تقریر صرف اس لئے کی تھی کہ رسول اللہؐ کی حمایت اور مدافعت کا عہد زیادہ پختگی سے ان کے ذمّے عائد ہو مگر عبداللہ بن ابی بکر کا خیال ہے کہ عباس نے یہ تقریر اس لئے کی تھی کہ اس رات کو وہ لوگ آپ کی بیعت نہ کریں وہ چاہتے تھے کہ عبداللہ بن اُبی بن سلول بھی اس عہد میں شریک ہو تو اس جماعت کی بات زیادہ قوی ہو جائے گی مگر اللہ ہی ان کی نیت سے زیادہ واقف ہے کہ کیا تھی۔ بنی النجار مدعی ہیں کہ سب سے پہلے ابو اُمامہ اسعد بن زرارہ نے رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کے لئے ہاتھ رکھا اور بنی عبدالاشہل کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ابوالہیثم بن تیہان نے بیعت کی۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اس موقع پر براء بن معرور نے رسول اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ رکھا اور بیعت کی اس کے بعد تمام جماعت نے متواتر بیعت کی جب ہم بیعت کر چکے تو میں نے ایسی بلند اور صاف آواز میں جو میں نے کبھی نہ سنی تھی گھاٹی کی چوٹی پر سے شیطان کو یہ کہتے سنا اے اہل جباجب تم کو اس شخص کے ساتھ معاہدہ کرنے اور تبدیل مذہب سے کیا فائدہ ہوگا ہوشیار ہو جاؤ قریش نے تم سے لڑنے کے لئے تصفیہ کر لیا ہے، رسول اللہؐ نے فرمایا یہ دشمن خدا کیا بک رہا ہے یہ اس گھاٹی کا بھوت ہے یہ شیطان ہے اے خدا کے دشمن سن لے میں بہت جلد اس کام سے فارغ ہو کر تیری خبر لیتا ہوں پھر آپ نے انصار سے کہا اب تم اپنی قیام گاہوں کو جاؤ، اس موقع پر عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو واقعی نبی مبعوث فرمایا ہے حکم ہو تو ہم کل صبح ان لوگوں پر جو منیٰ میں ہیں تلواروں سے حملہ کئے دیتے ہیں آپ نے فرمایا ہمیں اس کا ابھی حکم نہیں دیا گیا ہے اس وقت تو تم اپنی قیامگاہوں کو چلے جاؤ۔

ہم اپنی خوابگاہوں کو واپس آکر سو گئے صبح کو قریش کے بیشتر اصحاب ہمارے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے گروہ خزرج ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے اس شخص کے پاس گئے تھے اور تم اسے ہمارے خلاف مرضی یہاں سے لیجانا چاہتے ہو اور تم نے ہم سے لڑنے کے لئے اس کی بیعت کی ہے حالانکہ بخدا تمام قبائل عرب میں اس بات کے لئے

کہ وہ ہم میں اور اُن میں جنگ کرادے تم سے زیادہ کوئی ہمارے نزدیک مبغوض نہیں، اس پر ہماری قوم کے جو مشرک ہمارے ساتھ آئے تھے چونک پڑے اور انھوں نے خدا کی قسم کھاکر کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا ہے اور ہم اس سے بالکل بے خبر ہیں، اور ان کی بات ٹھیک بھی تھی کیونکہ واقعی ان کو کچھ معلوم نہ تھا خود ہم میں سے ایک نے دوسرے کو دیکھنا شروع کیا اتنے میں قریش اٹھ کھڑے ہوئے ان میں حارث بن ہشام بن المغیرۃ المخزومی بھی تھا وہ نئے جوتے پہنے تھا۔ میں نے اپنی قوم کی کہی ہوئی باتیں شرکت کے لئے یہ بات کہی کہ اے ابوجابر تم بھی ہمارے سردار ہو کیا تم اس قریشی کے ایسے جوتے نہیں خرید سکتے، حارث نے یہ بات سن پائی اس نے وہ جوتے پاؤں سے نکالکر میری طرف پھینکے اور کہا کہ بخدا اب تم کو یہ پہننا پڑینگے، ابوجابر نے مجھ سے کہا ذرا خاموش رہو تم نے اسے ناراض کردیا اس کے جوتے واپس دیدو میں نے کہا ہرگز نہیں یہ تو ہمارے لئے اچھی فال ہے اگر یہ پوری ہوئی تو دیکھنا کہ قتل کے بعد میں اس کے لباس اور اسلحہ کو اتارونگا۔

عقبہ کے متعلق یہ مذکورۂ بالا بیان کعب بن مالک ہے، ابوجعفر کہتے ہیں اور ابن اسحٰق کے علاوہ دوسروں نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ انصاری ذی الحجہ میں بیعت کے لئے رسول اللہؐ کی خدمت میں آئے ان کے جانے کے بعد اس سال کے ذی الحجہ کا بقیہ زمانہ، محرم اور صفر رسول اللہؐ مکہ میں رہے ربیع الاول میں آپ ہجرت کرکے مدینہ روانہ ہوئے اور دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول کو آپ مدینہ پہنچے۔

عروہ سے مروی ہے کہ نبی صلعم کی ہجرت مدینہ سے پہلے جب مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ مکہ آگئے اور یہاں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور مدینہ میں بہت سے انصار اسلام لے آئے اور وہاں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور مدینہ والے مکہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں آنے لگے قریش نے آپس میں یہ طے کیا کہ انکو ستائیں اور حملہ کریں چنانچہ انھوں نے انصار کو پکڑلیا اور دق کرنے لگے اس سے انصار کو بڑی تکلیف اور اذیت ہوئی۔ یہ آخری مصیبت تھی جو مسلمانوں کو اٹھانا پڑی۔ دو وقت بڑے مصیبت کے آئے ایک اس وقت جبکہ رسول اللہ نے مجبور ہوکر مسلمانوں کو ہجرت کرکے حبشہ جانے کی اجازت دی اور ایک اب جبکہ انھوں نے حبشہ سے

واپس آ کر اہل مدینہ کو رسول اللہ کی خدمت میں آتا دیکھا اور اس وجہ سے ان کو ستایا گیا۔ اسی کے بعد مدینہ کے ستر نقیب جو وہاں کے مسلمانوں کے سردار تھے حج کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عقبہ میں آپ کی بیعت کی اور اس شرط پر کہ ہم اور آپ ایک ہیں اگر آپ یا آپ کے صحابہ میں سے جو ہمارے یہاں چلا آئے گا ہم اس کی اپنی جانوں کی طرح حفاظت اور مدافعت کریں گے انھوں نے آپ سے عہد و پیمان کیئے اس وقت پھر قریش نے مسلمانوں پر سختیاں شروع کیں اور رسول اللہ صلعم نے اپنے صحابہ کو مدینہ جانے کا حکم دیدیا یہ دوسرا فتنہ ہے جس میں آپ نے اپنے صحابہ کو مدینہ بھیجا اور خود آپ بھی مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اسی کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ وقاتلوھم حتّٰی لا تکونَ فتنۃٌ ویکون الدین کلہ للہِ۔ (تم ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سب اللہ کے مطیع ہوجائیں)۔

عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ قریش عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے وہی کہا جسے کعب بن مالک نے بیان کیا ہے اس نے قریش سے کہا یہ تو بڑی بات ہے میں نہیں سمجھتا کہ بغیر میرے میری قوم نے ایسا کیا ہو مجھے اس کی کچھ خبر نہیں، اس جواب پر قریش واپس چلے گئے سب لوگ منیٰ سے اپنی اپنی راہ ہوگئے مگر قریش نے اس خبر کی ٹوہ لگائی تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ بالکل سچ تھی اب وہ خزرج کے تعاقب میں چلے انھوں نے سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے عزیز قریب کو حاجر میں جا ملایا منذر ان کی گرفت سے نکل گیا مگر سعد کو انھوں نے پکڑ لیا اور اسی کے کجاوے کے تسموں سے اس کی مشکیں باندھ کر مارتے ہوئے اور سر کے بالوں سے جو بڑے بڑے تھے گھسیٹتے ہوئے مکہ لائے۔

سعد سے مروی ہے کہ میں ان کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا کہ قریش کے چند آدمی وہاں آئے ان میں ایک نہایت حسین، وجیہ گورے رنگ کا مقبول صورت شخص بھی تھا میں نے اپنے دل میں کہا اگر اس ساری جماعت میں کوئی بھی بھلا آدمی ہوسکتا ہے تو یہ شخص ہوسکتا ہے مگر میرے قریب آکر اس نے دونوں ہاتھوں سے نہایت سخت تھپڑ مجھے مارا میں نے دل میں کہا جب اس کا یہ حال ہے تو دوسروں سے تو کیا بھلائی کی امید

کی جا سکتی ہے، مجھے پکڑے ہوئے وہ گھسیٹے لئے جا رہے تھے کہ ان میں ایک شخص نے موقع سے میرے قریب آکر کہا کیا کسی قریش سے رسم اور دوستی نہیں ہے، میں نے کہا کیوں نہیں، میں اپنے وطن میں جُبیر بن مطعم بن عدی بن عبد مناف کے کارندوں کو جو تجارت کے لئے وہاں آتے پناہ دیتا تھا اور کسی کو ان پر زیادتی نہیں کرنے دیتا تھا اور حارث بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف سے بھی میرا یہ ہی سلوک تھا، اس شخص نے کہا پھر کیا ہے تم ان دونوں کا نام بلند آواز سے لو اور اپنے ان مراسم کا اظہار کرو، میں نے اس کی تجویز پر عمل کیا وہ شخص ان دونوں کی تلاش میں چلا گیا اور وہ اسے کعبہ کے پاس مسجد حرام میں مل گئے اس نے ان سے کہا کہ ایک خزرجی کو ابطح میں پٹیا جا رہا ہے اور وہ تمہاری دہائی دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے اس سے خاص مراسم ہیں انھوں نے پوچھا وہ کون ہے اس شخص نے کہا سعد بن عبادہ وہ دونوں کہنے لگے بے شک وہ سچا ہے وہ اپنے وطن میں ہمارے تجارتی کارندوں کو پناہ دیتا تھا اور ان کو ظلم سے بچاتا تھا۔ وہ دونوں ابطح آئے اور انھوں نے سعد کو قریش کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور سعد اپنی راہ چل دئے، جس شخص نے ان کے تھپڑ مارے تھے وہ بنی عامر بن لوئی کا عزیز سہیل بن عمرو تھا۔

مدینہ آکر انصار نے علانیہ طور پر اسلام کا اظہار کر دیا ان کی قوم میں اب تک کچھ بڈھے مشرک چلے آتے تھے ان میں عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بھی تھا مگر اس کا بیٹا معاذ بن عمرو اپنی قوم کے دوسرے جوانوں کے ساتھ عقبہ میں شریک اور رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر بیعت کر چکا تھا۔ عقبہ میں دو بیعت ہوئیں پہلی بیعت التوائے جنگ کے ساتھ تھی جیسا کہ عبادہ بن الصامت کی روایت سے ظاہر ہو چکا ہے اور دوسری بیعت کالے گوروں سے جنگ کی شرط پر ہوئی کیونکہ اب اللہ نے کفار سے جہاد کی اجازت دیدی تھی جیسا کہ عروہ بن الزبیر کی روایت سے ظاہر ہے۔

عبادہ بن الصامت سے جو نقیبوں میں تھے مروی ہے کہ دوسری مرتبہ ہم نے جنگ کی شرط پر رسول اللہؐ کی بیعت کی، یہ عبادہ ان بارہ آدمیوں میں تھے جنھوں نے عقبہ اولیٰ میں رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

جب اللہ عزوجل نے اپنے رسولؐ کو لڑائی کی اجازت ان آیات سے دی وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ۔ اور انصار نے

حسب بیان سابق آپ کی بیعت کرلی آپ نے ان مسلمان صحابہ کو جو آپ کے ساتھ مکہ میں تھے اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ ہجرت کر کے اپنے انصار بھائیوں کے پاس مدینہ چلے جائیں آپ نے فرمایا کہ اللہ نے ان کو تمہارا بھائی بنایا ہے اور مدینہ تمہارے لئے مامن ہے اس اجازت کے بعد مسلمان رفتہ رفتہ مدینہ جانے لگے مگر خود رسول اللہ صلعم مکہ میں رہے اور انتظار کرنے لگے کہ جب ان کے رب کے پاس سے ان کو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے کی اجازت ملے تو خود بھی جائیں، صحابہ میں سے قبیلۂ قریش کے خاندان بنی مخزوم میں سے سب سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے مدینہ ہجرت کی یہ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے، یہ حبشہ سے رسول اللہؐ کے پاس مکہ آئے جب قریش نے ان کو ستایا اور ان کو انصار کے اسلام لے آنے کی خبر ہوئی ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ ان کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے عامر بن ربیعہ جو بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حشمہ بن غانم بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کے ساتھ مدینہ آئے، پھر عبداللہ بن جحش بن رئاب اور ابو احمد بن جحش مدینہ آئے آخرالذکر نابینا تھے مگر اس کے باوجود مکہ کے اعلیٰ اور اسفل میں بغیر رہبر کے پھرا کرتے تھے۔ ان کے بعد پھر تو رفتہ رفتہ مسلسل اصحاب رسول اللہ مدینہ جانے لگے مگر خود آپ مہاجرین صحابہ کے چلے جانے کے بعد بھی اللہ کی اجازت کے انتظار میں ٹھہرے رہے علیؓ بن ابی طالب اور ابوبکرؓ بن ابی قحافہ کے علاوہ اور جو مہاجرین میں سے مکہ میں رہ گئے تھے ان کو قریش نے یا تو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا یا ان کو سخت مصیبت میں مبتلا کیا تھا، ابوبکرؓ نے بار بار رسول اللہ سے ہجرت کی اجازت مانگی مگر آپ نے فرمایا جلدی نہ کرو شاید اللہ تمہارا کوئی اور ساتھی بھی کر دے اس بات سے ابوبکرؓ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ شاید خود رسول اللہ ہی ساتھی ہوں۔

قریش نے جب دیکھا کہ ان کے ملک کے علاوہ دوسرے ملک میں رسول اللہؐ کے بہت سے پیرو اور ساتھی پیدا ہو گئے ہیں اور مہاجرین ان کے پاس چلے جا رہے ہیں ان کو محسوس ہوا کہ مسلمانوں کو اچھی پناہ گاہ مل گئی ہے جہاں ان کا قابو نہیں چل سکتا اب ان کو خود رسول اللہؐ کے مکہ سے چلے جانے کا خوف دامنگیر ہوا اور یہ بات بھی ان کو معلوم ہو گئی

نہ آپ نے مدینہ جا کر قریش سے لڑائی کا تہیہ کر لیا ہے قریش اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے اپنی مجلس میں جو قصی بن کلاب کا گھر تھا اور جہاں مشورہ کئے بغیر وہ کوئی معاملہ طے نہیں کرتے تھے جمع ہوئے تاکہ رسول اللہ کے معاملہ پر باہم مشورہ کریں۔ اس کے متعلق ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب قریش نے رسول اللہؐ کے معاملہ پر اپنی قومی مجلس میں جمع ہو کر مشورہ اور تصفیہ کرنے کا فیصلہ کر لیا وہ مقررہ دن میں جو زحمہ تھا صبح کو وہاں جمع ہوئے، ابلیس ایک بڑے بزرگ شیخ کی شکل میں سر پر ایک پرانا کپڑا ڈالے سامنے آیا اور مجلس کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا قریش نے اسے دروازہ پر کھڑا دیکھکر پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں نجد کا ایک شیخ ہوں جس کام کے لئے تم جمع ہوئے ہو مجھے بھی اس کی اطلاع ہوئی تو آ گیا ہوں کہ تمہاری گفتگو سنوں شاید میں بھی کوئی عمدہ مشورہ اور نصیحت کی صلاح دے سکوں۔ قریش نے کہا بہتر ہے آئیے، وہ بھی ان کے ساتھ مجلس میں آیا وہاں قریش کے تمام اشراف بلا استثناء جمع تھے ان کے ہر قبیلہ کے عمائد موجود تھے بنی عبد شمس میں سے ربیعہ کے بیٹے شیبہ اور عتبہ تھے اور ابو سفیان بن حرب تھا۔ بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی۔ جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر بن نوفل تھے۔ بنی عبد الدار بن قصی میں سے۔ النضر بن حارث بن کلدہ تھا۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے ابو البختری بن ہشام۔ زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام تھے۔ بنی مخزوم میں سے ابو جہل بن ہشام۔ بنی سہم میں سے حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ، بنی جمح میں سے اُمیہ بن خلف تھا ان کے علاوہ اور بہت سے بیشمار قریش اور دوسرے لوگ جمع تھے، اب گفتگو شروع ہوئی کسی نے کہا اس شخص کی حالت سے تم سب واقف ہو ہمیں اس بات کا بھی خطرہ ہو گیا ہے کہ کہیں یہ اچانک ہمارے اغیار کو لیکر جو اس کے پیرو ہیں ہم پر حملہ نہ کر دے لہذا اب کیا ہونا چاہئے اس کا تصفیہ کیجئے۔ اس پر مشورہ ہونے لگا کسی نے کہا اسے بیڑیاں پہنا کر قید کر دو اور اوپر سے دروازہ کو تیغا کر دو اور اسی حالت میں اس کے لئے موت کا انتظار کرو آخر اس جیسے دوسرے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ کو موت آئی اسے بھی آئے گی، شیخ نجدی نے کہا بخدا میری رائے یہ نہیں اگر اس طرح تم اسے قید کر دوگے اس کی اطلاع ضرور اس کے دوستوں اور پیروؤں کو ہو جائے گی وہ تم پر حملہ کر کے اسے چھڑا لیں گے اور پھر اسطرح

تم پر امنڈ آئیں گے کہ تمہارے یہ تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔ یہ رائے مناسب نہیں کوئی اور بات سوچو۔ اب پھر مشاورت ہونے لگی ایک نے کہا ہم اسے یہاں سے نکالکر خارج البلد کئے دیتے ہیں جب وہ ہمارے یہاں سے چلا جائے تو پھر ہمیں اس کی پروا نہیں کہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے، ہمیں اس کی اذیت سے فراغت اور اس کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا اور ہماری بات پھر حسب سابق بن آئے گی، شیخ نجدی نے کہا بخدا یہ ہرگز تمہارے لئے مفید مشورہ نہیں تم اس کی شیریں گفتاری سحر بیانی اور قلوب کو موہ لینے کی قوت تسخیر سے واقف نہیں ہو اگر تم نے اس رائے پر عمل کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عرب کے کسی بڑے قبیلے کے پاس جائے گا اور اپنی سحر بیانی اور شیریں کلامی سے ان کو مسخر کریگا وہ تمہارے مقابلہ پر اس کے ساتھ ہو جائیں گے پھر ان کو لیکر تم پر چڑھ آئے گا تم کو پامال کر دے گا تمہاری حکومت چھین لے گا اور پھر جو چاہے گا تم سے سلوک کرے گا اس معاملہ پر پھر مشورہ کرو اور کوئی دوسری تجویز سوچو، ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ ایک بات ایسی میرے سمجھ میں آئی ہے جس پر اب تک تم میں سے کسی کا خیال نہیں گیا حاضرین مجلس نے کہا ابوالحکم بیان کرو کیا بات ہے اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نہایت دلیر نجیب اور شریف جوان مرد کا انتخاب کرلو پھر ان جوانمردوں میں سے ہر ایک کو ہم ایک شمشیر بُرّاں دیں یہ جماعت اس کے پاس جائے اور سب ملکر ایک وار میں اس کا کام تمام کردیں اس طرح ہم کو ہمیشہ کے لیئے اس کی طرف سے چین نصیب ہو جائے گا اور چونکہ ایک جماعت بیک وقت اسے قتل کرے گی اس لیئے اس کا قصاص تمام قبائل کے ذمّے ہوگا کسی ایک کے ذمّہ نہ رہے گا اور بنو عبد مناف میں پھر یہ قدرت نہ ہوگی کہ اس کے لئے سب قبیلوں سے لڑیں لامحالہ دیت قبول کرنے پر مجبور ہوں گے ہم خوشی سے اس کا خوں بہا سب کی طرف سے ادا کر دیں گے، شیخ نجدی نے کہا بے شک یہ شخص صائب الرائے ہے اس کی رائے قابل عمل ہے اس کے علاوہ اور کوئی بات تمہارے لئے مفید نہیں۔ اس تصفیہ پر مجلس برخواست اور منتشر ہو گئی۔

حضرت جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے آکر کہا کہ آپ آج رات اپنے اس بستر پر

جس پر آپ معمولاً استراحت فرماتے ہیں نہ سوئیں، چنانچہ حسب قرار داد عشا کے بعد کفار آپ کے دروازہ پر جمع ہوئے اور تاک میں لگے کہ جب آپ سو جائیں وہ حملہ کر کے آپ کو ختم کر دیں۔ رسول اللہؐ نے جب دیکھا کہ کفار آگئے ہیں انہوں نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری سبز حضرمی اونی چادر اوڑھ لو اور سو جاؤ تم کو ان کی طرف سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ رسول اللہ صلعم جب سوتے تھے تو ہمیشہ اسی چادر کو اوڑھتے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس قصہ میں اس مقام پر بعض راویوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہؐ نے علی بن ابی طالب سے یہ بھی کہا کہ اگر ابن ابی قحافہ تمہارے پاس آئے تو اس سے کہہ دینا کہ میں جبل ثور جاتا ہوں تم میرے پاس آجاؤ۔ تم مجھے کھانا بھی بھیجنا۔ کرایہ کا ایک راہنما بھیجنا جو مجھے مدینہ کے راستے لے جائے اور ایک اونٹنی بھی میرے لئے خرید لینا۔ یہ ہدایات دیکر رسول اللہؐ چلے گئے جو لوگ آپ کے انتظار میں چھپے بیٹھے تھے ان کی آنکھیں پٹ کر دی گئی تھیں ان کو کچھ نظر نہیں آیا اور آپ ان کے سامنے سے نکل گئے۔

محمدؒ بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ اس غرض سے جو لوگ جمع ہوئے تھے ان میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا یہ سب رسولؐ اللہؐ کے دروازے پر جمع تھے ابو جہل نے اس وقت ان سے کہا کہ محمدؐ مدعی ہے کہ اگر تم اس کی بات مان کر اس کے پیرو ہو جاؤ تو عرب اور عجم کے مالک ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر زندہ کئے جاؤ گے اور تم کو اُردن کے ایسے باغ دئے جائیں گے اور اگر تم میری بات نہ مانو گے تو ذبح کر دئے جاؤ گے اور مرنے کے بعد زندہ کئے جاؤ گے اور پھر تم کو آگ میں جلایا جائیگا۔ اتنے میں رسول اللہ صلعم برآمد ہوئے آپ نے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور پھر کہا ہاں میں یہ کہتا ہوں اور جو آگ میں جلائے جائیں گے ان میں کا ایک تو ہے۔

اللہ نے ان کو اندھا کر دیا آپ ان کو نظر نہیں آئے آپ اس مٹی کو ان کے سروں پر ڈالنے لگے اور یہ آیات تلاوت کرتے جاتے تھے۔ یٰسٓ والقران الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم (یٰسٓ قسم ہے قران کی جو حکمت سے معمور ہے۔ بلاشبہ تم مرسل ہو اور سیدھے راستے پر ہو) اللہ کے قول وجعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا فاغشینا ھم فھم لا یبصرون

تک (اور ہم نے ان کے سامنے اور عقب سے ایک دیوار حائل کردی اور پھر ان کو بند کردیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ پاتے تھے) جب آپ ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا کہ آپ نے اس کے سر پر مٹی نہ ڈالدی ہو پھر آپ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے، کسی دوسرے ایسے شخص نے جو ان لوگوں کے ساتھ نہ تھا آکر ان سے کہا کہ تم یہاں کس کا انتظار کررہے ہو انھوں نے کہا محمدؐ کا اس نے کہا اللہ نے تمہارے منصوبے خاک میں ملادئے محمدؐ تو تمہارے سامنے سے چلے گئے اور انھوں نے تم میں ہر شخص کے سر پر مٹی بھی ڈالدی، وہ اپنی راہ چلے گئے تمہیں کچھ خبر ہے کہ تمہارے سروں پر کیا ہے، ہر ایک نے ہاتھ لگا کر سر دیکھا اس پر مٹی ملی اب انھوں نے تاک جھانک شروع کی اندر دیکھا کہ علیؓ رسول اللہؐ کی چادر تانے بستر پر سو رہے ہیں کہنے لگے کہ ضرور یہ محمدؐ ہے جو اپنی چادر اوڑھے سو رہا ہے صبح تک وہ وہیں کھڑے انتظار کرتے رہے صبح کو علیؓ بستر پر سے اٹھے اب ان کو معلوم ہوا کہ جو بات ان سے کہی گئی تھی وہ سچ تھی۔

اس دن جو قرآن نازل ہوا ان میں یہ تھا۔ واذ یمکربك الذین کفروا لیثبتوك اویقتلوك اویخرجوك ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ (اور جب کفار نے تمہارے ساتھ یہ چال کی کہ وہ تم کو روک لیں۔ یا قتل کردیں۔ یا خارج البلد کردیں، وہ چال چلتے ہیں اور اللہ بھی چال کرتا ہے اور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے) اور اللہ کا یہ قول نازل ہوا۔ ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون قل تربصوا فانی معکم من المتربصین۔ (کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے جس کی موت کا ہمیں انتظار ہے کہدو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں)۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابوبکرؓ علیؓ کے پاس آئے اور ان سے نبی صلعم کو دریافت کیا، علیؓ نے کہا کہ وہ غار ثور چلے گئے ہیں تم چاہو تو وہاں ان کے پاس چلے جاؤ، ابوبکرؓ تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے رسول اللہؐ کے پیچھے چلے اور اثنائے راہ ہی میں آپ کے ساتھ آملے رسول اللہؐ نے رات کی تاریکی میں ابوبکر کی چاپ سنی آپ نے سمجھا کہ کوئی مشرک آرہا ہے اس خیال سے آپ قدم بڑھا کر نہایت سرعت سے چلنے لگے جس سے آپ کے جوتے کا اگلا حصہ پھٹ گیا اور ایک

پتھر کی ٹھوکر سے پاؤں کا انگوٹھا زخمی ہوا جس سے بہت زیادہ خون بہنے لگا اور اب آپ نے رفتار میں اور تیزی کر دی ابو بکر کے دل میں خیال آیا کہ اسطرح میرے تعاقب سے آپ کو تکلیف ہوگی انہوں نے بلند آواز سے آپ سے کلام کیا رسول اللہ نے ان کو پہچان لیا اور کھڑے ہو گئے جب وہ آپ کے پاس آگئے تو پھر دونوں سپ چلے رسول اللہ صلعم کا تمام پاؤں خون سے بھر گیا تھا اسی طرح صبح ہوتے ہوتے آپ غار ثور پہنچے اور اس کے اندر چلے گئے۔

دوسری طرف صبح کے وقت وہ مشرک جو آپ کی تاک میں تھے آپ کے گھر میں گھسے علیؓ بستر پر سے اٹھ کھڑے ہوئے قریب جا کر انہوں نے پہچانا کہ یہ علیؓ ہیں انہوں نے پوچھا کہ تمہارے صاحب کہاں ہیں علیؓ نے کہا میں نہیں جانتا کیا میں انکا پاسبان تھا کہ نگرانی کرتا تم نے ان سے کہا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ وہ چلے گئے مشرکین نے ان کو خوب ڈانٹا مارا اور مسجد لے جا کر تھوڑی دیر قید رکھا اور پھر چھوڑ دیا اللہ نے اپنے رسول کو ان کی سازش سے بچا لیا اور اسی کے بیان میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ واذ یمکربك الذی کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

اب اللہ نے رسول اللہ کو ہجرت کی اجازت دیدی۔ عروہ سے مروی ہے کہ جب صحابہ مدینہ روانہ ہوئے قبل اس کے کہ خود رسول اللہ جائیں اور قبل اس کے کہ وہ آیت نازل ہو جس میں مسلمانوں کو قتال کا حکم دیا گیا ابو بکرؓ نے آپ سے مدینہ جانے کی اجازت مانگی اس سے پہلے جب آپ کے صحابہ مدینہ جا رہے تھے آپ نے ابو بکر کو جانے کی اجازت نہیں دی تھی اور اسوقت بھی ان کو روک دیا اور فرمایا میرا انتظار کرو ممکن ہے کہ مجھے بھی یہاں سے چلے جانے کی اجازت ہو جائے۔ ابو بکرؓ نے صحابہ کے ساتھ مدینہ جانے کے لئے دو اونٹنیاں خرید لی تھیں، جب رسول اللہ نے ان سے کہا کہ میرا انتظار کرو کیونکہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے بھی جانے کی اجازت دیدے گا انہوں نے ان اونٹنیوں کو اپنے پاس ہی رہنے دیا اور خود رسول اللہ کی معیت اور رفاقت کے انتظار میں ان کو خوب چرا کر موٹا کر لیا مگر جب روانگی کے انتظار میں بہت دیر لگ گئی ابو بکرؓ نے آپ سے کہا کیا آپ کو امید ہے کہ

آپ کو اجازت مل جائے گی رسول اللہ نے فرمایا ہاں اس بات کو بھی بہت دن گزر گئے اس کے متعلق عائشہ رضؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن ظہر کے وقت ہم اپنے گھر میں تھے اور ابوبکر رضؓ کے پاس سوائے ان کی دو بیٹیوں میرے اور اسما کے کوئی اور نہ تھا کہ ٹھیک دوپہر کے وقت رسول اللہ صلعم ہمارے یہاں تشریف لائے، آپ روزانہ بلا ناغہ صبح یا شام ہمارے گھر آیا کرتے تھے، ابوبکر رضؓ نے آپ کو اس وقت آتا دیکھکر کہا اے نبی اللہ ضرور کوئی بات ہے جس کے لئے آپ نے اس وقت زحمت گوارا فرمائی ہے اندر آکر آپ نے فرمایا ابوبکر جو یہاں ہو اسے ہٹا دو ابوبکر رضؓ نے کہا یہاں کوئی مخبر نہیں ہے یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ نے مجھے مدینہ جانے کی اجازت دیدی ہے۔ ابوبکر نے کہا تو مجھے رفاقت کا شرف عطا ہو آپ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا ابوبکر نے کہا آپ میری اونٹنیوں میں سے ایک لے لیجئے یہ دونوں وہی اونٹنیاں تھیں جن کو وہ اسی غرض کے لئے چرا کر تیار کر رہے تھے تاکہ جب رسول اللہ کو جانے کی اجازت ہو انھیں پر سوار ہوں ابوبکر نے ان میں سے ایک آپ کو دی اور کہا رسول اللہ اسے قبول فرمائیے اور اسی پر آپ سفر کریں آپ نے فرمایا اچھا ہم نے قیمتاً اسے لے لیا۔

عامر بن فہیرہ ازد کا ایک غلام زادہ تھا یہ ابوالحارث بن الطفیل طفیل بن عبداللہ سنخرہ کا جو عائشہ رضؓ بنت ابی بکر رضؓ اور عبدالرحمٰن رضؓ بن ابی بکر رضؓ کا اخیافی بھائی تھا پروردہ تھا، عامر بن فہیرہ مسلمان ہو گیا یہ اب تک غلام تھا ابوبکر رضؓ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا یہ نہایت مخلص مسلمان تھا۔ رسول اللہ صلعم اور ابوبکر رضؓ مکہ سے چل نکلے۔ ابوبکر کا بکریوں کا ایک گلہ تھا جسے عامر چرایا کرتا تھا اور شام کو ابوبکر رضؓ کے گھر لے آتا تھا اب ابوبکر رضؓ نے اسے گلہ کے ساتھ جبل ثور بھیجدیا عامر ان بکریوں کو شام کے وقت رسول اللہ صلعم کے پاس غار ثور میں لے جاتا تھا۔ یہ ہی وہ غار ہے جس کا نام اللہ نے قرآن میں لیا ہے، اس کے بعد ان دونوں حضرات نے بنی عبد بن عدی کے قبیلۂ بنی سہم کے خاندان عاص بن وائل کے ایک شخص کو جو قریش کا حلیف اور اب تک مشرک تھا مگر جسے انھوں نے راستے سے واقفیت کی وجہ سے اس کام کے لئے اجرت پر مقرر کر لیا تھا اپنی سواریوں پر روانہ کر دیا، جس

راتوں میں یہ دونوں حضرات غار ثور میں مقیم رہے عبداللہ بن ابی بکر رات کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مکہ کی تمام خبریں ان سے بیان کرتے اور پھر صبح کو مکہ میں آجاتے، عامر روزانہ سر شام بکریوں کا گلہ ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتا وہ اس کا دودھ دوہ لیتے اور عامر تڑکے گلہ کو لے کر وہاں سے نکل کھڑا ہوتا اور صبح ہوتے دوسرے لوگوں کے گلّوں میں آملتا اس کی اس ترکیب سے کسی کو اس کے متعلق شبہ ہی پیدا نہ ہوا، جب سب ان کی جانب سے خاموش ہو رہے اور ان حضرات کو اس کی اطلاع ہوئی ان کا اونٹ والا اونٹ لیکر ان کے پاس آیا اور اب یہ یہاں سے مدینہ روانہ ہوئے عامر بن فہیرہ کو بھی ابوبکرؓ نے راستے میں خدمتگزاری اور مدد کے لئے اپنے ساتھ لے لیا ابوبکر اس کو اپنے ساتھ اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھاتے تھے اسطرح ان دونوں کے ساتھ اس سفر میں سوائے اس عامر بن فہیرہ اور بنی عدی کے اس راہنما کے اور کوئی نہ تھا۔ یہ مکہ کے زیریں سے ان کو نکال لے گیا، پھر وہ ان کو عسفان کے اسفل میں ساحل سمندر کے مقابل لے آیا یہاں سے بڑھکر قدید گذر جانے کے بعد اب وہ پھر ان صاحبوں کو عام راستے کے قریب لے آیا پھر خرار ہوتا ہوا مرہ کے درے پر سے گذرا یہاں سے اس نے لحق اور رحاء کے راستوں کے درمیان والا مدلجہ والا راستہ اختیار کیا اس کے بعد اس نے عرج کا راستہ پکڑا اور رکوبہ کی داہنے جانب ثابر نام چشمہ پر سے گذر کر بطن رئم کے سامنے سے ہوتا ہوا دوپہر سے قبل مدینہ میں بنی عمرو بن عوف کے مکانات کو آگیا صرف دو روز رسول اللہ صلعم نے انکے یہاں قیام کیا مگر خود یہ لوگ مدعی ہیں کہ آپ نے اس سے زیادہ ان کے پاس قیام فرمایا ہے، اس کے بعد پھر اس نے آپ کی سواری کی مہار ہاتھ میں لی اور خود اس کے آگے ہوا اونٹ اس کے پیچھے ہو لیا اس طرح اب وہ بنی النجار کے محلہ میں آیا یہاں اُن کو رسول اللہ صلعم نے اونٹ کا ایک اصطبل جو اُن کے گھروں کے درمیان تھا بتایا۔

حضرت عائشہؓ زوجۂ رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ آپ بلاناغہ روزانہ صبح یا شام ابوبکرؓ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے جس روز اللہ نے آپ کو ہجرت کی اجازت دی آپ اُس روز ٹھیک دوپہر میں ایسے وقت ہمارے یہاں آئے کہ جس وقت آپ کبھی تشریف نہیں لایا کرتے تھے ابوبکرؓ نے دیکھتے ہی کہا ضرور

کوئی خاص بات پیش آئی ہے کہ رسول اللہ صلعم اس وقت آئے ہیں، جب آپ اندر آ گئے ابوبکرؓ اپنے بستر سے اُٹھ گئے اور رسول اللہ صلعم بیٹھ گئے اس وقت میرے اور میری بہن اسما کے علاوہ اور کوئی ہمارے گھر میں نہ تھا رسول اللہ صلعم نے ابوبکرؓ سے کہا کہ جو لوگ یہاں ہیں ان کو یہاں سے اُٹھا دو ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی یہ تو میری بیٹیاں ہیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ فرمائیے کیا بات ہے آپ نے ارشاد فرمایا اللہ نے مجھے سفر اور ہجرت کی اجازت دیدی ہے ابوبکرؓ نے کہا تو مجھے صحبت کا شرف مرحمت ہو آپ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا۔ اب تک میں اس بات سے واقف نہ تھی کہ کوئی شخص خوشی سے بھی رویا کرتا ہے مگر آج میں نے ابوبکرؓ کو فرطِ مسرت سے روتے ہوئے دیکھا پھر انھوں نے کہا اے اللہ کے نبی یہ میرے دونوں سواری کے اونٹ ہیں ان کو میں نے اسی کام کیلئے پہلے سے مہیا کر لیا تھا، پھر انھوں نے عبداللہ بن ارقد کو جو بنی الدیل بن بکر سے تعلق رکھتا تھا اور جس کی ماں بنی سہم بن عمرو کی تھی اور اب تک وہ مشرک تھا راہبری کے لئے اُجرت پر مقرر کر لیا اور وہ دونوں اونٹ اُس کے سپرد کر دئیے وہ وقت معہود تک اُس کے پاس رہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے رسول اللہ صلعم کی اس روانگی سے سوائے علیؓ بن ابی طالب ابوبکرؓ اور آل ابوبکرؓ کے اور کوئی واقف نہ تھا علیؓ بن ابی طالب کو خود رسول اللہ صلعم نے اپنی روانگی سے مطلع کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم میرے بعد مکہ میں ٹھہرو اور لوگوں کی جو جو امانتیں میرے پاس ہیں وہ اُن کو دیدو۔ مکہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس کوئی قابل حفاظت شئی ہو اور اُس نے اُسے رسول اللہ کی امانت اور دیانت کی وجہ سے امانتاً اُن کے پاس نہ رکھوا دیا ہو۔

جب آپ نے روانگی کا پورا ارادہ کر لیا آپ ابوبکر بن ابی قحافہ کے پاس آئے اور یہاں سے دونوں ایک روشندان میں سے جو ابوبکرؓ کے گھر کی پشت میں تھا نکل کر جبل ثور کے غار کی طرف چلے۔ جو مکہ کے زیریں میں واقع ہے اور اُس میں چلے آئے۔ ابوبکرؓ اپنے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر کو ہدایت کر آئے تھے کہ سارے دن وہ مکہ میں اُن کے متعلق لوگوں کی چہ میگوئیاں سُنے اور رات میں اُن کے پاس آکر

اُس روز کی اطلاع اُن سے بیان کر دے، ابوبکر نے عامر بن فہیرہ اپنے مولی کو حکم دیا تھا کہ دن بھر وہ اُن کی بھیڑوں کو چرائے اور رات کو اُن کے پاس غار میں لے آیا کرے، ان کے علاوہ اسماء بھی اُن کے لایق کھانا پکا کر ہر شام اُن کے پاس کھانا لے جاتی تھی، تین دن رسول اللہ صلعم اور ابوبکرؓ غار میں رہے، جب قریش نے آپ کو مکہ میں نہ پایا تو سب پریشان ہوئے اور انھوں نے سو اونٹ اُس شخص کے لئے انعام مقرر کیا جو آپ کو پھر اُن کے پاس لے آئے۔

عبداللہ بن ابی بکر قریش کے ساتھ موجود رہتے تھے اور وہ جو مشورہ اور صلاح رسول اللہ صلعم اور ابوبکرؓ کے متعلق کرتے اُسے سنتے اور شام کو جبل ثور جاکر اُن کو اس کی اطلاع کر دیتے، عامر بن فہیرہ ابوبکر کا مولی سارے دن اہل مکہ کے گلوں کے ساتھ اپنا گلہ چراتا اور رات کو اُسے ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتا یہ اُن کو دوھتے اور اُن میں سے ذبح کر لیتے۔ علی الصباح جب عبداللہ بن ابی بکر غار سے مکہ پلٹتے تو عامر بن فہیرہ اپنا گلہ لیکر ساتھ ہو لیتا تاکہ اُن کی نقل و حرکت پر کسی کو شبہ نہ ہونے پائے، جب تین دن گذر گئے اور اہل مکہ نے آپ کا چرچا چھوڑ دیا آپ کا اونٹ والا دونوں اونٹ لے کر خدمت میں حاضر ہوا اسماء بنت ابی بکر توشہ دان لیکر آئیں مگر اُسے رسّی سے باندھنا بھول گئیں جب یہ دونوں حضرات چل کھڑے ہوئے تو یہ توشہ دان باندھنے گئیں مگر اُس میں کوئی ڈور نہ تھی جس سے باندھتیں انھوں نے وہیں اپنا کمر بند کھولا اور اُسے بل دیکر اُس سے توشہ دان باندھ دیا اس واقعہ کی وجہ سے ان کو ذات النطاقین کہتے ہیں۔

جب ابوبکرؓ تے دونوں اونٹ آپ کے قریب کئے تو اُن میں جو اعلیٰ تھا وہ آپ کی سواری کے لئے بڑھایا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اس پر سوار ہوں، آپ نے فرمایا میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہیں ہے ابوبکرؓ نے کہاں میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ آپ کی نذر ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نہیں لیتا مگر یہ بتاؤ تم نے کس قیمت پر اسے خریدا ہے ابوبکرؓ نے کہا اتنے میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا اُس قیمت پر میں نے اسے خرید لیا ابوبکرؓ نے کہا میں نے آپ کو دیا اب وہ دونوں حضرات سوار ہو کر چل دیئے ابوبکرؓ نے اپنے

مولیٰ عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھا لیا تاکہ وہ اُن کی راستے میں خدمت کریں،

اسماءؓ بنت ابوبکرؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم اور ابوبکرؓ کے جانے کے بعد قریش کے چند لوگ جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا ہمارے یہاں آئے اور ابوبکرؓ کے دروازے پر آکر کھڑے ہو گئے میں اندر سے نکل کر اُن کے پاس آئی انھوں نے پوچھا تمہارا باپ ابوبکرؓ کہاں ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میرے باپ کہاں ہیں اس پر ابوجہل نے جو بہت ہی خبیث اور زشت خو تھا میرے گال پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ میرے کان کی بالی گر پڑی، اس کے بعد وہ سب چلے گئے تین دن تک ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ رسول اللہ صلعم کہاں گئے ہیں پھر اسفل مکہ سے ایک جن عرب کی لے میں چند شعر گاتا ہوا سنائی دیا لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے اس کی آواز سنتے تھے مگر اسے نہ دیکھتے تھے اسی طرح وہ ان اشعار کو گاتا ہوا مکہ اعلیٰ سے گذر گیا۔

جزی اللہُ ربّ الناس خیرَ جزائہ رفیقین قالا خیمتی اُمِّ معبد

(ترجمہ) اللہ اُن دونوں ساتھیوں کو بہترین جزا دے جنھوں نے کہا کہ اُمّ معبد کے خیموں کو چلو۔

ھما نزلاھا بالھدیٰ واغتدوا بہٖ فافلح من امسیٰ رفیق محمدٍ

(ترجمہ) وہ دونوں ہدایت لیکر وہاں اُترپڑے اور چلے اور جس شخص نے محمدؐ کی رفاقت اختیار کی تھی وہ کامیاب ہو گیا۔

لیھنِ بنی کعب مکان فتاتھم ومقعدھا للمومنین بمرصدِ

(ترجمہ) بنی کعب کو مبارک ہو کہ اُن کے جوانمرد مومنین کی حفاظت کے لئے گھات میں بیٹھے۔

ان اشعار سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لے گئے ہیں اس سفر میں یہ چار صاحب تھے، رسول اللہ صلعم ابوبکرؓ عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن ارقد اُن کا راہبر۔

عبدالحمید بن ابی عبس بن محمد بن جبیر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ رات کو قریش نے جبل ابوقبیس پر کسی کو یہ شعر پڑھتے سنا۔

فان یسلم السعدان یصبح محمدٌ بمکۃ لایخشی خلاف المخالف

(ترجمہ) اگر دونوں سعد مسلمان ہو گئے تو پھر محمدؐ مکہ میں بلا خوف مخالف آجائیں گے۔

صبح کو ابو سفیان نے پوچھا سعدوں سے کون سعد مراد ہیں سعد بکر سعد تمیم یا سعد ھذیم دوسری شب میں پھر انھوں نے اُسی پہاڑ سے یہ اشعار سنے۔

ایا سعدُ سعد الاوس کن انت ناصرا ویا سعدُ سعد الخزرجین الغطارفِ

(ترجمہ) اے قبیلۂ اوس کے سعد تو اور بہادر خزرجوں کے سعد تو اُن کا مددگار بن۔

اجیبا الی داعی الھدیٰ وتمنیا علی اللّٰہ فی الفردوس منیۃ عارفِ

(ترجمہ) تم دونوں داعی ہدایت کو لبیک کہو اور ایک عارف کی طرح فردوس میں اللہ کے دیدار کی امید رکھو۔

فان ثواب اللّٰہ للطالب الھدیٰ جنان من الفردوس ذات رفارفِ

(ترجمہ) اور بے شک طالب ہدایت کے لئے اللہ کی طرف سے باغ فردوس ہے جس میں رفرفے ہیں۔

صبح کو ابو سفیان نے کہا ان سعدوں سے مراد سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہیں۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن ٹھیک دوپہر کے وقت کہ زوال شروع ہونے والا تھا آپ کا راہبر آپ کو قبا میں بنی عمرو بن عوف کے پاس لیکر پہونچ گیا۔

صحابہؓ سے مروی ہے کہ جب ہم نے سنا کہ رسول اللہ صلعم مکّہ سے روانہ ہوگئے ہیں ہم آپ کے قدوم کے منتظر تھے صبح کی نماز پڑھ کر بہت دن چڑھے تک ہم آپ کے استقبال کے لئے باہر جاتے تھے اور جب تک زوال شروع نہیں ہو جاتا تھا وہاں سے ہٹتے نہ تھے چونکہ یہ زمانہ نہایت شدید گرمی کا تھا اس وجہ سے جب ہمیں سایہ نہ ملتا تو مجبوراً گھروں کے اندر چلے آتے جس روز آپ مدینہ آئے ہیں ہم حسب عادت آپ کے انتظار میں آبادی سے باہر بیٹھے تھے مگر جب کہیں سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں میں چلے آئے تھے، ہمارے آتے ہی رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے سب سے پہلے ایک یہودی نے جو روزانہ ہمیں آپ کے انتظار میں جاتا دیکھا کرتا تھا آپ کو دیکھا اس نے فوراً نہایت بلند آواز سے کہا اے بنی قیلہ لو یہ تمھارے دادا آگئے۔ ہم فوراً آپ کی خدمت میں آئے آپ ایک کھجور کے

سایہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے ہم عمر ابوبکرؓ تھے ہم میں زیادہ تر ایسے اصحاب تھے جنھوں نے اس سے پہلے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہی نہ تھا لوگوں کا وہاں ازدحام ہوگیا ہم پہلے اُن میں اور ابوبکرؓ میں تمیز ہی نہ کر سکے البتہ جب آپ پر سے درخت کا سایہ جاتا رہا تو ابوبکرؓ نے اوٹھ کر اپنی چادر آپ پر تان دی اب ہم نے آپ کو شناخت کیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم بنی عمرو بن عوف کے عزیز کلثوم بن ہدم کے پاس جو اُن کے خاندان بنی عبید سے تھے فروکش ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ سعد بن خیثمہ کے پاس فروکش ہوئے جو لوگ آپ کے کلثوم کے پاس ٹھہرنے کے مدعی ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں سے ملنے کے لئے سعد بن خیثمہ کے مکان میں جلوہ فرما ہوئے تھے اور یہ اس لئے کہ چونکہ یہ کنوارے تھے ان کی بیوی نہ تھی اور اسی لئے مہاجرین صحابہ میں جو لوگ غیر متاہل تھے وہ سب انھیں کے یہاں ٹھہرتے تھے اسی وجہ سے ان کے گھر کو لوگ مجرّدوں کا گھر کہنے لگے، اللہ ہی جانتا ہے کہ ان میں کونسا بیان درست ہے ہم نے دونوں سنے ہیں۔

ابوبکرؓ خبیب بن اساف بنی الحارث بن الخزرج کے عزیز کے پاس مقام سنح میں فروکش ہوئے، ایک صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ بنی الحارث بن الخزرج کے عزیز خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے یہاں فروکش ہوئے۔ علیؓ بن ابی طالب تین شبانہ روز مکہ میں ٹھیرے رہے اور جب انھوں نے لوگوں کی وہ تمام امانتیں جو رسول اللہ صلعم کے پاس رکھوائی گئی تھیں اُن کے مالکوں کو واپس کر دیں وہ رسول اللہ صلعم کے پاس چلے آئے اور آپ ہی کے ساتھ کلثوم بن ہدم کے یہاں ٹھیرے۔ خود علیؓ کہتے ہیں کہ میں ایک رات یا دو رات قبا میں ایک مسلمان عورت کے یہاں جس کا شوہر نہ تھا مقیم ہوا تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص آدھی رات میں آکر اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ عورت باہر جاتی ہے اور وہ شخص اُس عورت کو کوئی چیز جو وہ ساتھ لاتا ہے دیدیتا ہے میرے دل میں اُس کی طرف سے شبہ ہوا میں نے اُس سے پوچھا اے اللہ کی بندی یہ کون شخص ہے جو روز رات کو

آکر تمہارا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تم باہر جاتی ہو اور وہ کچھ تم کو دیدیتا ہے میں واقف نہیں ہوں کہ وہ کون ہے تم مسلمان ہو اور تمہارا شوہر ہے یا نہیں اُس نے کہا یہ سہل بن حنیف بن واھب ہے اسے معلوم ہے کہ میرا کوئی ہے نہیں یہ رات میں اپنی قوم کے بتوں کے پاس جاتا ہے اُن کو توڑ کر مجھے لا دیتا ہے تاکہ ایندھن کی طرح اُن کو جلاؤں، جب سہل بن حنیف کا عراق میں علیؓ کے پاس انتقال ہوگیا تو وہ انکی اس بات کو تذکرۃً بیان کرتے تھے۔

رسول اللہ صلعم قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں دوشنبہ منگل، بدھ اور جمعرات کو مقیم رہے یہاں آپ نے اُن کی مسجد کی بنیاد رکھی جمعہ کے دن اللہ کے حکم سے آپ اُن کے یہاں سے چلدیئے، خود یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم اس سے زیادہ انکے یہاں قیام کیا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض صاحبوں نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہ نے سترہ دن قبا میں قیام فرمایا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ علمائے سلف کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نبی ہونیکے بعد آپ نے کتنے زمانے تک مکہ میں قیام فرمایا بعض نے اس مدت کو دس سال بیان کیا ہے جو اس کے مدعی ہیں اُن کے پاس یہ احادیث ہیں۔

نبوّت کے بعد رسول اللہ صلعم کا زمانۂ قیام مکہ میں

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی عمر چالیس سال تھی کہ آپ کو نبوت ملی اور پھر آپ دس سال مکہ میں قیام فرما رہے۔ عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دس سال تک مکہ میں رسول اللہ صلعم پر قرآن نازل ہوتا رہا۔ سعید بن المسیّب سے مذکور ہے کہ رسول اللہ صلعم کی عمر تینتالیس ۴۳ سال تھی جب آپ پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر دس سال آپ نے مکے میں اقامت فرمائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ تینتالیس ۴۳ سال کی عمر میں رسول اللہ صلعم پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر آپ نے مکہ میں دس سال اقامت فرمائی۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ بعثت کے دس۱۰ سال کے بعد آپ نے ہجرت فرمائی۔ ان کے علاوہ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ نبوت کے بعد آپ نے تیرہ۱۳ سال مکہ میں قیام فرمایا ہے۔ اس کے متعلق بھی ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ تیرہ سال تک مکہ میں آپ پر وحی آتی رہی، دوسرے سلسلے سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی عمر چالیس۴۰ سال تھی جب آپ مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ۱۳ سال آپ نے مکہ میں قیام فرمایا۔ تیسری حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے تیرہ۱۳ سال مکہ میں اقامت فرمائی چوتھی حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کی عمر چالیس سال تھی کہ آپ نبی مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ۱۳ سال آپ نے مکہ میں اقامت فرمائی اس اثنا میں برابر وحی آتی رہی اسکے بعد آپکو ہجرت کا حکم ہوا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم کی عمر چالیس۴۰ سال تھی آپ نبی مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ۱۳ سال آپ نے مکہ میں اقامت فرمائی ان کے قول کی تائید ابو قیس صرمہ بن ابی انس بنی عدی بن النجار کے عزیز کے اس قصیدے سے بھی ہوتی ہے جو اس نے ان کے متعلق کہا ہے کہ اللہ نے اسلام اور نبی صلعم کو ان کے یہاں فروکش کرنے سے ان کی عزت افزائی کی اس قصیدے میں اس نے بتایا ہے کہ نبی مبعوث ہونے کے بعد آپ نے تیرہ۱۳ سال قریش کے یہاں قیام فرمایا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ آپ نے مکہ میں پندرہ سال قیام فرمایا ہے، اس سلسلہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے مکہ میں پندرہ سال قیام فرمایا ہے اور اس پر انھوں نے ابو قیس صرمہ بن ابی انس کا یہ شعر شہادت میں پیش کیا ہے۔

ثوی فی قریش خمس عشرۃ حجۃ یذکر لو یلقی صدیقا مواتیا

(ترجمہ) انھوں نے پندرہ سال قریش میں اقامت فرمائی اور کہتے رہے کہ کاش کوئی ان کا ہم خیال دوست مل جاتا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ شعبی سے مروی ہے کہ وحی آنے سے تین۳ سال قبل ہی اسرافیل رسول اللہ صلعم کے پاس بھیجدیئے گئے تھے۔

شعبی سے دوسرے سلسلہ رواۃ سے مروی ہے کہ تین۳ سال تک

اسرافیل رسول اللہ صلعم کو نبوت کی اطلاع دیتے رہے آپ کو اُن کی آہٹ سنائی دیتی تھی مگر وہ خود نظر نہ آتے تھے اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام آنے لگے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور عاصم بن عمر بن قتادہ مسجد میں حدیث بیان کر رہے تھے ایک عراقی نے اُن سے یہ واقعہ بیان کیا اُن دونوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ نہ ہم نے یہ بات سُنی ہے اور نہ ہمارے علم میں آئی ہے ہم یہی جانتے ہیں کہ نبوت ملنے سے وفات تک حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آتے رہے۔

عامر سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ صلعم کو نبوت ملی تین سال تک اسرافیل آپ کے پاس آتے رہے وہ آپ کو کلمہ اور کچھ اور تعلیم دیتے رہے اب تک قرآن آپ کی زبان پر نازل نہیں ہوا تھا تین سال کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نبوت کا پیام لیکر آپ کے پاس آئے اور دس سال تک مکہ میں اور دس سال تک مدینہ میں قرآن آپ پر نازل ہوتا رہا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ شاید جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نزول وحی کے بعد رسول اللہ صلعم نے دس سال تک مکہ میں قیام کیا ہے انھوں نے اس مدت کو اس وقت سے شمار کیا جبکہ جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے وحی لیکر آپ کے پاس آئے اور آپ نے اللہ کی توحید کی علانیہ دعوت دی۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے تیرہ ۱۳ سال مکہ میں قیام کیا انھوں نے اس مدت کو ابتدائے نبوت سے شمار کیا ہے جبکہ تین سال تک اسرافیل آپ کے ساتھ رہے مگر اس زمانے میں آپ کو دعوت کا حکم نہ ہوا تھا، مذکورہ بالا دونوں بیانوں کے علاوہ قتادہؓ سے یہ مروی ہے کہ آٹھ سال مکہ میں آپ پر قرآن نازل ہوا اور دس سال ہجرت کے بعد، حسن کہا کرتے تھے کہ دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں آپ پر قرآن نازل ہوا۔

تاریخ کی ابتدا

مدینہ آکر رسول اللہ صلعم نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا ابن شہاب سے

مروی ہے کہ مدینہ آکر آپ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا آپ ربیع الاول میں مدینہ آئے تھے، ابو جعفر کہتے ہیں کہ پہلے تاریخ، آپ کے قدوم سے ایک ماہ دو ماہ ختم سال تک جاری ہوئی، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے عمر بن الخطاب نے تاریخ کا حکم دیا ہے، اس کے متعلق جو اخبار آئے ہیں وہ یہ ہیں۔ شعبی سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ الاشعری نے عمرؓ کو لکھا کہ آپ کے جو مراسلے ہمارے پاس آتے ہیں اُن میں تاریخ نہیں ہوتی، عمرؓ نے لوگوں کو مشورہ کے لئے جمع کیا بعض نے کہا رسول اللہ کی بعثت سے تاریخ شروع ہو بعض نے کہا آپ کی ہجرت سے خود عمرؓ نے اس پر کہا کہ آپ کی ہجرت سے ابتدا بہتر ہوگی کیونکہ آپ کی ہجرت نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عمرؓ کے پاس ایک چک پیش کیا گیا جو شعبان میں واجب الادا تھا آپ نے پوچھا کونسا شعبان جو اب ہے یا آئندہ آنیوالا۔ پھر آپ نے صحابہؓ سے کہا کہ کوئی وقت ایسا مقرر کرو جس سے لوگ دن اور مہینے جان لیں اس پر بعض نے کہا کہ ہمیں رومی سنہ اختیار کر لینا چاہیئے مگر لوگوں نے کہا کہ وہ تو ذوالقرنین سے شروع کرتے ہیں اور یہ بہت طول ہوگا، بعض نے فارسی سنہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا اس پر کہا گیا کہ اُن کا دستور یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا ہے اُس سے قبل کا زمانہ ترک کر دیا جاتا ہے تب سب کی رائے یہ ہوئی کہ دیکھا جائے رسول اللہ صلعم نے مدینہ کتنی مدت قیام فرمایا ہے معلوم ہوا دس سال چنانچہ اب رسول اللہ صلعم کی ہجرت سے سنہ تاریخ اختیار کر لیا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمرؓ سے کہا تاریخ مقرر کیجئے انھوں نے کہا کیا کروں اس نے کہا اہل عجم اپنی تحریر میں لکھا کرتے ہیں کہ فلاں ماہ فلاں سنہ آپ نے کہا یہ اچھا طریقہ ہے تم بھی تاریخ لکھا کرو لوگوں نے پوچھا کس سنہ سے شروع کریں بعض نے کہا آپ کی بعثت سے، بعض نے کہا آپ کی وفات سے مگر پھر سب کا اس پر اجماع ہوا کہ ہجرت سے ابتدا ہو اس کے بعد انھوں نے کہا کہ کن مہینوں سے ابتدا کی جائے بعض نے کہا رمضان سے دوسروں نے کہا محرم مناسب ہے کیونکہ اس ماہ میں لوگ حج سے فارغ ہو کر واپس آتے ہیں اور ماہ حرام بھی ہے

چنانچہ سب کا اسی پر اتفاق ہوا کہ محرم سے ابتدا کی جائے۔

سہل بن ساعد سے مروی ہے کہ لوگوں نے زمانہ کا شمار اور حساب نہ رسول اللہ صلعم کی بعثت سے شروع کیا اور نہ آپ کی وفات سے بلکہ آپ کے مدینہ تشریف لانے کے وقت سے ابتدا کی، ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس سال رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے تاریخ مقرر کی گئی اسی سال عبداللہ بن الزبیر پیدا ہوئے ابن عباسؓ سے دوسرے سلسلہ سے بھی یہی مروی ہے۔ عثمان بن محصن سے مروی ہے کہ ابن عباس والفجر ولیال عشر کی تفسیر میں کہتے تھے کہ فجر سے مراد ماہ محرم ہے کیونکہ یہ مہینہ سال کا فجر ہے۔

عُبید بن عمیر سے مروی ہے کہ محرم خاص اللہ عزوجل کا مہینہ ہے، یہ سال کا سر ہے اسی ماہ میں بیت اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے، اس سے تاریخ کی ابتدا ہوتی ہے، اس میں چاندی مسکوک کی جاتی ہے اسی مہینے میں وہ دن ہے جس میں ایک قوم نے اللہ کی جناب میں توبہ کی تھی اور اللہ عزوجل نے اُن کی توبہ کو شرف قبولیت بخشا۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے خطوں پر یعلی ابن امیہ نے جو یمن میں تھے تاریخ لکھی، رسول اللہ صلعم ربیع الاول میں مدینہ آئے تھے مگر لوگوں نے شروع سنہ سے تاریخ لکھی۔

زہری اور شعبی سے مروی ہے کہ خانہ کعبہ کی بنا سے قبل بنی اسماعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے واقعہ سے تاریخ کا حساب کرتے تھے پھر جب اسمٰعیل اور ابراہیم علیہما السلام نے کعبہ کو بنایا تو اسماعیل تعمیر کعبہ سے تاریخ کا حساب کرنے لگے البتہ جب یہ لوگ ادھر اُدھر منتشر ہونے لگے تو جو قبیلہ تہامہ سے باہر ہو جاتا تھا وہ اپنی اس علیحدگی سے تاریخ کا حساب کرتا تھا اور بنی اسماعیل میں سے جو لوگ تہامہ میں رہ جاتے تھے وہ سعد، ہند اور جہینہ بنی زید کے تہامہ سے خروج کے دن سے تاریخ کا حساب لگاتے یہ طریقہ کعب بن لوئی کی موت تک جاری رہا اس کے بعد پھر بنی اسماعیل نے واقعۂ فیل تک کعب کی موت سے تاریخ مقرر کی واقعۂ فیل کے بعد اس سے تاریخ کا شمار ہونے لگا یہ طریقہ عمرؓ کے زمانے تک جاری رہا پھر انھوں نے

۱۷ھ یا ۱۸ھ ہجری میں واقعہ ہجرت سے تاریخ مقرر کی۔

سعید بن المسیب بیان کرتے تھے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سب کو جمع کر کے پوچھا کس دن سے تاریخ لکھی جائے علیؓ نے کہا جس روز رسول اللہ صلعم نے ہجرت فرمائی اور سرزمین شرک کو خیرباد کہا عمرؓ نے اسی کو قبول کر لیا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بنی اسماعیل کی تاریخ نویسی کے متعلق جو بیان اوپر گذرا ہے یہ صحت سے کچھ دور نہیں ہے کیونکہ اُن میں یہ دستور نہ تھا کہ سب کے سب کسی مشہور واقعہ سے تاریخ لکھتے ہوں بلکہ اُن میں سے بعض لوگ کسی قحط یا خشک سالی سے جو اُن کے ملک کے کسی سمت یا گوشہ میں رونما ہو جاتی تاریخ کی ابتدا کرنے لگتے یا کوئی عامل جو اُن پر متعین ہوتا یا کوئی اور خاص واقعہ جو پیش آتا اور اُس کی شہرت ہو جاتی اُس سے تاریخ کا حساب شروع کر دیتے اس بات پر اُن کے شعرا کے اقوال شاہد ہیں اگر کوئی خاص واقعہ تاریخ کے لئے اُن میں عام طور پر مقبول ہوتا تو یہ اختلافات کیوں ہوتے۔ ربیع بن ضبع الفزاری کہتا ہے:۔

عاذا آمل الخلودَ وقد ادرك عقلی ومولدی حجرا

(ترجمہ) کیا اب میں بقائے دوام کی توقع رکھوں جبکہ میری عقل خرف ہو چکی ہے اور میں حجر کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں۔

ابا امرئ القیس هل سمعت به هیهات هیهات طال ذا عمرا

(ترجمہ) یہ امرئ القیس کا باپ تھا تم نے اُس کا نام سنا ہے اب دیکھو کہ میری عمر کتنی طویل ہوئی۔

اس شاعر نے اپنی عمر کا حساب امرئ القیس کے باپ حجر سے لگایا ہے اسی طرح نابغہ بنی جعدہ کہتا ہے:۔

فمن یك سائلاً عنی فانی من الشبان ازمان الخنان

(ترجمہ) جو میری عمر دریافت کرے اُسے معلوم ہونا چاہیئے کہ میں عام مرض گٹھیا کے زمانے کے جوانوں میں سے ہوں۔

اس شعر میں نابغہ نے اپنی عمر کا حساب اس مرض سے لگایا ہے جو اُن میں

عام طور پر پھیلا ہوا تھا۔ ایک اور شاعر کہتا ہے :۔

وماھیَ اِلّاَ فی اِزارٍ وَعلقۃٍ مُغارَ ابن ھمام علی حیّ خثعما

(ترجمہ) جب ابن حمام نے قبیلۂ خثعم پر غارتگری کی ہے اُس وقت وہ بالیاں اور ازار پہننے لگی تھی۔

ان سب شعراء نے جن کے اشعار نقل کیے گئے ہیں اپنے ان شعروں میں اپنے قریب زمانہ کے کسی خاص اور مشہور واقعہ سے تاریخ بیان کی ہے اور ان سب نے ایک دوسرے سے بالکل علٰحدہ واقعات کو اپنی تاریخ کے لیے اختیار کیا ہے۔ اگر اُن میں کوئی خاص اور مشہور تاریخ کا حساب ہوتا جس طرح کہ اب مسلمانوں میں، یا دوسرے اور تمام اقوام میں رائج ہے تو ان میں یہ اختلافات نہ ہوتے مگر بات وہی ہے جو ہم نے بیان کردی البتہ عربوں میں صرف قریش ایسے تھے جو ہجرت نبوی سے پہلے واقعۂ فیل سے تاریخ شمار کرتے تھے اور یہ وہی سنہ ہے جس میں رسول اللہ صلعم پیدا ہوئے ہیں۔ واقعۂ فیل اور واقعۂ فجار کے درمیان بیس سال گذرے اور فجار اور بنائے کعبہ کے درمیان پندرہ سال اور بنائے کعبہ اور بعثت کے درمیان پانچ سال گذرے تھے۔

چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ صلعم کو نبوت ملی پہلے تین سال قبل اس کے کہ آپ کو دعوت اور اپنے دین کے اظہار کا حکم دیا جاتا اسرافیل آپ کے پاس آتے رہے تین سال کے بعد جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے نبوت کا پیام آپ کو دیا اور حکم دیا کہ آپ اللہ کی طرف لوگوں کو علانیہ طور پر دعوت دیں، رسول اللہ صلعم نے اپنی تعلیم ظاہر کی اور دس سال تک مکہ میں رہ کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے اس کے بعد نبوت کے چودھویں برس ربیع الاول میں آپ ہجرت کرکے مدینہ گئے، آپ دوشنبہ کے دن مکہ سے روانہ ہوئے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن ۱۳ ربیع الاول کو مدینہ تشریف لائے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن نبی صلعم پیدا ہوئے۔ دوشنبہ کے دن آپ کو نبوت ملی، دوشنبہ کے دن آپ نے پتھر اُٹھایا۔ دوشنبہ کے دن ہجرت کے لئے مکہ سے

چلے دوشنبہ کے دن مدینہ پہونچے اور دوشنبہ ہی کے دن آپ کی وفات ہوئی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن مدینہ تشریف لائے، ابوجعفر کہتے ہیں کہ تاریخ کے متعلق مسلمانوں کے طرز عمل کو ہم بیان کر آئے ہیں اب اگر ان کی تاریخ کی ابتدا ہجرت سے ہوئی تو انھوں نے گویا رسول اللہ صلعم کے مدینہ تشریف لانے سے دو ماہ بارہ دن قبل یعنی محرم سے جو سال کا پہلا مہینہ ہے تاریخ کی ابتدا کی ہے کیونکہ مذکورہ بالا بیان کے مطابق آپ ربیع الاول کی ۱۲ کو مدینہ آئے ہیں اس روز سے نہیں بلکہ سال کے شروع سے تاریخ مقرر کی گئی۔

۱ سنہ ہجری کے اہم واقعات

ہم نبی صلعم کے مدینہ آنے کے وقت کو اور یہ کہ وہ کہاں اور کس کے پاس مقیم رہے اور پھر وہاں سے کیونکر دوسری جگہ چلے آئے بیان کر چکے ہیں اب ہم اس سال سے جو ہجرت کا پہلا سال ہے بقیہ واقعات بیان کرتے ہیں اس میں سب سے اہم واقعہ یہ ہوا کہ آپ نے اپنے تمام صحابہؓ کو جمعہ میں جمع کیا اسی دن آپ قبا سے مدینہ آنے کے لئے روانہ ہوئے آپ بنی سالم بن عوف کے پاس ان کی ایک وادی کے بطن میں پہنچے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا۔ اس مقام پر اس روز ایک مسجد بنائی گئی اور یہ اسلام میں پہلا جمعہ ہے جو رسول اللہ صلعم نے ادا کیا آپ نے اس جمعہ میں خطبہ بھی دیا اور یہی پہلا خطبہ ہے جو آپ نے مدینہ میں دیا ہے، وہ خطبہ یہ ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں اس سے مدد مانگتا ہوں اس سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اس سے ہدایت مانگتا ہوں۔ اس پر ایمان رکھتا ہوں اس کا انکار نہیں کرتا۔ بلکہ جو اس کا منکر ہے اس سے اپنی عداوت کا اعلان کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس کے اور کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے جسے اس نے ہدایت، روشنی اور موعظت دیکر بندوں کے لئے

اس لئے مبعوث فرمایا کہ بہت روز سے انبیا کا آنا رُک گیا تھا اور جہالت اور گمراہی کا دور دورہ ہو گیا تھا اور اس لئے کہ اب زمانہ ختم ہو رہا ہے آخرت کی گھڑی آگئی ہے اور وقت قریب آپہنچا ہے، جس نے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے اُن کی نافرمانی کی وہ راہ راست سے بھٹک گیا وہ حد سے متجاوز ہو گیا اور بہت دُور غلط راستے پر چلا گیا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو یہ بہترین مشورہ ہے جو ایک مسلم دوسرے مسلم کو دے سکتا ہے کہ وہ اُسے آخرت کے لئے عمل نیک پر برانگیختہ کرے اور اللہ کے خوف کو ہر وقت پیش نظر رکھنے کا حکم دے بس تم اللہ سے ڈرتے رہو جبکہ اُس نے اپنے سے ڈرایا ہے اس سے بہتر نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ مشورہ اللہ سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ تم صدق نیت سے آخرت کے لئے اللہ کے خوف کو پیش نظر رکھکر نیک اعمال کرو اور جو شخص ظاہر و باطن میں حسن نیت کے ساتھ اللہ کی خوشنودی کے لئے عمل کرے گا اللہ اُسے اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی یاد رکھے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو جبکہ اس کے خلاف عمل کرنے والا چاہے گا کہ کاش اُس کے اور اُس کے برے عمل کے درمیان مسافت بعید حائل ہوتی اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کا قول صادق ہے جو اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے اور خلاف وعدہ نہیں کرتا وہ فرماتا ہے۔ وما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید (ہمارے پاس خلاف وعدگی نہیں ہوتی اور ہم ہرگز بھی بندوں پر ظلم نہیں کرتے) ظاہر و باطن اپنے دنیاوی اور دینی معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جو اُس سے ڈرتا رہے گا وہ اُس کی برائیوں کے اثر بد سے اُس شخص کو محفوظ رکھے گا اور اُسے بڑا اجر دے گا۔ جو اللہ سے ڈرتا رہا اُس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کرلی۔ اللہ کا خوف اُس کی دشمنی عقوبت اور ناراضگی سے بچاتا ہے، اللہ کے خوف سے چہرے نورانی ہو جاتے ہیں۔ رب راضی ہوتا ہے اور مرتبہ بلند ہوتا ہے، اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو اور اللہ کے

مقابلہ میں حد سے تجاوز نہ کرو اللہ نے اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور تمہارے لئے اپنا راستہ بتا دیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون سچے تھے اور کون جھوٹے لہٰذا جیسا احسان اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے ویسا ہی تقویٰ تم اختیار کرو۔ اُس کے دشمنوں سے دشمنی کرو اور اُس کی راہ میں نیک نیتی سے جہاد کرو اُس نے تم کو اختیار کیا ہے اور تم کو مسلمان کیا ہے تاکہ اس حجت نبوت کے بعد اب جو برباد ہو برباد ہو اور جو زندہ رہے زندہ رہے، تمام قوت صرف اللہ کو حاصل ہے اکثر اللہ کو یاد کرتے رہو آخرت کے لئے عمل کرو جو شخص اللہ سے اپنی بات بنا لے گا اللہ پھر سب میں اُس کی بات بنا دے گا اور یہ اس لئے کہ اللہ کا فیصلہ لوگوں پر نافذ ہے اُن کی کوئی بات اُس پر نہیں چلتی اور وہ تمام لوگوں کا مالک ہے لوگ اُسکے قطعی مالک نہیں اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام قوتیں صرف اللہ بزرگ کو حاصل ہیں"۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ نماز کے بعد رسول اللہ صلعم اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے آپ نے اُس کی مہار چھوڑ دی جس انصاری کے گھر سے وہ گذرتی وہ گھر والے آپ کو اپنے یہاں فروکش ہونے کی دعوت دیتے اور عرض کرتے کہ آپ ہمارے پاس فروکش ہوں ہماری تعداد بھی زیادہ ہے اور ہر طرح کی آسایش اور سامان راحت مہیا ہے رسول اللہ صلعم فرماتے اُس کی مہار چھوڑ دو یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے اسی طرح ہوتے ہوتے وہ اونٹنی اُس مقام پر آئی جہاں اب مسجد نبوی ہے اور وہ مسجد کا جہاں اب دروازہ ہے بیٹھ گئی اُس وقت وہ جگہ اونٹوں کا اصطبل تھا جو بنی النجار کے دو یتیم بچے سہل اور سہیل کی جو عمرو بن عباد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کے بیٹے اور معاذ بن عضراو کی تولیت میں زیر پرورش تھے، ملکیت تھا، اونٹنی بیٹھ گئی مگر رسول اللہ صلعم اب بھی اُس پر سے نہ اُترے پھر وہ کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چلکر اس وقت اُس کی مہار بالکل چھوٹی ہوئی تھی رسول اللہ صلعم نے اُسے نہیں موڑا بلکہ وہ خود ہی مڑکر پھر اُسی جگہ جہاں پہلے آکر بیٹھی تھی پھر واپس آئی اور

بیٹھ گئی اور اس نے اپنے دونوں پچھلے پاؤں بھی جھاڑ دئیے تب رسول اللہ صلعم اوترے ابو ایوب نے آپ کی کاٹھی اٹھائی اور اسے اپنے گھر میں رکھا۔ تمام انصار نے آپ سے اپنے یہاں قیام کی استدعا کی مگر آپ نے کہا کہ آدمی وہیں جہاں اُس کا کجاوہ اس طرح اب آپ ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب کے پاس بنی غنم بن النجار میں فروکش ہو گئے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے پوچھا کہ یہ اونٹوں کا باڑہ کس کا ہے معاذ بن عفرا نے آپ سے کہا کہ یہ دو یتیموں کا ہے جو میرے زیر تربیت ہیں میں ان کو راضی کر لوں گا تب رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ مسجد بنائی جائے اور آپ اپنی مسجد اور مکانات کے بننے تک ابو ایوب کے پاس مہمان رہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسجد کی زمین کو آپ نے خرید لیا اور پھر مسجد بنائی۔ مگر ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے۔ جو انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسجد نبوی کی زمین بنی النجار کی تھی اس میں کھجور کے درخت۔ کھیتی اور کچھ قبریں زمانۂ جاہلیت کی تھیں رسول اللہ صلعم نے ان سے کہا کہ قیمت لیکر یہ جگہ مجھے دیدو انھوں نے کہا سوائے اللہ کی خوشنودی کے ہم اس کی کوئی قیمت نہیں چاہتے، تب رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ کھجور قطع کر دی جائیں چنانچہ کھجور کاٹ دی گئیں کھیتی برباد کی گئی اور قبروں کو اکھاڑ دیا گیا مسجد کی تعمیر سے قبل رسول اللہ صلعم بھیڑوں کے باڑوں میں یا جہاں نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اب مسجد کی تعمیر کا کام خود رسول اللہ صلعم نے اپنے ذمے لیا اور آپ کے تمام صحابہؓ مہاجرین اور انصار نے اپنے ذمے لیا۔

اسی سال مسجد قبا بنائی گئی۔ رسول اللہ صلعم کے مدینہ آنے کے بعد مسلمانوں میں سے سب سے پہلے کلثوم بن الہدم آپ کے مکان کے مالک کا انتقال ہوا آپ کے مدینہ آنے کے بہت تھوڑے دن بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اسی سال ابو امامہ اسعد بن زرارہ نے وفات پائی ابھی رسول اللہ صلعم مسجد کی تعمیر سے جب آپ نے کھجور کی

تا گھوں اور کوکر موتھے کے پتوں سے پاٹا تھا فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ابو اُمامہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے متعلق رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ابو اُمامہ کی موت بہت ہی بے موقع ہوئی یہود اور عرب کے منافق کہتے ہیں کہ اگر محمد نبی ہوتے تو اُن کا آدمی نہ مرتا حالانکہ اللہ کے یہاں نہ اپنے لیئے اور نہ اپنے کسی کے لئے میری کچھ نہیں چلتی۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اسعد بن زرارہ کو کانٹوں سے جلا ڈالا۔

عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کے مرنے کے بعد بنی النجار رسول اللہ صلعم کے پاس آئے یہ ابو اُمامہ اُن کا نقیب تھا اور عرض پرداز ہوئے کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس شخص کی مرتبت ہم میں کیا تھی آپ ہم میں سے کسی کو اُس کی جگہ مقرر فرماویں تاکہ جو خدمات وہ انجام دیتا تھا دوسرا ہمارے لئے انجام دینے لگے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم میرے ننھیالی رشتہ دار ہو میں تم میں سے ہوں اور اب میں تمہارا نقیب بنجاتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو یہ بات پسند نہ آئی کہ آپ اُن میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے۔ اسی لئے بنی النجار اس بات کو بھی اپنے اور قبیلوں کے سامنے فخریہ بیان کرتے تھے کہ خود رسول اللہ صلعم اُنکے نقیب بنے۔ اس سال ابو احیحہ نے طائف میں اپنی جائداد میں انتقال کیا اور ولید بن المغیرہ اور عاص بن وائل السہمی نے مکہ میں انتقال کیا۔

اس سال بعض راویوں کے بیان کے مطابق مدینہ آنیکے اٹھارہ ماہ بعد ذی القعدہ میں رسول اللہ صلعم حضرت عائشہؓ کے ساتھ شب باش ہوئے۔ بعض راویوں نے کہا ہے کہ مدینہ آنے کے سترہ ماہ بعد ماہ شوال میں رسول اللہ صلعم حضرت عائشہؓ کے ساتھ شب باش ہوئے ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلعم کا نکاح حضرت عائشہؓ سے ہو گیا تھا اُس وقت اُن کی عمر چھ سال تھی، سات سال بھی بیان کی گئی ہے۔

عبداللہ بن صفوان اور ایک اور صاحب حضرت عائشہؓ کے پاس آئے عائشہؓ نے پوچھا کیا تم نے حفصہ کی حدیث سنی ہے اس نے کہا ہاں اُم المومنین عبداللہ بن صفوان نے پوچھا وہ کیا ہے حضرت عائشہؓ نے کہا اللہ نے مجھے نو خصوصیات ایسی عطا فرمائی ہیں جو کسی اور عورت کو نصیب نہیں ہوئیں البتہ اللہ نے حضرت مریم بنت عمران کو جو مرتبہ عطا فرمایا وہ علیحدہ رہا اور یہ بات کچھ میں اپنی ہمسروں پر اظہار فخر کے لئے نہیں کہتی، عبداللہ بن صفوان نے پوچھا وہ کیا خصوصیات ہیں، عائشہؓ نے کہا۔ فرشتہ میری صورت میں اترا۔ میری عمر سات برس کی تھی کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے نکاح کیا۔ میری عمر نو برس کی تھی کہ مجھے آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ صرف میں باکرہ تھی جس سے رسول اللہ صلعم نے شادی کی سوائے آپ کے اور کوئی میرا خاوند نہیں ہوا۔ جبکہ آپ اور میں ایک لحاف میں لیٹے ہوتے تھے اسی حالت میں آپ پر وحی آیا کرتی تھی، مجھے آپ سب سے زیادہ چاہتے تھے میری برائت میں قرآن کی آیت نازل ہوئی حالانکہ موقع ایسا آگیا تھا کہ امت تباہ ہو جاتی۔ میں نے جبرائیلؑ کو دیکھا میرے سوا آپ کی کسی اور بیوی کو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا، آپ کی روح میرے گھر میں قبض کی گئی جبکہ وہاں سوائے فرشتے اور میرے کوئی اور آپ کے پاس نہ تھا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ صلعم نے شوال میں نکاح کیا تھا اور جب کبھی بھی آپ پہلی مرتبہ ان کے ساتھ شب باش ہوئے وہ شوال ہی کا مہینہ تھا۔ اس کے متعلق حسب ذیل روایتیں آئی ہیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے شوال میں مجھے نکاح کیا۔ شوال ہی میں وہ مجھ سے ہم بستر ہوئے اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ اس بات کو زیادہ پسند کرتی تھیں کہ ان کے یہاں کی عورتوں کی شادی شوال میں ہوا کرے۔

دوسرے سلسلہ سے حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال ہی میں آپ میرے ساتھ شب باش ہوئے اور کسی آپ کی دوسری بیوی کو مجھ سے زیادہ آپ سے تمتع کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضؓ اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ اُن کے یہاں کی بیبیوں کی شادی شوال میں ہو۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بیان کیا گیا ہے کہ ماہ شوال میں بدھ کے دن رسول اللہ صلعم حضرت عائشہ رضؓ کے ساتھ سُنح میں ابو بکرؓ کے گھر میں شب باش ہوئے۔

اس سال نبی صلعم نے اپنی صاحبزادیوں اور بیوی سودہ رضؓ بنت زمعہ زید بن حارثہ اور ابو رافع کو مکہ سے بلا بھیجا اور ابو رافع اُن کو مکہ سے سواریوں پر مدینہ لے آئے۔

عبداللہ بن اریقظ نے مکہ جاکر جب عبداللہ بن ابی بکر رضؓ کو اُن کے باپ کا پتہ اور مقام بتایا وہ اپنے باپ کے بیوی بچوں کو لیکر اُن کے پاس آنے کے لئے مکہ سے چلے طلحہ بن عبید اللہ بھی ساتھ ہوئے اس قافلہ میں اُمّ رومان عائشہ رضؓ اور عبداللہ بن ابی بکر رضؓ کی ماں بھی ساتھ تھیں۔ یہ مدینہ پہونچ گئے۔

اس سال حالت اقامت کی نماز میں دو رکعتیں اضافہ کی گئیں اس سے قبل اقامت اور سفر کی ایک ہی نماز دو رکعت تھی۔ یہ تبدیلی رسول اللہ صلعم کے مدینہ آنے کے ایک ماہ بعد ربیع الآخر کی بارہ تاریخ کو نافذ کی گئی۔ واقدی کہتا ہے کہ اس واقعہ کے متعلق اہل حجاز میں سے کسی کو مذکورہ بالا بیان سے اختلاف نہیں ہے۔

بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال اور واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم کے مدینہ آنے کے دوسرے سال ماہ شوال میں عبداللہ بن زبیر رضؓ پیدا ہوئے۔ واقدی سے مروی ہے کہ ہجرت کے بیس ماہ بعد مدینہ میں عبداللہ بن الزبیر پیدا ہوئے ابو جعفر کہتے ہیں کہ چونکہ ہجرت کے بعد دار الہجرۃ میں یہ سب سے پہلے بچے تھے جو پیدا ہوئے تھے اُن کی ولادت کی خوشی میں صحابہ رضؓ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس غیر معمولی اظہار مسرت کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں سے کہا گیا تھا کہ

یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں پر سحر کر دیا ہے اُن کے یہاں اولاد ہی نہ ہوگی اسی لئے ان کی ولادت کی خوشی میں صحابہؓ نے تکبیر کہی، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسماؓ بنت ابی بکرؓ جب ہجرت کر کے مدینہ آئیں اُسی وقت اُن کو عبد اللہ کا حمل تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نعمان بن بشیر اسی سال پیدا ہوئے۔ نبی صلعم کی ہجرت کے بعد یہ پہلے بچے تھے جو انصار میں پیدا ہوئے مگر واقدی نے اس سے بھی انکار کیا ہے۔

سہل بن ابی حثمہ اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ انصار میں سب سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا وہ نعمان بن بشیر تھے یہ ہجرت کے چودہ ماہ بعد پیدا ہوئے اس طرح رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ سال یا کچھ زیادہ تھی۔ یہ واقعہ بدر سے تین یا چار ماہ قبل پیدا ہوئے تھے۔

ابو الاسود سے مروی ہے کہ کسی نے نعمان بن بشیر کا ذکر عبد اللہ بن الزبیر کے سامنے کیا انھوں نے کہا وہ مجھ سے چھ ماہ بڑے ہیں عبد اللہ بن الزبیر ہجرت کے بیسویں ماہ اور نعمان بن بشیر چودھویں مہینے ربیع الآخر میں پیدا ہوئے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مختار بن ابی عبید الثقفی اور زیاد بن سُمیّہ بھی اسی سال پیدا ہوئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال کے ماہ رمضان میں ہجرت کے ستر ھویں مہینے رسول اللہ صلعم نے حمزہؓ بن عبد المطلب کو سفید نشان دیا اور تیس آدمیوں کے ساتھ قریش کے تجارتی قافلوں کو روکنے بھیجا حمزہؓ کی مڈ بھیڑ ابو جہل سے ہوئی جس کے ساتھ تین سو آدمی تھے مگر مجدی بن عمرو الجہنی فریقین کے بیچ میں حائل ہو گیا اور اس طرح دونوں حریف بغیر لڑے الگ الگ ہو گئے۔ حمزہؓ کا علمبردار ابو مرشد تھا۔

نیز اسی سال ہجرت کے اٹھارھویں مہینے رسول اللہ صلعم نے عبیدۃ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف کو سفید علم دیکر بطن رابغ بھیجا۔ مسطح بن اثاثہ ان کے علمبردار تھے اور ساٹھ مہاجرین ان کے ساتھ تھے ان میں کوئی انصاری نہ تھا، ثنیۃ المرہ جو جحفہ کی سمت میں واقع ہے پہونچے

احیاء نام ایک چشمۂ آب پر ان کا مشرکین سے مقابلہ ہوا مگر طرفین سے صرف تیر اندازی ہوئی تلوار کی نوبت نہ آئی۔ مشرکین کے دستہ فوج کی امارت میں اختلاف ہے بعضوں نے ابو سفیان بن حرب کو امیر بتایا ہے دوسروں نے مکرز بن حفص کا نام لیا ہے واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ابو سفیان بن حرب اس فوج کا امیر تھا اور اس کی تعداد دو سو[2] تھی۔

اس سال ذیقعدہ میں رسول اللہ صلعم نے سعد بن ابی وقاصؓ کو ایک سفید نشان دیکر خرار بھیجا۔ مقداد بن عمرو ان کے علمبردار تھے۔ اس کے متعلق خود سعدؓ سے مروی ہے کہ میں بیس یا اکیس[1] آدمیوں کے ساتھ پیدل خرار روانہ ہوا۔ دن کو ہم چھپ رہتے تھے اور رات کو چلتے تھے پانچویں صبح کو صبح کے وقت ہم وہاں پہونچ گئے۔ رسول اللہ صلعم نے مجھے ہدایت فرمادی تھی کہ میں وہاں سے آگے نہ بڑھوں مگر دشمن کا تجارتی قافلہ مجھ سے ایک دن پہلے وہاں سے گذر چکا تھا۔ ان کی تعداد ساٹھ تھی اور میرے ساتھ سب کے سب مہاجرین تھے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ تمام سرایا جن کو ہم واقدی کی روایت سے بیان کر آئے ہیں یہ سب تاریخ کے وقت سے دوسرے سال کے ہیں۔

محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے اس ربیع الاول کا بقیہ حصہ ماہ ربیع الآخر جمادی الاول جمادی الآخرہ۔ رجب، شعبان۔ رمضان۔ شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم آپ نے مدینہ ہی میں قیام فرمایا اس سال کا حج مشرکین ہی کے اہتمام میں ہوا مدینہ آنے کے بارھویں مہینے صفر میں آپ جہاد کے لئے نکلے قریش اور بنی ضمرہ بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کی نیت سے ودان آئے یہ ہی غزوۂ ابواء ہے بنی ضمرہ کے رئیس مخشی بن عمرو نے جو خود اسی قبیلہ کا تھا آپ سے مصالحت کر لی۔ آپ بغیر کسی نقصان کے مدینہ واپس آگئے بقیہ ماہ صفر اور ربیع الاول کا ابتدائی حصہ آپ نے مدینہ میں بسر کیا اسی قیام کے اثناء میں آپ نے عبیدہ بن الحارث بن المطلب کو ساٹھ یا اسی شتر سوار مہاجرین کے ساتھ جن میں کوئی انصاری نہ تھا

جہاد کے لئے روانہ کیا یہ جماعت حجاز کے ایک چشمۂ آب احیاء نام پر جو ثنیۃ المرہ کے زیرین میں واقع ہے پہونچی یہاں قریش کی ایک بہت بڑی جماعت سے اُن کا مقابلہ ہوا جنگ تو نہ ہوئی البتہ سعد بن ابی وقاص نے ایک تیر پھینکا۔ یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا اس کے بعد دونوں فریق مقابلہ سے پسپا ہوئے مسلمانوں کے لئے عقبی بچانے والی جماعت بھی تھی۔ مقداد بن عمرو البھرانی بنی زہرہ کے حلیف اور عتبہ بن غزوان بن جابر بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف مشرکین کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں کے پاس بھاگ آئے یہ دونوں پہلے سے مسلمان تھے اور مشرکین کے ساتھ لڑنے محض اسی غرض سے آئے تھے کہ اس طرح مسلمانوں سے آملیں گے، عکرمہ بن ابی جہل اس قوم کا امیر تھا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے اسلام میں سب سے پہلا عَلَم جو کسی مسلمان کو رسول اللہ صلعم نے دیا ہے وہ یہی عُبیدہ کا عَلَم ہے۔ مگر بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ غزوۂ ابواء سے واپسی میں مدینہ پہونچنے سے قبل ہی رسول اللہ صلعم نے عُبیدہ کو بھیجا۔

اسی قیام کے زمانے میں آپ نے حمزہ بن عبد المطلب کو عیص کی سمت سے مہاجرین کے تیس شتر سواروں کے ساتھ سیف البحر جو جُہینہ کے علاقہ میں واقع ہے روانہ فرمایا اس جماعت میں بھی مہاجرین کے علاوہ کوئی انصاری نہ تھا، اس ساحل پر ابو جہل بن ہشام مکہ کے تین سو شتر سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ پر آیا مگر مجدی بن عمرو الجہنی نے جس کی فریقین سے مصالحت تھی بیچ بچاؤ کرا دیا اور بغیر لڑائی کے فریقین اپنی اپنی راہ چل دیئے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حمزہؓ کا عَلَم پہلا عَلَم ہے جو رسول اللہ صلعم نے کسی مسلمان کو دیا ہے اور چونکہ اُن کی اور عُبیدہ بن الحارث کی مہم بیک وقت بھیجی گئی ہیں اسلئے یہ بات مشتبہ ہو گئی کہ کسے پہلے عَلَم سرفراز ہوا۔ مگر ہم نے علماء سے یہی بات سُنی ہے کہ سب سے پہلے عہد اسلام میں عُبیدہ بن الحارث کو عَلَم دیا گیا ہے۔

اس کے بعد ربیع الآخر میں خود رسول اللہ صلعم قریش کے ارادے سے جہاد کے لئے روانہ ہوئے اور کوہ رضویٰ کی سمت سے بواط آئے اور

پھر بغیر کسی مقاتلہ اور لڑائی کے مدینہ واپس تشریف لے آئے اور ربیع الآخر کا بقیہ حصہ اور جمادی الاوّل کا کچھ حصہ آپ نے مدینہ میں بسر کیا اُس کے بعد پھر آپ قریش سے مقابلہ کے لئے جہاد پر روانہ ہوئے اس مرتبہ آپ بنی دینار بن النجار کی سرنگ سے گذر کر فیفا الخیار پر سے ہوتے ہوئے ابن ازہری چٹان ذات الساق نام میں ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے یہاں آپ نے نماز پڑھی اسی لئے وہاں آپ کی مسجد موجود ہے یہاں آپ کیلئے کھانا پکایا گیا آپ نے اور آپ کے صحابہؓ نے اسے تناول فرمایا وہاں جس جگہ چولھے تھے وہ مقام بھی اب تک معلوم ہے اور وہاں کے عشیرب نام ایک چشمہ سے آپ کے پینے کے لئے پانی لایا گیا پھر آپ وہاں سے چل کھڑے ہوئے آپ نے خلائق کو اپنی بائیں جانب چھوڑا اور شعبہ عبداللہ نام گھاٹی کا راستہ اختیار کیا یہ گھاٹی اب تک اسی نام سے مشہور ہے اس کے بعد پھر آپ بائیں جانب ہو لئے اور وادی یلیل میں سے اوتر کر اس کے اور وادی الضبوعہ کے سنگم پر فروکش ہوئے وہاں ایک کنواں تھا اس کا پانی آپ نے نوش فرمایا یہاں سے آپ نے فرش ملل کا راستہ لیا صخیرات الیمام آکر پھر آپ عام راستہ پر آئے یہ راستہ آپ کو بطن ینبوع کے مقام عشیرہ لے آیا آپ نے جمادی الاوّل کا بقیہ حصہ اور کچھ راتیں جمادی الآخر کی یہاں قیام فرمایا اور اسی مقام پر آپ نے بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت کر لی اور پھر بغیر کسی لڑائی کے آپ مدینہ پلٹ آئے اسی غزوہ میں آپ نے علیؓ سے جو کچھ کہا کہا۔ اس غزوۂ عشیرہ سے واپس آکر آپ کو مدینہ میں دس راتیں بھی نہ گزرنے پائی تھیں کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کے گلوں پر غارتگری کی آپ اُس کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور سفوان نام ایک وادی میں جو بدر کی سمت واقع ہے آئے مگر کرز آپ کی گرفت سے نکل گیا اور آپ اُسے نہ پا سکے یہ بدر کا پہلا غزوہ ہے، آپ پھر مدینہ واپس تشریف لے آئے جمادی الآخر کا بقیہ حصہ، ماہ رجب اور شعبان آپ نے وہیں قیام فرمایا، غزوۂ سعد بن ابی وقاص سے لیکر اب تک آپ

آٹھ جماعتوں کو جہاد کے لئے بھیج چکے تھے۔
واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال یعنی ہجرت کے پہلے سال ابو قیس بن الاسلت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نے کہا یہ تو بہت عمدہ مذہب ہے جس کی آپ نے دعوت دی ہے میں جاکر اس پر غور کرتا ہوں اور پھر آؤں گا، اس کے بعد عبداللہ بن اُبیؓ اس کے پاس گیا اور اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم خزرج کے مقابلہ سے پہلو تہی کرتے ہو اور اسی وجہ سے اسلام لانا چاہتے ہو ابو قیس نے کہا اگر تمہارا یہ خیال ہے تو میں ایک سال تک مسلمان نہیں ہوتا یہ اس سال کے ذی قعدہ ہی میں مر گیا۔

۲ سنہ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

تمام ارباب سیر کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس سال ربیع الاول میں خود رسول اللہ صلعم غزوۂ ابواء پر تشریف لے گئے اسے غزوۂ وَدّان بھی کہا جاتا ہے ان دونوں مقامات کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے اور وَدّان ابواء کے بالکل سامنے واقع ہے، مدینہ سے چلتے وقت رسول اللہ صلعم نے سعد بن عُبادہ بن دلیم کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اس جہاد میں حمزہؓ بن عبدالمطلب آپ کے علمبردار تھے اور یہ عَلَم سفید تھا۔ واقدی کہتے ہیں کہ پندرہ شب آپ نے وہاں قیام فرمایا اور پھر مدینہ تشریف لے آئے۔
واقدی کے قول کے مطابق اس کے بعد پھر رسول اللہ صلعم دو سو صحابہؓ کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہوئے تاکہ قریش کے تجارتی قافلوں کو روکیں، آپ ربیع الاول میں بواطیہ ہو چکے گئے۔ ان قافلوں میں امیّہ بن خلف اور قریش کے سو آدمی اور تھے اور دو ہزار پانسو اونٹ تھے آپ

واپس آ گئے کوئی لڑائی نہیں ہوئی اس غزوہ میں سعد بن ابی وقاص آپ کے علمبردار تھے اور اس موقع پر آپ نے مدینہ میں سعد بن معاذ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا اس کے بعد اسی ماہ میں آپ کرز بن جابر الفہری کے تعاقب میں مہاجرین کیساتھ تشریف لے گئے یہ مدینہ کے ریوڑوں کو جو چرائیں چرا کرتے تھے لوٹ لے گیا تھا رسول اللہ صلعم نے اس کا تعاقب کیا، آپ بدر پہونچے مگر اسے نہ پا سکے اس غزوہ میں علیؓ بن ابی طالب آپ کے علمبردار تھے اور آپ نے زید بن حارثہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ نیز اسی سال جب قریش کے تجارتی قافلے شام جانے لگے آپ اُن کو روکنے کے لئے مہاجرین کیساتھ برآمد ہوئے اس مہم کو غزوہٗ ذات العشیرہ کہتے ہیں آپ ینبع تک گئے۔ اس موقع پر آپ نے ابو سلمہ بن عبدالاسد کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا اور حمزہؓ بن عبدالمطلب آپ کے علمبردار تھے۔

عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ اس غزوۂ ذات العشیرہ میں علیؓ اور میں رسول اللہ صلعم کے ہمراہ رفیق تھے ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا وہاں ہم نے بنی مدلج کے کچھ آدمیوں کو اپنے ایک نخلستان میں زراعتی کام کرتے دیکھا میں نے علیؓ سے کہا کہ آؤ ذرا چلکر دیکھیں کہ یہ کیونکر کاشت کرتے ہیں ہم وہاں آئے تھوڑی دیر ہم دیکھتے رہے ہمیں نیند آنے لگی ہم کھجور کے ایک چھوٹے درخت کے سایہ میں جا کر نرم مٹی پر سو گئے، ہم پڑے سو رہے تھے کہ خود رسول اللہ صلعم نے وہاں آکر ہمیں بیدار کیا زمین پر سونے کی وجہ سے ہم خاک آلودہ ہو گئے تھے آپ نے علیؓ کو اُن کا پاؤں پکڑ کر ہلایا اور فرمایا اے ابو تراب اٹھو قسم ہے اُس کی جو تمہاری زلفوں سے مٹی جھٹک رہا ہے تم کو میں بتاتا ہوں کہ قوم ثمود کا احمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں سب سے زیادہ شقی انسان تھا اور پھر آپ نے اُن کی ڈاڑھی پکڑی، دوسرے طریق سے بھی یہی حدیث عمار بن یاسر سے نقل ہوئی ہے، مگر اس واقعہ کے مطابق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی مذکور ہے کہ ایک مرتبہ سھل بن سعد سے کسی نے کہا کہ مدینہ کے چند اُمراء چاہتے ہیں کہ تم علیؓ کو مدینہ کے منبر پہ گالیاں

دو اُس نے کہا میں اُن کو کیا کہوں اُس شخص نے کہا تم اُن کو ابو تراب کہو سہل بن سعد نے کہا یہ تو خود رسول اللہ صلعم نے اُن کو لقب دیا تھا اُس نے پوچھا اے ابو العباس کیونکر اُس نے کہا ایک مرتبہ علیؓ فاطمہؓ کے پاس گئے اور وہاں سے برآمد ہو کر مسجد کے زیر سایہ لیٹ گئے اُن کے بعد رسول اللہ صلعم فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تمہارے ابن عم کہاں ہیں انھوں نے کہا وہ دیکھئے مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں رسول اللہ صلعم مسجد میں اُن کے پاس آئے دیکھا کہ چادر پیٹھ سے اُتر گئی ہے اور مٹی لگ گئی ہے آپ نے خود اُن کی پیٹھ سے مٹی جھٹکنے لگے اور فرمانے لگے اے ابو تراب بیٹھ جاؤ اس طرح یہ لقب خود رسول اللہ صلعم نے اُن کو دیا تھا اور خود علیؓ اس لقب کو سب ناموں سے زیادہ پسند کرتے تھے۔

اس سال ماہ صفر کی چند راتیں باقی تھیں کہ علیؓ بن ابی طالب کی شادی فاطمہؓ سے ہوئی۔

جمادی الآخر میں رسول اللہ صلعم کرز بن جابر الفہری کے تعاقب سے مدینہ واپس آئے اور رجب میں آپ نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے آٹھ خاندانوں کے ساتھ جن میں کوئی انصاری نہ تھا حجاز روانہ فرمایا۔ واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے بارہ اشخاص کے ہمراہ اس مہم پر بھیجا تھا۔ بہر حال سابق بیان کے مطابق آپ نے روانگی کے وقت ایک خط لکھکر اُن کو دیا اور ہدایت کر دی کہ جب تک دو دن کا سفر نہ طے ہو جائے تم اسے نہ پڑھنا پھر پڑھکر جو حکم دیا گیا ہو اُس کی بجا آوری کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اُس کے لئے مجبور نہ کرنا چنانچہ دو دن سفر کرنے کے بعد عبداللہ بن جحش نے رسول اللہ صلعم کا خط پڑھا اُس میں مرقوم تھا کہ اس خط کے دیکھنے کے بعد تم سیدھے مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ جاکر ٹھہرو وہاں سے قریش کی نگرانی رکھو اور اُن کی خبریں ہمیں پہونچاؤ عبداللہ نے خط دیکھکر کہا میں بسر و چشم اس ارشاد کی بجا آوری کروں گا اور پھر اپنے ساتھیوں سے

کہاکہ رسول اللہ صلعم نے مجھے ایسا حکم دیا ہے مگر اس بارے میں تم پر جبر کرنے سے منع فرمایا ہے لہذا جسے دل سے شہادت کا شوق ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جو نہ چاہتا ہو واپس ہو جائے میں بہر حال اس حکم کی بجا آوری کروں گا مگر کسی نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا وہ اپنی سمت چلے دوسرے تمام اُن کے ساتھی بھی ساتھ ہوئے انھوں نے حجاز کی راہ لی جب یہ بالائے فرع ایک کان پر آئے سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا ایک اونٹ جس کے پیچھے یہ آرہے تھے راہ سے بھٹک گیا یہ اُس کی تلاش میں عبد اللہ بن جحش سے چھوٹ گئے، وہ اپنے اور ساتھیوں کے ساتھ چلتے چلتے نخلہ پہونچے قریش کا ایک تجارتی قافلہ جس میں منقے چمڑے اور دوسرا تجارتی سامان تھا ان کے پاس سے گذرا اس قافلہ میں عمرو بن الحضرمی۔ عثمان بن عبد اللہ بن المغیرہ المخزومی۔ اُس کا بھائی نوفل بن عبد اللہ بن المغیرہ اور حکم بن کیسان ہشام بن المغیرہ کا مولی تھے یہ قافلہ مسلمانوں کے قریب ہی اوترا تھا اُن کو دیکھکر وہ ڈرے مگر عکاشہ بن محصن جن کا سر منڈا ہوا تھا پہاڑ سے اُن کے سامنے برآمد ہوا اُسے دیکھکر قافلہ والے مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ عمرہ کرنے والے ہیں ان سے کچھ خطرہ نہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں نے اس قافلہ کے بارے میں مشاورت کی کہ کیا کیا جائے یہ رجب کا آخری دن تھا سب نے کہاکہ اگر ہم نے ان کو آج رات چھوڑ دیا تو کل یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور پھر تم اُن کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے دوسری طرف یہ مشکل ہے کہ اگر ہم نے ان کو قتل کر دیا تو ہم نے ماہ حرام کی حرمت توڑدی اسی تردد میں تھے اور اُن پر پیشقدمی کرتے ہوئے خائف تھے مگر پھر یہ لوگ دلیر ہو گئے اور سب نے تہیہ کر لیا کہ جس پر قابو چلے اُسے قتل کر ڈالو اور اُن کے مال و متاع کو لوٹ لو، واقد بن عبد اللہ التمیمی نے عمرو بن الحضرمی کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا اور قتل کر دیا نیز انھوں نے عثمان بن عبد اللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا البتہ نوفل بن عبد اللہ بھاگ گیا اور اُن کے ہاتھ نہ آسکا، عبد اللہ بن جحش اور اُن کے ساتھی اُس قافلہ اور دونوں قیدیوں کو

لیکر مدینہ میں رسول اللہ صلعم کے پاس آ گئے۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن جحش کی اولادمیں سے کسی نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اس مال غنیمت میں سے خمس رسول اللہ صلعم کا ہے اس وقت تک اللہ نے غنیمت میں خمس فرض نہیں کیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے خمس کو رسول اللہ صلعم کے لئے علیحدہ کر لیا اور باقی غنیمت تقسیم کر دی۔ جب یہ رسول اللہ صلعم کے پاس پہونچے آپ نے فرمایا کہ میں نے تو تم کو ماہ حرام میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا آپ نے قافلہ اور قیدیوں کو وہیں روک دیا اور اس میں سے کسی حصہ کو بھی قبول نہیں فرمایا آپ کے اس ارشاد سے ان لوگوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ سمجھے کہ مارے گئے، دوسرے مسلمانوں نے بھی ان کو اس حرکت پر ملامت کی اور کہا کہ تم وہ کر گذرے جس کا تم کو حکم نہ تھا تم ماہ حرام میں لڑے حالانکہ اس کی تم کو اجازت نہیں دی گئی تھی، دوسری طرف قریش کہنے لگے کہ محمدؐ اور ان کے ساتھیوں نے ماہ حرام کی حرمت توڑ دی انھیں خونریزی کی، مال لوٹا اور قیدی پکڑ لئے۔ مکہ کے مسلمانوں نے اس الزام کی تردید میں کہا کہ یہ جو کچھ ہوا وہ شعبان میں ہوا ہے نیز یہودیوں نے اس واقعہ کو رسول اللہ صلعم کے لئے شگون بد قرار دینے کے لئے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا عمرو نے لڑائی معمور کی، حضرمی اس میں حاضر تھا اور واقد نے اسے مشتعل کر دیا مگر اللہ نے ان کے دعوی کو خود ان پر پلٹ دیا اور وہی تباہ ہو گئے۔

جب اس واقعہ کے متعلق زیادہ چہ میگوئیاں ہونے لگیں اللہ عزوجل نے یہ آیات رسول اللہ صلعم پر نازل فرمائیں یسئلونك عن الشھر الحرام قتال فیه پوری آیتہ (لوگ تم سے ماہ حرام میں قتال کی بابتہ دریافت کرتے ہیں) جب اللہ نے اس معاملہ کے متعلق یہ وحی نازل فرمادی اور اس طرح وہ خوف جو مسلمانوں کو اس سے لاحق ہو گیا تھا جاتا رہا، رسول اللہ صلعم نے قافلہ اور دونوں قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا، قریش نے ایک وفد کے ذریعہ آپ سے عثمان بن عبداللہ اور

حکم بن کیسان کو فدیہ دیکر رہائی کی درخواست کی آپ نے اُن سے فرمایا کہ جب تک ہمارے آدمی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان بخیریت یہاں نہ آجائیں گے ہم فدیہ قبول نہیں کرتے کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں تم نے اُن کو قتل نہ کر دیا ہو اگر ایسا ہوا تو پھر اُن کے عوض میں ہم تمہارے ان دونوں آدمیوں کو قتل کریں گے مگر پھر وہ دونوں آگئے اور رسول اللہ صلعم نے فدیہ لیکر اُن دونوں قیدیوں کو رہا کر دیا انہیں سے حکم بن کیسان اسلام لے آئے اور بڑے اچھے مسلمان بنے رسول اللہ صلعم ہی کے پاس رہ گئے اور بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

سُدّی سے جب یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ۔ قل قتال فیہ کبیر وصدٌّ عن سبیل اللہ کی تفسیر پوچھی گئی تو انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے سات آدمیوں کی ایک مہم عبداللہ بن جحش کی قیادت میں روانہ کی اس میں عمار بن یاسر، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ سعد بن ابی وقاص، عتبہ بن غزوان السلمی بنی نوفل کے حلیف، سُہیل بن بیضاء، عامر بن فہیرہ اور واقد بن عبداللہ الیربوعی عمرؓ بن الخطاب کے حلیف شامل تھے، رسول اللہ صلعم نے ایک خط لکھکر عبداللہ بن جحش کو دیا اور ہدایت کر دی کہ صرف بطن مل پہونچکر اسے پڑھنا جب عبداللہ اس مقام کو آئے انھوں نے خط کھولا اُس میں مرقوم تھا کہ تم بطن نخلہ جاکر ٹھہرو، عبداللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جو مرنا چاہے وہ ساتھ چلے اور بعد کے لئے وصیت کر دے میں خود تو بہرحال رسول اللہ صلعم کے حکم کی بجا آوری کروں گا جاتا ہوں اور وصیت کئے دیتا ہوں، عبداللہ بن جحش اپنی راہ ہوئے سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان اپنی گم کردہ راہ سواری کی تلاش میں چھوٹ گئے اور یہ دونوں اُس کی تلاش کرتے ہوئے بحران آئے عبداللہ بن جحش چلتے چلتے بطن نخلہ پہونچے یہاں اُن کو حکم بن کیسان، عبداللہ بن المغیرہ، مغیرہ بن عثمان اور عمرو بن الحضرمی نظر پڑے جنگ ہوئی مسلمانوں نے حکم بن کیسان اور عبداللہ بن المغیرہ کو قید کر لیا، مغیرہ بھاگ گیا اور عمرو بن الحضرمی، واقد بن عبداللہ کے ہاتھ سے مارا گیا،

یہ پہلی غنیمت تھی جو صحابہ رسول اللہ صلعم کو ملی جب وہ ان دونوں قیدیوں اور مال غنیمت کو لیکر مدینہ آئے اہل مکہ نے چاہا کہ فدیہ دیکران کو رہا کرالیں، رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ابھی ہم اپنے آدمیوں کا انتظار کرتے ہیں چنانچہ جب سعد اور ان کے ساتھی بخیریت واپس آگئے رسول اللہ صلعم نے قیدیوں کا فدیہ قبول فرمالیا۔ مشرکین نے رسول اللہ صلعم پر یہ الزام لگایا کہ محمدؐ ایک طرف اللہ کی اطاعت کے دعویدار ہیں مگر پہلے انھیں نے ماہ حرام کی حرمت کو توڑا اور ماہ رجب میں ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا، مسلمانوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم نے جمادی میں قتل کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ جمادی کی آخری رات اور رجب کی پہلی رات میں پیش آیا۔ اور رجب شروع ہوتے ہی مسلمانوں نے اپنی تلواریں نیام میں کرلیں اسی موقع پر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں اور ان میں اہل مکہ کو ملزم قرار دیا ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے رسول اللہ صلعم نے اس مہم کے لئے ابو عبیدہ بن الجراح کو مقرر کیا تھا مگر پھر خاص وجہ سے ان کو چھوڑ کر عبداللہ بن جحش کو مقرر کیا۔ اس کے متعلق حسب ذیل روایات منقول ہیں۔

جندب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک جمعیت پر ابو عبیدہ بن الجراح کو امیر بنایا جب وہ رسول اللہ صلعم سے رخصت ہو کر جانے لگے تو آپ کی جدائی کے خیال سے رو پڑے رسول اللہ صلعم نے ان کے بجائے عبداللہ بن جحش کو بھیجدیا اور ایک خط لکھکر اس ہدایت کیساتھ ان کے حوالے کیا کہ جب تک وہ فلاں مقام نہ پہونچ جائیں اسے نہ پڑھیں اور اپنے کسی ساتھی کو ساتھ دینے پر مجبور نہ کریں، جب انھوں نے خط پڑھا اِنَّا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون کہا اور پھر کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی بجا آوری دل و جان سے کرتا ہوں۔ انھوں نے اس حکم کی اطلاع اپنے ہمراہیوں کو کی اور خط پڑھکر سنایا۔ دو صاحب پلٹ گئے بقیہ عبداللہ کے ساتھ چلے، ابن الحضرمی سے ان کی مڈبھیڑ ہوگئی

مسلمانوں نے اُسے قتل کر دیا مگر اُن کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ دن رجب کا ہے یا جمادی کا اس پر مشرکین نے مسلمانوں پر الزام لگایا کہ تم نے ماہ حرام میں یہ حرکت کی اُنھوں نے نبی صلعم سے آکر سارا واقعہ بیان کیا اس موقع پر اللہ نے یہ آیات یسئالونک عن الشھر الحرام قتال فیہ اپنے قول والفتنۃ اکبر من القتل تک نازل فرمائیں یہاں فتنہ سے مراد شرک ہے، ایک صاحب نے جن کے متعلق میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اس مہم میں شریک تھے کہا کہ اگر یہ فعل خیر ہوا ہے تو میں اس کے اجر کا مستحق ہوں اور اگر برا ہوا تو میں اس کی برائی سے واقف ہوں۔

۲ سنہ ہجری کے بقیہ واقعات

تبدیل قبلہ

ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے قبلہ کو شام کی سمت سے کعبہ کی طرف بدل دیا وقت تبدیل میں علمائے سلف کا اختلاف ہے مگر جمہور کا خیال یہ ہے کہ ہجرت کے اٹھارھویں ماہ نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں آئی۔ ابن مسعود اور دوسرے صحابہؓ رسول سے مروی ہے کہ پہلے مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے جب نبی صلعم کو ہجرت کر کے مدینہ آئے ہوئے اٹھارہ ماہ گذرے آپ نماز میں حکم کے انتظار میں آسمان کی طرف نظر اُٹھاتے تھے آپ بھی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے اب کعبہ بیت المقدس کی بجائے قبلہ مقرر کیا گیا خود نبی صلعم چاہتے تھے کہ کعبہ کی سمت نماز پڑھیں اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی قد نری تقلب وجھک فی السماء آخر آیتہ تک۔ (بے شک ہم نے دیکھا کہ تم آسمان کی طرف منھ اٹھائے منتظر ہو)۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان میں قبلہ بدل دیا گیا۔ واقدی سے بھی یہی مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ

سہ شنبہ کو ظہر کے وقت نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں لائی گئی ابو جعفر کہتے ہیں کہ دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ ہجرت کے سولہ ماہ بعد قبلہ تبدیل ہوا۔ اس کے متعلق قتادہ سے مروی ہے کہ ہجرت سے قبل رسول اللہ صلعم کے قیام مکہ کے زمانے میں تمام مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے ہجرت کے بعد سولہ ماہ رسول اللہ صلعم نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی اس کے بعد آپ نے کعبہ بیت الحرام کی سمت نماز پڑھی۔

ابن زید سے مروی ہے کہ سولہ ماہ رسول اللہ صلعم نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی پھر آپ کو معلوم ہوا کہ یہودی کہتے ہیں کہ محمدؐ اور اُن کے ساتھیوں کو اپنے قبلہ کا بھی علم نہ تھا ہم نے بتایا رسول اللہ صلعم کو یہ بات بری معلوم ہوئی آپ نے آسمان کی طرف منھ اُٹھایا اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل فرمائی قد نری تقلب وجھک فی السماء

اس سال ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کے ماہ شعبان میں یہ روزے فرض ہوئے مدینہ آکر رسول اللہ صلعم نے یہودیوں کو یوم عاشورا میں روزہ رکھتا دیکھا اُن سے اس کی وجہ پوچھی انھوں نے کہا کہ اس دن اللہ نے آل فرعون کو غرق کیا اور موسیٰؑ اور اُن کے ساتھیوں کو فرعون سے نجات دی رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہم اُن سے زیادہ موسیٰؑ کے حقدار ہیں آپ نے روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اُس روز روزے کا حکم دیا جب اللہ نے رمضان کے روزے فرض کئے تو پھر آپ نے عاشورا کے روزے کا نہ حکم دیا اور نہ اُس سے منع فرمایا۔

اس سال مسلمانوں کو زکاۃ فطر کا حکم ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فطر سے ایک دن یا دو دن قبل مسلمانوں کو خطاب کیا اور فطرے کا حکم دیا۔ اس سال آپ نماز عید کے لیے شہر سے باہر عید گاہ تشریف لے گئے۔ اور آپ نے سب کو نماز پڑھائی یہ پہلا موقع تھا کہ آپ نماز عید کے لیے عید گاہ تشریف لے گئے۔ اسی سال لوگ آپ کے لیے بھالا لے گئے اور آپ نے اس کی سمت کھڑے ہو کر نماز پڑھی، یہ بھالا زبیرؓ بن العوام کا تھا جو نجاشی نے اُن کو دیا تھا اس کے بعد

تمام عیدوں میں یہ آپ کے لئے عید گاہ لے جایا جاتا تھا جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ اب بھی مدینہ میں موذنوں کے پاس ہے۔

اس سال کے ماہ رمضان میں کفار قریش اور رسول اللہ صلعم میں بدر کی مشہور لڑائی ہوئی، دن کے متعلق اختلاف ہے کہ کس روز لڑائی ہوئی بعضوں نے کہا ہے کہ ۱۹ ار رمضان کو یہ واقعہ ہوا۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ ۱۹ ار رمضان کو لیلۃ القدر کی تلاش کرو کیونکہ یہی بدر کی رات ہے۔ عبداللہ سے مروی ہے کہ لیلۃ القدر کو ۱۹ ار رمضان میں تلاش کرو کیونکہ اسی کی صبح کو جنگ بدر ہوئی ہے۔

زید کے متعلق مروی ہے کہ وہ رمضان کی انیسویں اور تئیسویں شب کو جس طرح ساری رات جاگتے تھے اس طرح کسی اور شب میں بیدار نہ رہتے اس جاگنے کا اثر اُن کے چہرے پر نمایاں ہوتا لوگوں نے اُن سے اس کی وجہ پوچھی انھوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اس کی صبح میں حق و باطل کے درمیان تفریق کی ہے۔

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی جمعہ کے دن سترھویں رمضان کی صبح کو ہوئی۔ اس کے متعلق دوسرے سلسلہ سے عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ لیلۃ القدر کو سترھویں رات میں تلاش کرو اور یہ آیت پڑھی یوم التقی الجمعان اور یہ بدر کی صبح ہے، پھر کہا یا ۱۹ ار کو اور یا ۲۱ ار کو تلاش کرو۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر رمضان کی ۱۹ ار کو ہوئی۔

واقدی کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات محمدؐ بن صالح سے کہی وہ کہنے لگے کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایسا کہتے ہو میرا خیال ہے کہ کسی شخص کو بھی اس بات میں شک نہیں ہے کہ جنگ بدر ۱۷ار رمضان جمعہ کی صبح کو ہوئی ہے اور میں نے عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رومان کو بھی یہ کہتے سنا ہے، ان اشخاص کے نام لینے کی بھی ضرورت نہیں تھی، اس بات کو تو گھر میں بیٹھنے والی عورتیں تک جانتی ہیں میں نے یہ بات عبدالرحمٰن بن

ابی الزناد سے بیان کی انھوں نے زید بن ثابت سے یہ واقعہ نقل کیا کہ وہ رمضان کی سترھویں شب کو رات بھر جاگتے تھے جس کا اثر ان کے چہرے پر نمایاں ہوتا اور کہا کرتے تھے کہ اس شب کی صبح میں اللہ نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔ اسلام کو غلبہ دیا۔ اس شب میں قرآن نازل فرمایا اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل کر دیا۔ واقعہ بدر جمعہ کے دن ہوا ہے۔ حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کہتے تھے کہ لیلۃ الفرقان یوم التقی الجمعان رمضان کی سترہ ہے۔

عروہ بن الزبیر کے بیان کے مطابق اس لڑائی اور نیز ان تمام دوسری لڑائیوں کا باعث جو مشرکین قریش اور رسول اللہ صلعم میں ہوئیں واقد بن عبد اللہ التمیمی کا عمرو بن الحضرمی کو قتل کر دینا ہوا۔

جنگ بدر

عروہ نے اس کے متعلق حسب ذیل بیان عبد الملک کو لکھکر بھیجا تھا۔ امابعد تم نے مجھ سے ابو سفیان کی نقل و حرکت اور کارروائی کو دریافت کیا ہے کہ وہ کیونکر ہے اس کا اصل واقعہ یہ ہے کہ ابو سفیان بن حرب قریش کے تقریباً ستر شتر سواروں کے ساتھ جو سب تجارت کے لئے شام گئے ہوئے تھے شام سے واپس آرہا تھا اس کے ساتھ ان کا تمام روپیہ اور سامان تجارت تھا جب یہ حجاز واپس آنے لگے تو اس کی خبر رسول اللہ صلعم اور ان کے صحابہؓ کو ملی اس سے پہلے سے ان میں لڑائی جاری تھی جس میں کئی آدمی مقتول ہو چکے تھے ابن الحضرمی بھی کئی آدمیوں کے ساتھ نخلہ میں قتل ہو چکا تھا اور قریش کے چند اشخاص قید بھی کر لئے گئے تھے ان میں بعض مغیرہ کے بیٹے تھے نیز ان میں ان کا مولیٰ ابن کیسان تھا جسے عبد اللہ بن جحش اور واقد بنی عدی بن کعب کے حلیف نے چند صحابہؓ رسولؐ کے ساتھ جن کو رسول اللہ صلعم نے عبد اللہ بن جحش کی معیت میں

اس مہم پر بھیجا تھا قتل اور اسیر کیا تھا اسی واقعہ کی بنا پر رسول اللہ صلعم اور قریش کے درمیان جنگ چھڑی اور نخلہ کا یہ پہلا واقعہ تھا جس میں طرفین ایک دوسرے سے دست گریباں ہوئے، یہ واقعہ ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کے شام جانے سے قبل پیش آیا تھا پھر جب اس کے بعد وہ اور اس کے ساتھی قریش کے شتر سوار شام سے حجاز آنے لگے انھوں نے ساحل کا راستہ اختیار کیا رسول اللہ صلعم کو جب ان کی اطلاع ہوئی انھوں نے اپنے صحابہؓ کو جنگ کی دعوت دی اور بتایا کہ ان کے ساتھ کثرت سے دولت ہے اور ان کی تعداد بھی تھوڑی ہے اب مسلمانوں کی ایک جماعت ابو سفیان اور اس کے قافلہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے جس کے متعلق ان کو خیال تھا کہ بغیر کسی بڑی لڑائی کے وہ ان کے قبضہ میں آجائے گا مدینہ سے چلے۔ اس کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم (اور تم چاہتے تھے کہ کمزور تم کو مل جائے) جب ابو سفیان کو معلوم ہوا کہ اصحاب رسول اللہ صلعم اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں اس نے اس کی اطلاع کسی کے ذریعہ قریش کو کی اور درخواست کی کہ تم اپنے اسباب تجارت کو بچاؤ قریش کو اس کی اطلاع ہوئی ابو سفیان کے قافلہ میں سب کے سب کعب بن لؤی کے خاندانوں کے آدمی تھے اس خبر کے ملتے ہی مکہ والے دوڑے یہ سب بنی کعب بن لؤی کی جماعت تھی جو بچاؤ کے لئے گئی تھی اس میں بنی عامر کے بنی مالک بن حسل کے سوا اور کوئی نہ تھا جب تک نبی صلعم بدر نہ آگئے نہ ان کو اور نہ ان کے صحابہؓ کو قریش کی اس جمعیت کی کوئی اطلاع ملی تھی اس قافلہ نے ساحل کا وہ راستہ اختیار کیا تھا جو شام جاتا تھا ابو سفیان نے اس خوف سے کہ بدر پر دشمن گھات میں ہوگا اس سمت سے بچکر صرف ساحل کی راہ پکڑلی۔ نبی صلعم مدینہ سے چلکر بدر کے قریب آکر شب باش ہوئے آپ نے زبیر بن العوامؓ کو صحابہؓ کی ایک چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ بدر کے ایک چشمۂ آب کو بھیجا مسلمانوں کو قطعی اس بات کا علم نہ تھا کہ قریش ان کے

مقابلہ کے لئے آگئے ہیں۔ نبی صلعم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے وہ نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ قریش کے بعض سقّے بدر کے اُسی چشمہ پر پانی لینے آئے ان میں بنی الحجاج کا ایک حبشی غلام بھی تھا اسے مسلمانوں کی اس جماعت نے جسے رسول اللہ صلعم نے زبیرؓ کی قیادت میں چشمہ پر بھیجا تھا گرفتار کر لیا اُس غلام کے اور ساتھی بھاگ کر قریش کے پاس چلے گئے مسلمان اُسے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے جو اپنی خوابگاہ میں تشریف رکھتے تھے۔ انھوں نے اُس سے ابو سفیان اور اس کی جماعت کی خبر پوچھی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ غلام ضرور اُسی کے ہمراہیوں میں ہے مگر اُس نے بیان کیا کہ قریش کی ایسی جماعت جس میں فلاں فلاں قبیلے اور سردار ہیں مقابلے پر آئی ہے اور یہ بات وہ صحیح بیان کر رہا تھا مگر چونکہ مسلمانوں کو یہ اطلاع بہت ہی ناگوار تھی وہ اسے باور ہی نہ کرتے تھے کیونکہ اس وقت اُن کا مطمح نظر صرف ابو سفیان اُس کا تجارتی قافلہ اور جماعت تھی اس سوال و جواب کے اثنار میں نبی صلعم نماز میں مصروف تھے رکوع و سجود کر رہے تھے اور جو کچھ اس غلام کے ساتھ ہو رہا تھا اُسے دیکھ اور سُن رہے تھے اب جب وہ غلام مسلمانوں سے کہتا کہ قریش آگئے ہیں وہ اُس کی تکذیب کرتے اور مارتے اور کہتے کہ تو ہم سے ابو سفیان اور اُس کی جماعت کو چھپا رہا ہے اس پر اب اُس غلام نے یہ کیا کہ جب مسلمان اُسے مار کی دھمکی دیتے اور ابو سفیان اور اُس کی جماعت کا پتہ پوچھتے تو اگرچہ اُسے اُن کا قطعی علم نہ تھا وہ تو قریش کے سقوں میں تھا وہ مجبوراً اُن کا اقرار کر لیتا حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ قافلہ اُن سے بہت اسفل میں پہونچ چکا تھا جس کے متعلق خود اللہ عزوجل کلام پاک میں فرماتا ہے

اذ انتم بالعدوة الدنیا وھم بالعدوة القصوی والرکب اسفل منکم لیقضی اللہ امرا کان مفعولا (جبکہ تم قریب کے کنارے پر تھے اور وہ دور کے کنارے پر اور قافلہ تم سے بہت نیچے تھا) جب وہ غلام کہتا کہ یہ قریش تمہارے مقابلہ کے لئے آئے ہیں مسلمان اُسے مارنے لگتے اور اگر وہ کہتا کہ یہ ابو سفیان ہے وہ اُسے چھوڑ دیتے اس حرکت کو دیکھکر نبی صلعم سے رہا نہ گیا وہ نماز ختم کر کے

پلٹے اور چونکہ آپ اُس غلام کی خبر سُن چکے تھے آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب وہ سچ بولتا ہے تم اُسے مارتے ہو اور جھوٹ بولتا ہے، چھوڑ دیتے ہو، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ ہم سے کہہ رہا ہے کہ قریش آگئے ہیں آپ نے فرمایا بالکل صحیح کہتا ہے بے شک قریش اپنے قافلہ کو بچانے کے لئے آگئے ہیں آپ نے غلام کو بلا کر اُس سے واقعہ دریافت کیا اُس نے کہا کہ قریش ہیں ابو سفیان کی مجھے کچھ خبر نہیں آپ نے پوچھا اُن کی تعداد کیا ہے اُس نے کہا صحیح تعداد تو میں نہیں جانتا البتہ وہ کثیر تعداد میں ہیں راویوں کے بیان کے مطابق اس پر آپ نے اُس سے دریافت کیا اچھا یہ بتاؤ کہ کل اوّل کس نے اُن کو کھانا دیا اُس غلام نے کسی کا نام لیا آپ نے پوچھا کتنے اونٹ اُس نے دعوت کیلئے ذبح کئے تھے اُس نے کہا نو آپ نے پوچھا پھر کل دوسرے وقت کس نے انکی ضیافت کی اس نے نام بتایا آپ نے پوچھا اُس نے کتنے اونٹ ذبح کئے غلام نے کہا دس اس پر راویوں کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد نو سو سے ایک ہزار ہے اور واقعہ بھی یہی تھا کہ اس وقت میں قریش کی تعداد نو سو پچاس تھی۔

نبی صلعم اپنے مقام سے اُٹھکر اُس چشمے پر آکر فروکش ہوئے آپ نے پکھالیں پانی سے بھر لیں اور اُس چشمے کے اوپر اپنے صحابہؓ کی صف بندی کی۔ رسول اللہ صلعم نے بدر آکر فرما دیا تھا کہ یہاں دشمن مارے جائیں گے قریش نے آکر دیکھا کہ اُن سے قبل نبی صلعم اُس چشمے پر پہونچکر باقاعدہ فروکش ہیں۔ جب قریش سامنے آگئے رسول اللہ صلعم نے اللہ کی جناب میں عرض کی "یہ قریش اپنے تمام ساز و سامان اور غرور کیساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسولؐ کی تکذیب کرنے آئے ہیں اے خداوند میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنا وعدہ پورا کر" جب وہ بالکل سامنے آگئے رسول اللہ صلعم نے اُن کے منھ پر مٹی پھینک ماری اللہ نے اُن کو مار بھگایا۔ نبی صلعم کا مقابلہ ہونے سے پہلے ایک شتر سوار نے ابو سفیان اور اُس کی جماعت کی طرف سے آکر قریش سے کہدیا تھا کہ تم پلٹ جاؤ وہ لوگ جنھوں نے قریش کو یہ حکم دیا تھا جحفہ میں تھے مگر قریش نے اس مشورہ کو نہ مانا، اور کہا کہ ہم جب تک بدر پہونچکر وہاں تین

راتیں قیام نہ کرلیں گے واپس نہیں جائیں گے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی ہم پر حملہ کرتا ہے ہم کسی عرب میں یہ طاقت نہیں دیکھتے کہ وہ ہم سے اور ہماری اس کثیر جمعیت سے مقابلہ کرسکے انھیں کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے الّذین خرجوا من دیارھم بطراً ورئا النّاس۔ (جو اپنی بستیوں سے فوری جوش اور لوگوں کو محض دکھانے کے لئے نکلکر آئے تھے) چنانچہ اُن کا اور رسول اللہ صلعم کا مقابلہ ہوا اللہ نے اپنے رسولؐ کو فتح دی اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل اور رسوا کردیا اور مسلمانوں کے سینوں کو ان کے قتل سے ٹھنڈا کردیا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ جب ہم مدینہ آئے اُس کے پھلوں سے ہماری طبیعتیں خراب ہوگئیں اور گرمی اور حبس کی تکلیف ہوئی رسول اللہ صلعم بدر کی خبر معلوم کرتے رہتے تھے جب ہمیں اطلاع ملی کہ مشرکین بڑھ آئے ہیں آپ بدر کو چلے یہ ایک کنواں تھا مگر ہم مشرکین سے پہلے وہاں پہونچگئے وہاں ہمیں دو آدمی ملے اُن میں ایک قریش اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا قریشی بھاگ گیا البتہ عقبہ کے غلام کو ہم نے پکڑ لیا ہم نے اُس سے دشمن کی تعداد دریافت کی اُس نے کہا کہ بخدا ان کی بہت بڑی تعداد ہے اور اُن کی قوت و شوکت بہت زیادہ ہے اس پر مسلمانوں نے اُسے مارا اور اُسے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے آپ نے اُس سے دشمن کی تعداد پوچھی اُس نے کہا کہ اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ پُرشوکت و طاقت ہیں رسول اللہ صلعم نے ہر چند اُس سے اُن کی صحیح تعداد دریافت کی مگر اُس نے نہ بتائی پھر آپ نے اُس سے پوچھا، اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں اُس نے کہا روزانہ دسؔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد ایک ہزار ہے رات کو ترشح ہونے لگا ہم بارش سے بچنے کے لئے درختوں کے سایہ اور ڈھالوں کے نیچے ہوگئے ساری رات رسول اللہ صلعم نے اللہ کی جناب میں دعا کرتے ہوئے بسر کی آپ نے فرمایا اے خدا و ندا اگر یہ میری جماعت ہلاک ہوگئی تو دنیا میں پھر کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا۔ صبح کو آپ نے

ہم سب کو نماز کے لئے بلایا ہم سب درختوں اور ڈھالوں کے سایہ سے
اوشکر خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہمیں نماز پڑھائی اور لڑائی میں ثابت قدم
رہنے کی ترغیب و تحریص کی پھر فرمایا دیکھو قریش کی فوج پہاڑ کے اس ضلع میں ہے۔
جب دشمن ہمارے قریب آگیا اور ہم اُس کے مقابل صف بستہ ہوگئے
اُن کا ایک آدمی سُرخ اونٹ پر سوار دشمن کی جماعت میں ادھر سے
اُدھر جانے لگا رسول اللہ صلعم نے مجھ سے فرمایا علیؓ حمزہؓ کو میرے پاس بلا دو
وہ مشرکین سے دوسروں کے مقابلہ میں قریب تر تھے آپ نے پوچھا یہ شتر سوار
کون اور کیا کہہ رہا ہے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر دشمنوں میں کوئی شخص خیر کی
بات کہتا ہوگا تو شاید یہ سُرخ اونٹ والا ہو۔ حمزہؓ آپ کے پاس آئے اور
کہا کہ یہ عُتبہ بن ربیعہ ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کو لڑائی سے روک رہا ہے
اور یہ کہہ رہا ہے کہ ہمارے حریف مرنے پر تلے ہوئے ہیں تم اُن تک نہ پہنچ
سکو گے اے میری قوم تمہارے لئے خیر اسی میں ہے کہ میری خاطر تم آج
لڑائی سے باز رہو اور کہہ سکتے ہو کہ عُتبہ بن ربیعہ نے بزدلی دکھائی حالانکہ
تم کو معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ بزدل نہیں ہوں۔ ابو جہل نے
اُس کی تقریر سُن پائی اور اُس سے کہا کہ بخدا اگر تمہارے سوا کسی دوسرے
نے یہ بات کہی ہوتی تو میں اُسے دانت سے چبا جاتا دشمن کا رعب تمہارے
دل و جگر پر چھا گیا ہے، عُتبہ نے کہا اے لڑائی میں سرین دکھانے والے
آج تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کون سب سے زیادہ بزدل ہے۔ اب
عُتبہ بن ربیعہ، اُس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اُس کا بیٹا ولید نہایت
جوش حمیّت میں مبارزت طلب کرتے ہوئے معرکہ میں برآمد ہوئے
اُن کے مقابلے کے لئے انصار کے چھ دلاور مسلمانوں کی سمت سے
نکلے عُتبہ نے کہا ہم ان سے مقابلہ نہیں چاہتے ہمارے مقابلہ پر ہمارے
بنی عم بنی عبد المطلب آئیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا علیؓ اٹھو، حمزہؓ اٹھو عبداللہ
بن الحارث اٹھو، اللہ نے عُتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عُتبہ کو
قتل کرا دیا ہماری جماعت میں سے عبیدہ بن الحارث مجروح ہوئے ہم نے

دشمن کے ستر آدمی قتل کئے اور ستر اسیر کر لئے۔ ایک پستہ قامت انصاری عباسؓ بن عبدالمطلب کو اسیر کر کے لایا عباس نے کہا رسول اللہ اس شخص نے مجھے اسیر نہیں کیا ہے بلکہ مجھے ایک ایسے شخص نے اسیر کیا ہے جو کشادہ پیشانی تھا جس کا چہرہ نہایت ہی خوبصورت تھا اور وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھا اب مجھے وہ اس تمام جماعت میں کہیں نظر نہیں آتا انصاری نے کہا جناب والا میں نے ان کو اسیر کیا ہے رسول اللہ صلعم فرمانے لگے اس کام میں اللہ نے ایک شریف فرشتہ سے تمہاری اعانت کی ہے، اس جنگ میں بنی عبدالمطلب میں سے عباس عقیل اور نوفل بن الحارث اسیر کئے گئے۔

دوسری روایت میں علیؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں جب سب جمع ہو گئے ہم نے رسول اللہ صلعم سے اپنا بچاؤ کیا اس روز نہ آپ سے زیادہ کسی سے شجاعت وجرات ظاہر ہوئی اور نہ ہم میں سے کوئی آپ سے زیادہ دشمن کے قریب رہا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں ہم میں سوائے مقداد بن الاسود کے اور کوئی سوار نہ تھا سوائے رسول اللہ صلعم کے ہم سب پڑے سو رہے تھے البتہ آپ ساری رات درخت کے قریب کھڑے ہوئے صبح تک نماز و دعا میں مصروف رہے۔

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان قریش کے ایک بڑے تجارتی قافلہ کے ساتھ جس میں ان کا بہت سا روپیہ اور تجارتی سامان ہے شام سے حجاز آ رہا ہے اس میں تیس یا چالیس قریش کے شتر سوار تھے جن میں مخرمہ بن نوفل بن اهیب بن عبد مناف بن زہرہ اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بن سعید بن سہم تھے۔

ابن عباس سے جنگ بدر کے متعلق جو مختلف طریقہ سے بیانات منقول ہوئے ہیں ان کا ماحصل یہ ہے۔

جب رسول اللہ صلعم نے سنا کہ ابوسفیان شام سے آ رہا ہے آپ نے مسلمانوں کو اس کے روکنے کی دعوت دی اور فرمایا کہ قریش کا

یہ پُرا موال قافلہ آرہا ہے اس کو بڑھ کر روک لو شاید اللہ یہ غنیمت تم کو مرحمت کردے بہت سے آدمی اس مہم کے لئے آمادہ ہو گئے کچھ فوراً چل کھڑے ہوئے اور کچھ رہ گئے نہ گئے جو نہ جاسکے اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کو یہ خیال نہ تھا کہ رسول اللہ صلعم خود جنگ میں شریک ہوں گے، حجاز کے قریب آکر ابوسفیان نے خبروں کی ٹوہ لگائی لوگوں کے مال و متاع کی حفاظت کے خیال سے جو قافلے اُسے راہ میں ملتے وہ اُن سے دریافت کرتا کہ کوئی دشمن تو تم کو نظر نہیں آیا آخر کار ایک اونٹ والے سے اُسے خبر ملی کہ محمدؐ نے اپنے صحابہؓ کو اُسے اور اُس کے قافلہ کو روکنے کے لئے چلتا کیا ہے اس خبر کو سُنکر وہ متنبہ ہو گیا اور اُس نے فوراً ضمضم بن عمرو الغفاری کو کچھ دیکر مکّہ دوڑایا اور ہدایت کی کہ قریش کے پاس جاؤ اور اُن کو فوراً اپنے اموال کی مدافعت کے لئے روانہ کردو اور کہدو کہ محمدؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ہمیں روکنے کے لئے نکلے ہیں۔ ضمضم بن عمر الغفاری تیزی کے ساتھ مکّہ روانہ ہوا۔

عروہ سے مروی ہے کہ اسی زمانے میں ضمضم کے مکّہ آنے سے تین رات قبل عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا جس سے وہ بہت متوحش ہوئی جسے اُس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو سُنایا اُن سے کہا کہ میں نے آج رات ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس نے مجھے وحشت میں ڈال دیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ خواب کے مطابق تمہاری قوم پر بڑی مصیبت آنے والی ہے جو میں بیان کروں اسے تم کسی اور سے نہ کہنا عباس نے پوچھا کیا خواب دیکھا ہے اُس نے کہا میں نے دیکھا کہ ایک شتر سوار آیا ہے اور اُس نے ابطح میں ٹھہر کر نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا اے آل غدر تین دن کے اندر اندر اپنے مقتلوں کو دوڑو، پھر میں نے دیکھا کہ بہت سے آدمی اُس کے پاس اکٹھا ہوئے وہ مسجد کے اندر آیا یہ تمام لوگ اُس کے ساتھ آئے جبکہ لوگ اُس کے گرد جمع تھے اُس کا اونٹ اُسے کعبہ کی چھت پر لے گیا اور وہاں اُس نے پھر نہایت بلند آواز میں

کہا لوگو تین دن کے اندر اپنے مقتلوں کو چلے جاؤ اس کے بعد اس کا اونٹ اسے
جبل ابو قیس کی چوٹی پر لے گیا اور وہاں سے پھر اس نے وہی آواز لگائی
پھر اس نے ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر اسے پہاڑ سے لڑھکا دیا جو پہاڑ کے
نیچے آتے آتے ریزہ ریزہ ہو گیا اور مکہ کا کوئی گھر ذرا یسا نہ بچا جہاں
اس کے سنگریزے نہ گئے ہوں، عباس نے کہا اس خواب کو تم اپنے تک
رکھو ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا، عباس اس کے پاس سے باہر آئے ولید بن
عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا ملاقات ہوئی عباس نے وہ خواب اس سے
بیان کیا اور درخواست کی کہ کسی سے بیان نہ کرنا مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ سے
بیان کر دیا اسطرح یہ خبر مشہور ہو گئی یہاں تک کہ تمام قریش میں اس کا چرچا ہو گیا،
عباس کہتے ہیں کہ دوسرے دن صبح کو میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا
ابو جہل بن ہشام قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور وہ
عاتکہ کے خواب کا چرچا کر رہے تھے ابو جہل کی نظر مجھ پر پڑی اس نے کہا
اے ابو الفضل طواف سے فارغ ہو کر یہاں آنا چنانچہ میں طواف کر کے
ان کے پاس گیا اور بیٹھ گیا ابو جہل نے کہا اے بنی عبد المطلب یہ نبیہ
تم میں کب ظاہر ہوئی۔ میں نے کہا کیا بات ہے اس نے کہا عاتکہ کا خواب
میں نے کہا نہیں اس نے نہیں دیکھا ابو جہل کہنے لگا اے بنی عبد المطلب تم نے
اس پر اکتفا نہیں کی کہ تمہارے مرد نبی ہوں اس لئے اب تمہاری عورتیں بھی
نبوت کی مدعی ہوئی ہیں۔ عاتکہ نے اپنے خواب میں دعویٰ کیا ہے کہ تین دن کے
اندر تم چلے جاؤ خیر ہم تین دن تک انتظار کرتے ہیں اگر اس کی بات صحیح ہوئی تو
بہتر ہے ورنہ اگر ایسا اس اثنا میں نہ ہوا تو ہم ایک باقاعدہ تحریر میں یہ بات
لکھدیں گے کہ تمام عرب میں تمہارے گھر سے جھوٹا اور کوئی خاندان نہ ہوگا
میں نے اس پر اس سے کچھ زیادہ بحث و کلام نہیں کیا البتہ میں نے برابر
اس بات سے انکار کیا کہ اس نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ اس کے بعد ہم سب
متفرق ہو گئے شام کو بنی عبد المطلب کی تمام عورتیں بلا استثنا میرے پاس
آئیں اور انھوں نے کہا تم نے نہ صرف اپنے خاندان کے مردوں کے متعلق

اس خبیث فاسق کی یاوہ گوئی کو برداشت کیا بلکہ اس کی جرات یہاں تک بڑھی کہ اُس نے ہماری عورتوں پر زبان درازی کی اور تم خاموش سنتے رہے اور تم نے اس کی کوئی تردید نہیں کی میں نے کہا نہیں میں نے تردید کی مگر اس سے زیادہ نہیں الجھا اب بخدا کہتا ہوں کہ اس سے ٹوک کر پوچھوں گا اگر اس نے پھر کوئی ناملائم بات کہی تو اس کا دنداں شکن جواب دوں گا اطمینان رکھو عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن میں پھر کعبہ گیا میں بہت ہی جوش اور غصہ میں بھرا ہوا تھا اور احساس کرتا تھا کہ مجھ سے اس معاملہ میں چوک ہو گئی جس کی پا بجائی فرد رہے میں مسجد میں آیا میں نے ابو جہل کو دیکھا میں اس کی طرف بڑھا کہ اس سے پھر وہ بات پوچھوں اگر وہ پھر کہے تو اس کی خبر لوں یہ دبلا پتلا ترش رو تیز زبان اور تیز نظر آدمی تھا اتنے میں وہ دوڑتا ہوا مسجد کے دروازے کی طرف لپکا میں نے اپنے دل میں کہا اسے کیا ہوا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو کیا اس ڈر سے بھاگا ہے کہ میں اس کی خبر لینے آیا ہوں مگر بات یہ تھی کہ اس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز سن لی تھی اور میں نے اسے نہیں سنا تھا۔ ضمضم بطن وادی میں اپنے اونٹ پر اس حال میں کھڑا ہوا کہ اس نے اپنے اونٹ کی ناک اور کان قطع کر دیئے تھے اپنے کجاوہ کا رُخ بدل رکھا تھا اور اپنی قمیص پھاڑ ڈالی تھی چلا رہا تھا کہ اے معشر قریش ابو سفیان کیساتھ جو تمہارا مال و متاع ہے وہ لٹ جائے گا محمدؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ اسے روکنے پر آمادہ ہوئے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے بچا سکو گے دوڑو دوڑو۔ اس قصہ کی وجہ سے ابو جہل مجھے بھول گیا اور میرے دل سے اس کا خیال جاتا رہا لوگ نہایت سرعت کے ساتھ مقابلہ پر جانے کیلئے تیار ہو گئے اور کہنے لگے کہ کیا محمدؐ اور ان کے رفیق سمجھتے ہیں کہ وہ اس قافلہ کو بھی اسی آسانی سے لوٹ لیں گے جس طرح انھوں نے ابن الحضرمی کی جماعت کو لوٹ لیا تھا ایسا ہرگز نہ ہوگا ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کیا ہوتا ہے، اب تمام مکہ کی حالت یہ تھی کہ ہر شخص یا خود ہی اس مہم پر جا رہا تھا یا دوسرے کو بھیج رہا تھا تمام قریش مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے ان کے اشراف میں سے

کوئی بھی پیچھے نہ رہا البتہ ابولہب بن عبدالمطلب مکہ میں رہ گیا اور اُس نے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو جس پر اس کے چار ہزار درہم قرض تھے اور وہ اُن کی ادائی سے معذور ہو گیا تھا اس رقم کے عوض میں اپنے بجائے اس مہم پر روانہ کیا عاص چلا گیا اور ابولہب رہ گیا۔

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ اُمیہ بن خلف اس مہم میں جانا نہ چاہتا تھا یہ ایک بڑا معزز شیخ اور جسیم آدمی تھا یہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا عقبہ بن ابی معیط ایک آتشدان لیئے ہوئے جس میں آگ اور جلانے کے مسالے تھے اُس کے پاس آیا اور آتشدان کو اُس کے سامنے رکھکر کہنے لگا اے ابوعلی تم بیٹھے آگ جلاتے رہو کیونکہ تم عورت ہو اُمیہ نے کہا اللہ تیرا اور اس آتشدان کا بُرا کرے، اب وہ بھی جنگ کی تیاری کر کے سب کے ساتھ چلا، جب قریش روانگی کے لئے بالکل تیار ہو گئے اور اب چلنے والے تھے کہ اُن کو خیال آیا کہ اُن کے اور بنی بکر ابن عبد مناۃ ابن کنانہ کے تعلقات خراب ہیں اور لڑائی قایم ہے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ ہمارے عقب سے آکر ہم پر حملہ کر دیں۔

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب قریش لڑائی کے لئے جانے لگے اُن کو اپنے اور بنی بکر کے معاندانہ تعلقات یاد آئے اور قریب تھا کہ یہ خیال اُن کو روانگی سے روک دیتا مگر ابلیس سراقہ بن جعشم المدلجی کی شکل میں جو بنی کنانہ کا ایک رئیس تھا اُن کے سامنے نمودار ہوا اور اُس نے کہا کہ میں اس کا ذمہ لیتا ہوں کہ بنی کنانہ ہرگز تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے اس اطمینان پر فوراً قریش چل کھڑے ہوئے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق کے علاوہ دوسرے ذریعہ سے مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلعم ۳ رمضان کو تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہؓ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اس بات میں اختلاف ہے کہ تین سو دس سے کتنے زیادہ تھے بعضوں نے کہا ہے تین سو تیرہ تھے۔

اصحاب بدر کی تعداد

براءؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں اتنی قدر آدمی تھے جتنے طالوت کے ساتھ تھے جنھوں نے دریا کو عبور کیا تھا یعنی تین سو تیرہ۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصاری تھے رسول اللہ صلعم کے علمبردار علیؓ بن ابی طالب تھے اور انصار کا علم سعد بنؓ عبادہ کے پاس تھا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ اصحاب بدر کی تعداد تین سو چودہ تھی یہ وہ لوگ تھے جو خود جنگ میں شریک ہوئے۔ تھے بعض نے تین سو اٹھارہ اور بعض نے تین سو تیرہ بیان کی ہے مگر عامئہ سلف کا بیان یہ ہے کہ اُن کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس کے متعلق براء سے مروی ہے کہ ہم اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد طالوت کے اُن اصحاب کے مساوی تھی جنھوں نے اُن کے ہمراہ دریا کو عبور کیا تھا اور جو مومن تھے صرف انھیں نے اُن کا ساتھ دیا تھا اُن کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس بیان کی تائید میں کئی روایتیں براءؓ سے اسی مضمون کی منقول ہیں۔ قتادہ سے مروی ہے کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے واقعہ بدر کے دن صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ تمہاری تعداد اس موقع پر اتنی قدر ہے جتنی جالوت کے مقابلہ میں طالوت کے صحابہؓ کی تھی اور صحابہؓ کی تعداد بدر کے واقعہ میں تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ سُدی سے مروی ہے کہ طالوت نے تین سو دس سے کچھ زیادہ ہمراہیوں کے ساتھ دریا عبور کیا تھا اور یہی تعداد اصحاب بدر کی ہے قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ واقعہ بدر میں تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہؓ تھے۔

جنگ بدر

رسول اللہ صلعم صحابہؓ کے ساتھ رمضان کی کچھ راتیں گزری تھیں بدر کو

روانہ ہوئے آپ نے قیس بن ابی صعصعہ کو جو بنی مازن بن النجار سے تعلق رکھتے تھے اپنے ساقہ پر مقرر فرمایا صفرا کے قریب آکر آپ نے بسبس بن عمرو الجہنی بنی ساعدہ کے حلیف اور عدی بن ابی الزغباء الجہنی بنی النجار کے حلیف کو ابوسفیان بن حرب اور اس کے قافلہ کی اطلاعات بہم پہونچانے کے لئے بدر بھیجا ان دونوں کو آپ نے پہلے روانہ فرمادیا اور پھر خود تشریف لے چلے صفرا کے مقابل آکر جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک گاؤں ہے آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت کئے آپ سے کہا گیا کہ ایک کا نام مسلح اور دوسرے کا نام مخرئ ہے آپ نے پوچھا یہاں کون لوگ آباد ہیں لوگوں نے کہا بنو النار اور بنو حراق بنی غفار کے دو خاندان رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم کو ان ناموں سے کراہیت آئی آپ نے ان پہاڑوں اور باشندوں کے نام سے شگون بد لیا اور ان کے درمیان سے گذرنا مناسب نہ سمجھا آپ نے ان کا راستہ ترک کر دیا اور صفرا کو بائیں جانب چھوڑ کر اس کی داہنی سمت سے ذفران نام ایک وادی کی راہ اختیار کی اس سے گذر کر ابھی اس کا کچھ حصہ باقی تھا کہ وہیں ایک جگہ آپ نے نزول فرمادیا۔ آپ کو اطلاع ملی کہ قریش اپنے قافلہ کی مدافعت کے لئے آرہے ہیں آپ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا سب سے پہلے ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر حمایت اور جان نثاری کا وعدہ کیا پھر عمرؓ بن الخطاب نے اسی قسم کی تقریر کی اس کے بعد مقدادؓ بن عمرو کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا رسول اللہ صلعم جو حکم اللہ نے آپ کو دیا ہے اس پر آپ عمل کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم آپ سے وہ نہیں کہتے جو بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارے رب جاؤ اور لڑو اور ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا رب ساتھ چلے اور ہم آپ دونوں کے ساتھ ہو کر لڑیں گے، قسم ہے اس ذات کی جس نے واقعی آپ کو نبی مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد یعنی حبشہ کے بڑے شہر کو لے چلیں تو جتنی مزاحمتیں راہ میں پیش آئیں گی ہم ان سب کو ہٹا دیں گے یہاں تک کہ آپ اس مقام کو پہونچ جائیں۔ رسول اللہ صلعم نے ان خیالات پر ان کی تعریف کی

اور اُن کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

عبداللہ بن مسعود کہتے تھے کہ میں نے مقداد کا ایسا واقعہ دیکھا کہ اگر وہ میرے ساتھ گزرتا تو میں اُسے تمام دنیا کی چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ محبوب و عزیز رکھتا یہ بڑے جری آدمی تھے رسول اللہ صلعم کی یہ کیفیت تھی کہ جب آپ کو غصہ آتا تو دونوں رخسار سُرخ ہو جاتے مقداد ایسے ہی موقع پر خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا رسول اللہ صلعم آپ کو بشارت ہو بخدا ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیتے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ کو دیا تھا کہ تم اور تمہارے رب جاؤ اور دونوں لڑو ہم تو یہاں بیٹھتے ہیں بلکہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی مبعوث فرمایا ہے ہم آپ کے آگے پیچھے داہنے اور بائیں اپنی جانیں لڑا دیں گے یہاں تک کہ اللہ آپ کو فتح عطا فرمائے۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق بدر میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا آپ سب مجھے مشورہ دیں مقصد یہ تھا کہ انصار کی نیت معلوم کی جائے کیونکہ سب سے زیادہ وہی اس موقع پر آپ کے ساتھ تھے نیز اس وجہ سے بھی کہ جب انصار نے عقبہ میں رسول اللہ صلعم کی بیعت کی تھی کہا تھا کہ جب تک آپ ہمارے یہاں نہ آجائیں ہم آپ کی حمایت کے ذمّے سے بری ہیں البتہ جب آپ ہمارے یہاں آجائیں گے اُس وقت ہم اُسی طرح آپ کی حفاظت اور حمایت کریں گے جس طرح ہم خود اپنے بیوی بچوں کی کرتے ہیں اس لئے رسول اللہ صلعم کو یہ اندیشہ تھا کہ شاید انصار مدینہ میں دشمن کی یورش کے علاوہ اور حالات میں آپ کی نصرت کو ضروری نہ خیال کرتے ہوں اور سمجھتے ہوں کہ آپ کے ساتھ ہو کر کسی بیرونی دشمن کے مقابلہ میں اپنے گھر بار چھوڑ کر جانا اُن کے لئے فرض نہیں ہے اس لئے جب رسول اللہ صلعم نے یہ ارشاد فرمایا سعدؓ بن معاذ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا کا منشا ہماری رائے کا علم ہے آپ نے فرمایا ہاں انھوں نے کہا ہم آپ پر ایمان لائے ہم نے آپ کی تصدیق کی اور ہم نے آپ کی اطاعت اور فرماں برداری کے لئے آپ سے پختہ

عہد و پیمان کئے اس لئے اب جو آپ کا ارادہ ہو اُس پر عمل فرمائیے قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں لیکر اس سمندر کے سامنے جائیں گے اور اُس ہیں گھس پڑیں گے ہم بھی آپ کے ساتھ اُس میں گھس پڑیں گے اور ہمارا ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا ہم اس سے ہرگز نہیں گبھراتے کہ کل آپ ہمارا ہمارے دشمن سے مقابلہ کرائیں ہم لڑائی میں ثابت قدم رہتے ہیں اور مقابلہ میں پوری داد مردانگی دیتے ہیں شاید اللہ ہماری وجہ سے آپ کو ایسی مسرت عطا کر دے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اللہ کا نام لیکر آپ ہمیں لیکر بڑھیں۔

سعدؓ کے اس قول سے رسول اللہ صلعم خوش ہوئے اور آپ کا حوصلہ بڑھ گیا آپ نے فرمایا اللہ کی برکت کے ساتھ چلو اور تم کو بشارت ہو کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے ان دو گروہوں میں سے ایک ضرور ہمارے ہاتھ لگ جائے گا اور گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ دشمن بید ریغ قتل ہو گا، آپ دفران سے روانہ ہوئے آپ نے اصافر نام گھاٹیوں کی راہ اختیار کی پھر وہاں سے ایک دبہ نام قصبہ کی طرف اُترے آپ نے حنان کو جو ریت کا پہاڑ کے برابر ایک ٹیلہ تھا اپنی داہنی جانب چھوڑا پھر بدر کے قریب آپ نے منزل کی، اور آپ اور ایک صحابیؓ سوار ہو کر باہر گئے اور عرب کے ایک شیخ کے پاس آئے اور اُس سے پوچھا کہ قریش، محمدؐ اور اُن کے ساتھیوں کی تم کو جو اطلاع ہو کہو اُس نے کہا جب تک تم دونوں یہ نہ بتاؤ کہ کون ہو میں تم کو کچھ نہیں بتاتا رسول صلعم نے فرمایا جب تم ہمیں بتا دو گے تب ہم تم کو بتائیں گے اُس نے کہا اس پر آمادہ ہو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہاں اُس نے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ محمدؐ اور اُن کے ساتھی فلاں دن مدینہ سے نکلے اگر میری یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام پر ہوں گے واقعہ بھی یہی تھا کہ رسول اللہ صلعم اُسی مقام پر آچکے تھے جس کا پتہ اُس نے دیا تھا نیز اُس نے کہا اور مجھے اطلاع ملی تھی کہ قریش فلاں دن مکہ سے چلے ہیں اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام میں ہوں گے اور یہ بھی واقعہ تھا کہ اُس دن وہ اُسی مقام پر تھے جو

اُس نے بتایا ان خبروں کو بیان کرنے کے بعد اب اُس نے پوچھا تم دونوں کون ہو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہم چشمہ آب سے آئے ہیں یہ کہہ کر آپ پلٹ گئے وہ شیخ کہتا ہاکہ یہاں کے چشمہ پر رہنے والوں میں سے یہ ہیں نہیں عراق کے دو آبے کے رہنے والے ہوں گے۔

رسول اللہ صلعم صحابہؓ کے پاس واپس آگئے، شام کو آپ نے علیؓ بن ابی طالب، زبیرؓ بن العوام اور سعدؓ بن ابی وقاص کو صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ دشمن کی خبروں کی دریافت کے لئے بدر کے چشمہ کو بھیجا یہاں ان کو قریش کے سقے ملے انھوں نے اُن کو پکڑ لیا ان میں اسلم بنی الحجاج کا غلام اور عریض ابویسار بنی العاص بن سعید کا غلام تھے یہ اُن دونوں کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے آپ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے صحابہؓ نے اُن سے پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا کہ ہم قریش کے بہشتی ہیں انھوں نے ہم کو پانی لینے بھیجا تھا۔ صحابہؓ کو اُن کی اطلاع بھلی نہ معلوم ہوئی وہ چاہتے تھے کہ یہ اپنا تعلق ابوسفیان سے ظاہر کریں صحابہؓ نے اُن کو مارا اور جب وہ خوب پٹے تو انھوں نے کہا کہ ہم ابوسفیان کے ساتھ والوں میں ہیں صحابہؓ نے اُن کو چھوڑ دیا اس اثنا میں رسول اللہ صلعم نے رکوع کیا دو سجدے کئے اور سلام پھیرا اور فرمایا کہ جب وہ تم سے سچی بات کہتے ہیں تم اُن کو مارتے ہو اور جھوٹ بولتے ہیں، چھوڑ دیتے ہو بیشک وہ سچے ہیں بخدا وہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں اچھا تم مجھ سے کہو کہ قریش کہاں ہیں انھوں نے کہا اس ریت کے ٹیلے کے عقب میں جو آپ کو وادی کے اُس کنارے سے نظر آ رہا ہے اس ٹیلہ کا نام عقنقل تھا رسول اللہ صلعم نے پوچھا اُن کی تعداد کیا ہے انھوں نے کہا وہ بڑی تعداد میں ہیں آپ نے پوچھا صحیح تعداد بتاؤ، انھوں نے کہا یہ ہم نہیں جانتے آپ نے پوچھا کتنے اونٹ روزانہ وہ ذبح کرتے ہیں انھوں نے کہا ایک دن نو اور ایک دن دس رسول اللہ صلعم فرمانے لگے دشمن کی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہے پھر آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ قریش کے کون کون اشراف ساتھ ہیں انھوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری ابن ہشام حکیم بن حزام

نوفل بن خویلد۔ حارث بن عامر بن نوفل طعیمہ بن عدی بن نوفل۔ نضر بن الحارث
بن کلدۃ۔ زمعہ بن الاسود۔ ابو جہل بن ہشام۔ اُمیّہ بن خلف۔ نبیہ بن الحجاج۔
منبہ بن الحجاج۔ سُہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدوُدّ، یہ سُنکر آپ نے صحابہؓ سے
فرمایا کہ دیکھو مکہ نے اپنے جگر پارے تمہارے سامنے لا ڈالے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء آگے
بڑھ کر بدر پر ٹھیرے انھوں نے اپنے اونٹوں کو پانی کے قریب ایک
ٹیلہ کے پاس بٹھا دیا اور خود پانی کی پکھال بھرنے لگے مجدی بن عمرالجہنی
پانی پر موجود تھا عدی اور بسبس نے دو شہری جوان لڑکیوں کی باتیں
کرنے کی آواز سُنی وہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹی ہوئی تھیں اور
جو نیچے تھی وہ اپنی ساتھن سے کہہ رہی تھی کہ قافلہ کل یا پرسوں یہاں
آجائے گا تو اُن کی خاطر یہ کام کر اور پھر میں تیرا حق ادا کروں گی اس پر
مجدی نے کہا تو سچ کہتی ہے اور پھر اُس نے اُن دونوں کو علٰحدہ کر دیا
اس بات کو عدی اور بسبس نے سُن پایا یہ اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر
رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور جو بات سُنی تھی وہ آپ سے بیان کر دی۔

ابو سفیان قافلہ کے لوٹے جانے کے خوف سے اُس کے آگے تنہا
بدر آکر پانی پر ٹھیرا اور مجدی بن عمرو سے پوچھا کسی دشمن کی آہٹ تو نہیں
ملی اُس نے کہا میں نے کسی ایسے شخص کو تو نہیں دیکھا جو مجھے مشتبہ نظر آیا ہو
البتہ دو شتر سوار اس ٹیلہ کے قریب آکر اُترے تھے انھوں نے ایک پکھال میں
پانی بھرا اور چلے گئے، ابو سفیان اُس جگہ آیا جہاں اُن کے اونٹ بیٹھے تھے
اُس نے اُن کی مینگنیاں اوٹھائیں اُن کو ہاتھ سے توڑ کر دیکھا اُس میں کھجور کی
گٹھلی نکلی ابو سفیان کہنے لگا بخدا یہ مدینہ کا چارا ہے وہ سُرعت کے ساتھ
اپنے ساتھیوں کے پاس پلٹ گیا اور فوراً اُس نے اپنے قافلہ کی راہ
بدل دی بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر ساحل کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور
اب اُس نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی، قریش بڑھتے ہوئے جحفہ پہونچے
یہاں جُہیم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا

اور بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا حالانکہ اُس وقت بیداری اور خواب کی بین بین حالت مجھ پر طاری تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک اسپ سوار آیا ہے اُس کے ساتھ اُس کا ایک اونٹ ہے اور اُس نے ٹھیر کر کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو الحکم بن ہشام اُمیّہ بن خلف اور فلاں فلاں اشخاص قتل کر دیئے گئے اُس نے قریش کے اُن تمام اشراف کے نام لیئے جو اس جنگ میں قتل ہوئے تھے، نیز میں نے دیکھا کہ اُس نے اپنے اونٹ کے سینے کو تلوار سے مجروح کیا اور پھر اُسے فرودگاہ میں ہانکدیا جس سے اُس کا کوئی خیمہ ایسا نہ بچ سکا کہ اُس پر اُس کا خون نہ گرا ہو، جب ابو جہل کو اس خواب کی اطلاع ملی کہنے لگا لیجیئے بنی عبد المطلب میں ایک دوسرے نبی پیدا ہوئے جب کل مقابلہ ہو گا تو معلوم ہو جائے گا کہ کون مارا جاتا ہے۔

دوسری طرف ابو سفیان نے جب اپنے قافلہ کو خطرے سے بچا لیا اُس نے قریش سے کہلا کر بھیجا کہ تم اپنے تجارتی قافلہ اعزا اور اموال کی مدافعت کے لیئے اُٹھے تھے اللہ نے اُن کو بچا لیا ہے اب پلٹ جاؤ مگر ابو جہل نے یہ مشورہ نہ مانا اور وہ کہنے لگا کہ جب تک ہم بدر پر قیام نہ کرلیں گے ہرگز واپس نہ جائیں گے، عرب کے تیرتگاہوں میں ایک یہ بدر بھی تیرتگاہ تھا یہاں سالانہ ہاٹ بھرتا تھا، ابو جہل نے یہ بھی کہا کہ ہم تین دن اس مقام پر قیام کرینگے جانور ذبح کرینگے دعوتیں کرینگے، شراب پئیں گے، رنڈیوں کے ناچ گانے سنیں گے جب عربوں کو ہمارے اس جشن کی خبر ہوگی وہ ہمیشہ کے لئے ہم سے مرعوب ہو جائیں گے لہذا آگے بڑھو، اس پر اخنس بن شریق بن عمرو بن وھب الثقفی بنی زہرہ کے حلیف نے ابھی یہ سب جحفہ میں تھے بنی زہرہ سے کہا اللہ نے تمہارے مال کو بچا لیا اور تمہارے عزیز مخرمہ بن نوفل کو دشمن کی گرفت سے نجات دیدی تم انہیں دونوں کی مدافعت کے لئے اوٹھے تھے یہ دونوں کام خود بخود ہو گئے اب تم کو آگے جانے کی کچھ ضرورت نہیں ابو جہل جو کچھ کہتا ہے اس پر اعتنا نہ کرو یہ فضول بات ہے اپنے گھر واپس چلو اور نامردی کا ذمہ دار چاہو مجھے قرار دے لینا۔ اس مشورہ پر تمام بنی زہرہ چونکہ اُسکے فرمانبردار تھے

واپس ہوگئے اُن میں کا ایک آدمی بھی بدر نہیں آیا ان کے علاوہ بنی عدی بن کعب کا بھی ایک آدمی وہاں سے آگے نہ بڑھا باقی قریش کے اور جس قدر خاندان آئے تھے وہ سب کے سب بدر چلے، بنی زہرہ اخنس بن شریق کے ہمراہ پلٹ گئے ان دونوں قبیلوں میں سے ایک شخص بھی بدر نہیں آیا اس کے بعد قریش کی جماعت بدر چلی۔

طالب بن ابی طالب بھی قریش کے ساتھ تھا اس کا کسی قریشی سے مکالمہ ہوگیا قریش نے کہا بخدا ہم خوب جانتے ہیں کہ تم بنی ہاشم اگرچہ ہمارے ساتھ لڑنے آئے ہو مگر دل سے تم محمدؐ کے ساتھ ہو اس وجہ سے طالب بھی دوسروں کے ہمراہ مکہ واپس چلا گیا۔ اس کے متعلق ابن الکلبی کہتے ہیں کہ طالب بن ابی طالب جبراً مشرکین کے ساتھ بدر گیا تھا مگر نہ قیدیوں میں اُس کا پتہ چلا اور نہ مقتولین میں ملا اور اپنے گھر بھی واپس نہیں پلٹا یہ شاعر بھی تھا۔

قریش بدر آئے اور وادی کے دوسرے کنارے عقنقل ٹیلہ کے پیچھے فروکش ہوئے، بطن وادی یلیل ہے یہ بدر اور عقنقل ٹیلہ کے درمیان جس کے پیچھے قریش فروکش ہوئے تھے واقع ہے اور بدر کے کنویں بطن یلیل سے مدینہ کی سمت والے کنارے کے قریب تھے، اللہ نے پانی برسایا یہ وادی بہت نرم اور دھنسنے والی تھی رسول اللہ صلعم اور صحابہؓ کی فرودگاہ میں صرف اتنی بارش ہوئی کہ خاک دب گئی، زمین سخت ہوگئی جو اُن کے چلنے میں مزاحم نہیں ہوئی اس کے برخلاف قریش کی فرودگاہ میں اس قدر شدید مینھ برسا کہ کیچڑ کی وجہ سے وہ رسول اللہ صلعم کے مقابلہ پر اُسی وقت اپنے مقام سے نہ نکل سکے جبکہ رسول اللہ صلعم اپنے مقام سے چلے چنانچہ رسول اللہ صلعم دشمن سے پہلے پانی پر پہونچ جانے کے لئے جھپٹے اور اپنے سے قریب تر کنویں کے پاس آکر ٹھہر گئے۔

حُباب بن المنذر بن الجموح نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ اگر اس مقام پر آپ اللہ کے حکم سے فروکش ہوئے ہیں تو اس کے متعلق ہمیں چون وچرا کی گنجائش نہیں ہم اس سے نہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹنا

چاہتے ہیں البتہ اگر یہ محض آپ کی رائے ہے اور آپ نے جنگ میں فائدہ اُٹھانیکے خیال سے یہ چال چلی ہے تو اور بات ہے، رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہاں یہ میری اپنی صواب دید اور جنگی چال ہے۔ حُباب نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ جگہ آپ کے پڑاؤ کے لیۓ ہرگز مناسب نہیں ہے آپ سب کو لیکر یہاں سے اُوٹھ کھڑے ہوں اور اُس کنویں پر جو دشمن کے قریب تر واقع ہے جاکر منزل کریں اور پھر اُس کے پیچھے جتنے کنویں ہیں اُن سب کو بیکار کردیں اور اُس ایک کنوین پر البتہ آپ ایک حوض بنائیں اُسے پانی سے بھرلیں اُس کے بعد ہم دشمن سے مصروف پیکار ہوتے ہیں ہمیں پینے کے لیۓ پانی میسر رہے گا اور دشمن پانی سے محروم ہوگا، آپ نے فرمایا تمہاری رائے صائب ہے چنانچہ آپ اپنے تمام صحابہؓ کو لیکر اُس مقام سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور چلکر اُس کنوین پر آئے جو قریش کے قریب تر واقع تھا وہاں اپنا پڑاؤ کیا اور آپ کے حکم سے بقیہ تمام کنویں اندھے کردئیے گئے آپ نے اپنے کنوین پر ایک حوض بنایا اُسے پانی سے بھردیا گیا اور پھر صحابہؓ نے اُس میں برتن ڈالدئیے۔

سعدؓ بن معاذ نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ ہم آپ کے لیۓ کھجور کی شاخون کی ایک جھونپڑی بنائے دیتے ہیں تاکہ آپ اُس میں قیام فرمائیں نیز آپ کی سواریوں کو آپ کے پاس ہی کھڑا رکھتے ہیں پھر ہم دشمن سے لڑتے ہیں اگر اللہ نے ہم کو دشمن پر غلبہ اور فتح عطا کی فہوالمراد اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو اُس وقت جناب والا اپنے اونٹوں پر سوار ہوکر ہمارے اُن قوم والوں کے پاس جو یہاں آپ کے ساتھ نہیں آئے اور مدینہ میں رہ گئے جا سکتے ہیں اور وہ بھی آپ کے ایسے ہی جان نثار ہیں جیسے کہ ہم ہیں ہم اُن سے کسی طرح بڑھکر نہیں اگر اُن کو اس بات کا یقین ہو تاکہ آپ خود جنگ میں شرکت فرمائیں گے تو وہ کبھی آپ کی معیت سے پیچھے نہ رہتے اس لیۓ اللہ اُن کے ذریعہ آپ کی حفاظت کرے گا وہ آپ کے ساتھ اخلاص برتینگے اور آپ کے ہمراہ اپنی جانیں لڑادیں گے، اس تقریر کو سُنکر رسول اللہ صلعم نے اُن کی تعریف کی اور اُن کو دعائے خیر دی پھر آپ کے لیۓ ایک جھونپڑی بنادی گئی

آپ نے اس میں اقامت اختیار کی۔

دوسری طرف صبح کو قریش اپنے مقام سے بڑھے جب رسول اللہ صلعم نے اُن کو عقنقل اُس تودہ ریگ کی طرف جس سے وہ وادی میں آئے تھے بڑھتا دیکھا آپ نے اللہ سے التجا کی کہ اے خدا وندا۔ یہ قریش غرور و نخوت کیساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسول کو جھٹلانے آگئے ہیں تو نے جو مجھ سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اُسے پورا کر اور آج ہی ان کا خاتمہ کر دے۔

رسول اللہ صلعم نے عُتبہ بن ربیعہ کو اپنے سُرخ اونٹ پر سوار دشمن میں پھرتا ہوا دیکھا فرمانے لگے کہ دشمن کی تمام جماعت میں اگر کہیں بھلائی نظر آتی ہے تو اس سُرخ شتر سوار میں معلوم ہوتی ہے اگر انھوں نے اس کی نصیحت مان لی تو وہ ہلاکت سے بچ جائیں گے۔

جب قریش۔ خُفاف بن ایما بن رحضتہ الغفاری کے پاس سے گذرے تو اُس نے یا اُس کے باپ ایما بن رحضتہ نے اپنے بیٹے کے ہاتھ کچھ اونٹ کھانے کے لئے اُن کو بھیجے تھے اور کہلا کر بھیجا کہ اگر چاہو تو اسلحہ اور سپاہ سے بھی مدد کروں مگر قریش نے اُس کے بیٹے کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ جہاں تک عزیزانہ تعلقات کا حق تھا وہ تم نے پورا کر دیا اگر ہمارا مقابلہ انسانوں سے ہے تو ہم کسی طرح اُن کے مقابلہ میں کمزور نہیں ہیں اور اگر محمدؐ کے ادعا کے مطابق ہم خدا سے لڑنے جا رہے ہیں تو اللہ کے مقابلہ میں کسی کی بھی کچھ نہیں پیش جا سکتی۔

جب سب لوگ ٹھہر گئے قریش کے چند آدمی جنمیں حکیم بن حزام بھی اپنے گھوڑے پر سوار ساتھ تھا بڑھکر رسول اللہ صلعم کے ساختہ حوض پر آئے آپ نے فرمایا ان کی مزاحمت نہ کرو آنے دو۔ جس شخص نے بھی اُس حوض کا پانی پیا وہ مارا گیا البتہ صرف حکیم بن حزام قتل سے بچ گیا اور اپنے گھوڑے وجیہہ کی وجہ سے بھاگ گیا اس کے بعد یہ اسلام لے آیا اور مخلص مسلمان ہوا پھر جب کبھی وہ کسی بات پر قسم کھاتا اور اُس میں قوت پیدا کرنا چاہتا تو کہتا قسم ہے اُس کی جس نے مجھے جنگ بدر میں بچا لیا۔

جب قریش اطمینان سے فروکش ہو گئے انھوں نے عُمیر بن وہب الجمحی سے کہا کہ تم جا کر محمدؐ کے ہمراہیوں کی تعداد معلوم کر دو اور ہمیں آکر بتاؤ اس نے اپنے گھوڑے پر رسول اللہ صلعم کی فرودگاہ کے گرد چکر لگایا اور پھر قریش سے آکر کہا کہ یہ تو کم و بیش تین سو ہیں مگر ذرا ٹھہرو میں یہ بھی دیکھ آتا ہوں کہ کسی اور جگہ دشمن کی گھات یا کمک تو موجود نہیں ہے، اس ارادے سے اب اُس نے وادی میں گھوڑا ڈالا بہت دُور نکل گیا مگر اُسے کچھ دکھائی نہیں دیا اُس نے قریش کو آکر اطلاع دی کہ میں نے کوئی اور جماعت نہیں دیکھی مگر یہ یاد رکھو کہ یہ لوگ دل جان نثار ہیں جن پر موت سوار ہے یثرب کے آب کش اونٹ ہیں لاعلاج موت ان پر سوار ہے صرف اُن کی تلواریں اُن کا مامن اور ملجا ہیں بخدا میں نہیں سمجھتا کہ جب تک تم میں سے ایک قتل نہ ہو جائے گا اُن کا کوئی شخص قتل کیا جا سکیگا اور اس طرح اگر انھوں نے اتنی قدر آدمی تمہارے قتل کر ڈالے جتنے اُن کے قتل ہوں تو اس ذلت کے بعد زندگی میں کیا لطف باقی رہے گا غور کر لو۔

اس بات کو سُنکر حکیم بن حزام عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور کہا اے ابوالولید تم آج قریش کے سب سے بڑے سردار ہو سب تمہاری بات مانتے ہیں کیا تم ایسے مشورہ پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جس سے تم کو ہمیشہ کی نیکنامی حاصل ہو اُس نے پوچھا کیا؟ حکیم نے کہا تم سب کو لیکر واپس ہو جاؤ اور اپنے حلیف عمرو بن الحضرمی کا خون برداشت کر لو۔ عتبہ نے کہا میں اسے منظور کرتا ہوں تم ہی اسکی راہ نکالو میں اس کے لئے آمادہ ہوں کہ چونکہ وہ میرا حلیف تھا اُس کا قصاص لینا میرے ذمہ ہے اور میں اُس کا وارث ہوں لہذا میں اُس کے قصاص سے درگذر کرتا ہوں تم ابن الحنظلیہ (یعنی ابوجہل بن ہشام) کے پاس جاؤ اور اُسے سمجھاؤ اُس کے علاوہ اور کسی سے مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ وہ ہماری قوم کی بات بگاڑے گا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مروان بن الحکم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اُس کے حاجب نے آکر کہا کہ ابوخالد حکیم بن حزام ملاقات کیلئے حاضر ہے، مروان نے کہا آنے دو، حکیم بن حزام دربار میں آیا مروان نے اُسے

خوش آمدید کہا اور قریب بلایا پھر مروان اُس کی خاطر صدر مجلس سے ہٹ گیا اور تکیہ دونوں میں حائل ہو گیا مروان نے اُس کی طرف توجہ کی اور کہا کہ بدر کا واقعہ سنائیے اُس نے کہا مکہ سے چلکر جب ہم جحفہ پہونچے قریش کا ایک پورا قبیلہ ہمارا ساتھ چھوڑ کر واپس چلا گیا اس قبیلہ کے مشرکین میں سے ایک بھی جنگ بدر میں شریک نہ ہوا پھر ہم وہاں سے بڑھ کر وادی کے اُس کنارے فروکش ہوئے جس کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے، میں عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوالولید کیا تم اس بات کو پسند نہ کرو گے کہ آج کی نیکنامی کا سہرا عمر بھر کے لئے تمہارے سر ہو اُس نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں وہ کیا بات ہے میں نے کہا تم صرف ابن الحضرمی کے خون کا بدلہ محمدؐ سے لینا چاہتے ہو وہ تمہارا حلیف تھا تم اُس کی دیت سے درگذر کرو اور یہاں سے سب کو لیکر پلٹ جاؤ، عتبہ نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں مگر تم ہی اس کی کوئی راہ نکالو ابن الحنظلیہ یعنی ابوجہل کے پاس جاؤ اور کہو تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ تم اپنی ساری جماعت کو آج اپنے ابن عم کے مقابلہ سے ہٹالو۔ میں ابوجہل کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ وہ مجمع میں گھرا ہوا ہے اور ابن الحضرمی اُس کے سرہانے کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ میں نے اپنا رشتہ عبدالشمس سے فسخ کردیا اور اب بنی مخزوم سے اپنا تعلق قایم کیا ہے، میں نے ابوجہل سے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ نے تم سے کہا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ آج تم اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر اپنے ابن عم کے مقابلہ سے ہٹ جاؤ ابوجہل نے کہا کیا اُسے تمہارے سوا کوئی اور قاصد اس پیام رسانی کے لئے نہیں مل سکا، میں نے کہا جی ہاں، اور میں بھی اُس کے سوا اور کسی کا قاصد نہیں بن سکتا تھا، میں اُس کے پاس سے نکل کر دوڑتا ہوا عتبہ کے پاس چلا آیا تاکہ کوئی خبر مجھ سے پہلے اُس کو نہ پہونچ جائے عتبہ، ایماء بن رحضتہ الغفاری کے جس نے مشرکین کو کھانے کے لئے دس جانور ہدیہ بھیجے تھے سہارے کھڑا ہوا تھا اتنے میں ابوجہل جس کے چہرے پر بدی نمایاں تھی وہاں آیا اُس نے عتبہ سے کہا تیری ہوا نکل گئی ہے عتبہ نے کہا بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا ابوجہل نے اپنی تلوار نیام سے کھینچی اور عتبہ کے گھوڑے کی کمر پر ضرب لگائی

ایماء بن رحضتہ نے کہا یہ بہت بڑا شگون ہوا بس اسی وقت جنگ شروع ہوگئی۔

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق۔ عتبہ بن ربیعہ نے کھڑے ہوکر اپنی قوم میں تقریر کی اور کہا اے گروہ قریش محمدؐ اور اُن کے ساتھیوں سے لڑکر تم کو کیا ملجائے گا اگر تم نے اُن کو مار بھی لیا تو ہمیشہ تمہارا ایک شخص دوسرے کو اس لئے بہ نظر کراہیت دیکھے گا کہ اُس نے اپنے کسی بھتیجے، بھانجے یا عزیز قریب کو قتل کیا ہوگا تم واپس چلو اور محمدؐ اور تمام عرب کو نبٹنے کے لئے چھوڑدو اگر انھوں نے اُسے مار لیا تو فہوالمراد اور اگر اس کے خلاف ہوا تو اُس کا فائدہ تم کو بھی ہوگا اس لئے اب تم خود اُس کے مقابلہ پر کچھ نہ کرو۔ حکیم کہتا ہے کہ میں ابوجہل کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ اُس نے اپنی زرہ خرجی سے نکال کر پھیلا رکھی ہے اور وہ جنگ کے لئے آمادہ ہورہا ہے میں نے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھے اس پیام کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے میں نے وہ پیام بیان کر دیا، ابوجہل کہنے لگا محمدؐ اور اُس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی اُس کی ہوا نکل گئی ہے۔ بخدا جب تک اللہ ہمارے اور محمدؐ اور اُس کے حمایتوں کے درمیان قطعی فیصلہ نہ کردے گا ہم یہاں سے ٹلنے والے نہیں اور عتبہ نے جو کچھ کہلا کر بھیجا ہے اُس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اُس کو یقین ہے کہ محمدؐ اور اُس کے ساتھی بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کردئے جائیں گے چونکہ اُن کے ساتھ اُس کا بیٹا بھی ہے اس لئے وہ تم کو اُن کے مقابلہ پر خوفزدہ کر رہا ہے۔

ابوجہل نے عامر بن الحضرمی کو بلا بھیجا اور اُس سے کہا یہ دیکھو تمہارا حلیف سب کو واپس لے جانا چاہتا ہے حالانکہ تمہارے بھائی کے انتقام لینے کا موقع تمہارے سامنے ہے تم کھڑے ہو اپنے حق کی حفاظت اور بھائی کے قتل کو یاد دلاؤ، عامر بن الحضرمی اُٹھا اور صف سے نکل کر اُس نے اے میرا عمرا اے میرا عمر کا واویلا کیا جنگ چھڑ گئی، بات بگڑ گئی سب کے سب انتقامی جنگ کے لئے آمادہ ہوگئے اور عتبہ بن ربیعہ نے لوگوں کو جو مشورہ دیا تھا اُس کو رد کر دیا گیا۔ جب عتبہ بن ربیعہ کو ابوجہل کا یہ قول کہ اُس کی ہوا نکل گئی ہے

معلوم ہوا اُس نے کہا جنگ میں اس چوٹ کھانے والے کو بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ کس کی ہوا نکلی ہے میری یا اُس کی، اُس نے پہننے کے لئے خود مانگا چونکہ اس کا سر بہت بڑا تھا تمام فوج میں کوئی خود ایسا نہ نکل سکا جو اُس کے سر پر آتا اُس نے خود کے بجائے اپنی چادر سر پر لپیٹ لی۔

اسود بن عبدالاسد المخزومی جو ایک تند خو آدمی تھا فوج سے برآمد ہوا اور کہنے لگا کہ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اُن کے حوض کا پانی پیوں گا اور اُسے منہدم کر دوں گا یا اپنی جان دیدوں گا اُس کے مقابلہ کے لئے حمزہؓ بن عبدالمطلب بڑھے مقابلہ ہوتے ہی حمزہؓ نے تلوار کے وار سے نصف ساق سے اُس کا پاؤں قطع کر دیا وہ اپنے منھ کے بل گر پڑا خون سے لتھڑا ہوا اُس کا پاؤں اُس کے ساتھیوں کی طرف تھا پھر وہ گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا حوض کی طرف بڑھا اور اپنے زعم میں اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے اُس میں گھس پڑا حمزہؓ اُس سے لپٹے رہے اور اب انھوں نے تلوار سے اُسے حوض کے اندر قتل کر دیا اس کے بعد عُتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید بن عُتبہ کے ساتھ جن کے بیچ میں وہ تھا میدان کارزار میں آیا اور اپنی صف سے برآمد ہو کر اُس نے مبارزت طلبی کی اُنکے مقابلہ پر انصار کے تین جوانمرد جن میں حارث کے بیٹے عوف اور معوذ جن کی ماں عفراء تھی اور ایک اور شخص عبداللہ بن رواحہ نکلے، قریش نے ان سے پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا ہم انصاری ہیں، قریش نے کہا ہمیں تمہاری ضرورت نہیں پھر اُن میں سے ایک نے آواز دی کہ اے محمدؐ ہمارے مقابلہ پر ہمارے برابر کے ہم قوم لوگوں کو بھیجو، رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے حمزہؓ بن عبدالمطلب تم جاؤ، اے عبیدہؓ بن الحارث تم جاؤ، اے علیؓ بن ابی طالب تم جاؤ، جب یہ تینوں حضرات مقابلہ پر نکلے قریش نے پوچھا تم کون ہو انھوں نے فرداً فرداً اپنا نام بتایا قریش نے کہا ہاں بے شک تم ہمارے برابر والے ہو، عبیدہؓ بن الحارث کا جو عمر میں سب سے بڑے تھے عُتبہ بن ربیعہ سے مقابلہ ہوا حمزہؓ کا مقابلہ شیبہ بن ربیعہ سے اور علیؓ کا مقابلہ ولید بن عُتبہ سے ہوا

حمزہؓ اور علیؓ نے تو سامنا ہوتے ہی اپنے حریفوں کو فوراً قتل کر دیا البتہ عبیدہؓ اور عتبہ نے ایک ساتھ ایک نے دوسرے پر تلوار کا وار کیا جس سے دونوں اپنی اپنی جگہ ناکارہ اور بے دم ہو گئے گر اتنے میں حمزہؓ اور علیؓ نے اپنے مقابلوں سے پلٹ کر ایک ساتھ عتبہ پر تلواریں ماریں اور قتل کر دیا اور اپنے ساتھی عبیدہؓ کو اپنی فوج میں اٹھا لائے ان کا پاؤں قطع ہو گیا تھا اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا جب ان کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کیا گیا انھوں نے کہا رسول اللہ صلعم کیا میں شہید نہیں ہوں آپ نے فرمایا بے شک تم شہید ہو عبیدہؓ نے کہا اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ انکے اس شعر کا صحیح مصداق میں ہوں :-

ونسلمہ حتٰی نصرع حولہ ونذھل عن ابنائنا والحلائل

(ترجمہ) تاوقتیکہ ہم اس کی حمایت میں قتل نہ ہو جائیں اور اپنے اہل وعیال کو بھول نہ جائیں ہم کبھی اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب انصار کے ان تین صاحبوں نے اپنا پتہ بتایا عتبہ بن ربیعہ نے کہا ہاں تم ہمارے برابر والے اور شریف ہو مگر ہم صرف اپنی قوم والوں سے لڑنا چاہتے ہیں اس کے بعد فریقین نے ایک دوسرے پر یورش کر دی اور رل مل گئے رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے کہدیا تھا کہ جب تک میں حکم نہ دوں تم حملہ نہ کرنا اور اگر دشمن پیشقدمی کر کے حملہ آور ہو تو پہلے تیروں سے اسے روکنا۔ رسول اللہ صلعم اس روز اپنی جھونپڑی میں تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ ابو بکرؓ تھے۔

کئی صاحبوں سے مروی ہے کہ بدر میں رسول اللہ صلعم نے اپنی صفیں برابر کیں آپ کے ہاتھ میں ایک بیر کی چھڑی تھی جس سے آپ صحابہؓ کو برابر کر رہے تھے آپ سوادؓ بن غزیہ بنی عدی النجار کے حلیف کے پاس آئے وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے آپ نے ان کے پیٹ میں چھڑی چبھو دی اور فرمایا اے سوادؓ بن غزیہ برابر رہو انھوں نے کہا اے رسول اللہؐ آپ نے مجھے تکلیف دی ہو بھائی اللہ نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے آپ اس کا معاوضہ

دیں، رسول اللہ صلعم نے فوراً اپنا پیٹ کھول دیا اور کہا لو اپنا بدلہ لے لو سوادؓ آپ سے لپٹ گئے اور انھوں نے آپ کے پیٹ کو چوم لیا رسول اللہ صلعم نے پوچھا سوادؓ ایسا تم نے کیوں کیا کہنے لگے رسول اللہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جنگ ہو رہی ہے ممکن ہے کہ میں مارا جاؤں میں چاہتا تھا کہ آخری مرتبہ آپ سے مل لوں اور میری جلد آپ کی جلد سے مس ہو جائے اس پر رسول اللہ صلعم نے ان کو دعائے خیر دی، پھر آپ تمام صفوں کو برابر کر کے اپنی جھونپڑی میں تشریف لیگئے صرف ابو بکرؓ آپ کے ساتھ اُس جھونپڑی میں گئے جہاں رسول اللہ صلعم کے ساتھ سوائے ان کے اور کوئی نہ تھا رسول اللہ صلعم نے دعا شروع کی اور اللہ کو نصرت کا وہ وعدہ یاد دلانے لگے جو اُس نے آپ سے کیا تھا اور یہ بھی کہا کہ خداوندا اگر یہ جماعت یعنی مسلمانوں کی ہلاک ہوگئی تو پھر آج کے بعد دنیا میں کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا۔ ابو بکرؓ کہنے لگے اے رسول اللہ صلعم اب آپ زیادہ اللہ کو یاد دہانی نہ کیجئے وہ خود ہی ضرور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلعم نے مشرکین اور اُن کی تعداد پر نظر کی پھر اپنے صحابہؓ کی تعداد پر نظر کی جو تین سو سے کچھ زیادہ تھے آپ نے قبلہ رُو ہو کر جناب باری میں دعا شروع کی آپ نے عرض کیا اے بار الٰہ تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا ہے اُسے پورا کر اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو تیری عبادت موقوف ہو جائے گی آپ برابر دعا میں مصروف رہے آپ کی چادر گر پڑی ابو بکرؓ نے اٹھا کر پھر اُسے آپ پر رکھدیا اور پھر آپ کے پیچھے سے بالکل قریب ہو کر عرض کیا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر نثار آپ نے دعا کا حق ادا کر دیا اب آپ زیادہ نہ کہیں بہت جلد اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا اس موقع پر یہ قرآن نازل ہوا۔ اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین (ترجمہ: جب کہ تم نے اپنے رب سے فریاد کر کے مدد مانگی اُس نے تمہاری درخواست کو منظور کیا کہ میں ایک ہزار ملائکہ کو جن کے ساتھ کوتل گھوڑے ہوں گے تمہاری مدد پر بھیجتا ہوں)۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلعم اپنے قبہ میں بیٹھے ہوئے اللہ سے یہ دعا کر رہے تھے کہ خداوندا میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنے عہد اور وعدہ کو پورا کر اگر تیری مرضی یہی ہو کہ آج کے بعد کوئی تیرا نام لینے والا نہ رہے تو خیر۔ ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے اللہ کے نبی بس کیجئے آپ نے اللہ کے سامنے الحاح اور زاری کا حق ادا کر دیا۔ ابوبکرؓ نے زرہ پہن رکھی تھی رسول اللہ صلعم یہ پڑھتے ہوئے اپنے قبہ سے برآمد ہوئے۔ سَیُھزم الجمع ویولّون الدبر بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھیٰ وامرّ (ترجمہ:۔ بہت جلد یہ جماعت شکست پائے گی اور پیٹھ پھیر دے گی، مگر اصل میں تو قیامت میں ان سے مواخذہ ہو گا اور قیامت بہت ہی مصیبت لانے والی اور کڑوی ہے)۔

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق اس جھونپڑی میں تھوڑی دیر کیلئے رسول اللہ صلعم کی آنکھ جھپک گئی آپ بیدار ہوئے اور آپ نے کہا ابوبکرؓ لو اللہ کی مدد آگئی ہے یہ دیکھو جبرئیل سامنے سے گھوڑا پکڑے اسے کھینچے لئے آرہے ہیں" اب عمرؓ بن الخطاب کے غلام مہجع کو دشمن کا ایک تیر آکر لگا وہ شہید ہو گئے مسلمانوں میں یہ پہلے شخص ہیں جو شہید ہوئے اس کے بعد بنی عدی بن النجار کے حارثہ بن سراقہ کو جب کہ وہ حوض سے پانی پی رہے تھے ایک تیر آکر لگا اور وہ شہید ہوئے پھر رسول اللہ صلعم برآمد ہو کر لوگوں کے پاس آئے آپ نے ان کو جنگ میں شجاعت اور صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ آج جو مال غنیمت ہم میں سے کسی کو حاصل ہو وہ اسی کو دیا جاتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے آج جو شخص کفار سے لڑے گا اور پھر وہ صبر، استقامت اور استقدام کے ساتھ داد مردانگی دیتا ہوا قتل ہو گا اللہ اس کو ضرور جنت میں داخل کرے گا۔ آپ کی اس بشارت کو سنکر عمیرؓ بن الحمام بنی سلمہ کے عزیز نے جو ہاتھ میں کھجور لئے ہوئے کھا رہے تھے کہا خوب خوب میرے جنت میں جانے کے لئے صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ میں ان کفار کے ہاتھ سے مارا جاؤں یہ ابھی ہوا۔ انھوں نے

کھجور پھینکدیں اور تلوار لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑے لڑے اور شہید ہوئے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ کے بیان کے مطابق پھر عوف بن الحارث ابن الحفرا نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ رب کو اپنے عبد کی کیا بات ہنساتی ہے آپ نے فرمایا بغیر زرہ کے اگر وہ اپنا ہاتھ دشمن میں بھونک دے۔ عوف نے اُسی وقت اپنی زرہ اوتار پھینکی تلوار سنبھالی دشمن سے لڑے اور شہید ہو گئے

روایت ہے کہ جب حریف مقابل آئے اور ایک دوسرے کے قریب آ گئے ابوجہل نے دعا مانگی کہ اے خداوندا یہ ہم میں سب سے زیادہ قطع رحم کرنے والا ہے اس نے بالکل نئی بات ہم سے کہی ہے آج تو اسے ختم کر دے مگر نتیجہ نے بتا دیا کہ گویا اُس نے اپنے لئے بد دعا کی تھی' رسول اللہ صلعم نے مٹھی بھر کنکریاں اوٹھائیں اُن کو لیکر آپ قریش کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا شاہت الوجوہ (ترجمہ:- چہرے رسوا اور ذلیل ہوئے) پھر کنکریوں پر دم کر کے قریش کی طرف پھینکا اور صحابہؓ سے فرمایا اب حملہ کرو حملہ کرتے ہی قریش نے شکست کھائی اللہ نے قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا اور اُن میں سے بہت سے قید کر لئے گئے۔ جب مسلمان اُن کو پکڑنے میں مصروف ہوئے آپ اپنی جھونپڑی میں تشریف فرما تھے اور سعدؓ بن معاذ تلوار حمائل کئے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ اس اندیشہ سے کہ کہیں دشمن آپ پر یورش نہ کر دے حفاظت کے لئے جھونپڑی کے درواز پر کھڑے ہوئے تھے رسول اللہ صلعم نے دیکھا کہ لوگوں کے اس فعل سے سعدؓ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں ہیں آپ نے اُن سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سعد تم کو لوگوں کا یہ فعل ناگوار ہے انھوں نے کہا بے شک رسول اللہ صلعم نے فرمایا بخدا یہ پہلی لڑائی ہوئی ہے جس میں اللہ نے مشرکین کو تباہ کر دیا ہے۔ بجائے اسکے کہ ان کو زندہ رکھا جائے میں اس کا زیادہ دلدادہ ہوں کہ یہ دل کھول کر قتل کئے جاتے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُس روز آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ میں اس بات سے واقف ہوں کہ بنی ہاشم اور دوسرے لوگوں میں سے بھی

بعض لوگ بادل ناخواستہ ہمارے مقابلہ پر کھینچ لائے گئے ہیں وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے تھے لہذا اگر بنی ہاشم کا کوئی شخص تمہارے ہاتھ آئے اُسے قتل نہ کرنا نیز ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد کو بھی نہ مارنا اور اگر عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ صلعم کے چچا ہاتھ آئیں اُن کو بھی قتل نہ کرنا کیونکہ وہ بادل ناخواستہ اس جنگ میں شریک کئے گئے ہیں اس پر ابوحذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا یہ کیا تفریق ہے ہم تو اپنے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان والوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں بخدا اگر میں نے اُسے پالیا تو میں تلوار سے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ رسول اللہ صلعم کو اُس کے اس قول کی اطلاع ہوئی آپ نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا اے ابوحفص ابوحذیفہؓ کا قول سُنا وہ رسول اللہ کے چچا کے قتل کا درپے ہے عمرؓ نے کہا مجھے اجازت ہو میں ابھی اُس کا کام تمام کر دیتا ہوں بخدا یہ منافق ہے، عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے اس کنیت سے یاد کیا۔

ابوحذیفہؓ پھر کہا کرتے تھے کہ اُس روز جو جملہ میں نے کہا اُس سے میں ہمیشہ خائف تھا کہ نہ معلوم اس کا کیا وبال مجھ پر ہو اور خیال کرتا تھا کہ صرف اللہ کی راہ میں شہادت ہی اس کا کفارہ ہو سکتی ہے، چنانچہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔

ابوالبختری کے قتل سے رسول اللہ صلعم نے اس لئے منع فرمایا تھا کہ اُس نے آپ کے قیام مکہ کے زمانے میں کبھی آپ سے کوئی بدسلوکی نہیں کی کبھی ایذا نہیں دی اور کوئی ایسی بات نہیں کی جو رسول اللہ صلعم کے ناگوارِ خاطر ہوئی ہو اس کے علاوہ یہ بھی منجملہ اُن لوگوں کے تھا جنھوں نے قریش کے اُس معاہدہ کو جو انھوں نے عدم تعاون اور ترک تعلقات کا بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف لکھ کر کعبہ میں آویزاں کیا تھا، فسخ کر دیا۔ بنی عدی کے مجذّر بن زیاد البلوی انصار کے حلیف کی اس سے مڈبھیڑ ہوئی مجذّر بن زیاد نے ابوالبختری سے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تمہارے قتل سے منع کیا ہے، اُس کا رفیق جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد بھی اُس کے ساتھ تھا جو مکہ سے اُس کے ہمراہ چلا تھا،

قتادہ بنی لیث سے تعلق رکھتا تھا اور ابوالبختری کا اصلی نام عاص بن ہشام بن الحارث بن اسد تھا، اس رفاقت کے حق سے عہدہ برائی کے خیال سے اس نے مجذّر سے کہا اور میرے ساتھی کے متعلق کیا حکم ہے اُس نے کہا بخدا ہم اُسے نہیں چھوڑنے کے رسول اللہ صلعم نے صرف تمہارے لئے حکم دیا ہے کہ قتل نہ کئے جاؤ۔ ابوالبختری کہنے لگا اگر یہ ہے تو میں اور وہ دونوں ساتھ جان دیںگے میں نہیں چاہتا کہ اہل مکہ کی قریش عورتیں میرے متعلق بعد میں کہیں کہ میں نے اپنی جان بچانے کے خیال سے اپنے رفیق کو قربان کر دیا، اس موقع پر جب مجذّر نے اُس سے ہتھیار رکھ دینے کا مطالبہ کیا اور اُس نے بغیر لڑے اپنی حوالگی سے انکار کیا اُس نے یہ رجزیہ شعر پڑھا۔

لَن یُسلِمَ ابن حُرۃ اکیلہ حتی یموت او یری دوبلہ

(ترجمہ) ایک شریف زادہ کبھی اپنے موکل کو دشمن کے حوالے نہیں کرتا اب چاہے وہ مرجائے یا کامیاب ہو۔

اس کے بعد دونوں لڑ پڑے مُجذّر بن زیاد نے اُسے قتل کر دیا قتل کر کے مُجذّر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے میں نے اپنی کوشش صرف کر دی کہ میں اُسے قید کر کے جناب کی خدمت میں زندہ لے آؤں مگر اُس نے لڑائی کے سوا میری بات نہ مانی میں مجبور اُس سے لڑا اور میں نے اُسے قتل کر دیا۔

عبدالرحمٰن ابن عوف سے مروی ہے کہ مکہ میں اُمیہ بن خلف میرا دوست تھا میرا نام عبدعمرو تھا مکہ ہی میں جب میں اسلام لایا میرا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ اس کے بعد وہیں جب کبھی وہ مجھسے مل جاتا تو کہتا اے عبدعمرو کیا تم نے اپنے باپ کا رکھا ہوا نام ترک کر دیا ہے میں کہتا ہاں اس پر وہ کہتا مگر میں رحمٰن کو نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے مناسب یہ ہے کہ کوئی اور نام تجویز کر دو اُس سے میں تم کو مخاطب کیا کروں اپنے سابق نام پر تم مجھے جواب نہیں دیتے اور جس بات سے میں ناواقف ہوں اُس کے نام کے ساتھ میں تم کو پکارتا نہیں، کیونکہ جب وہ مجھے عبدعمرو کہکر پکارتا میں اُسے جواب نہیں دیتا تھا میں نے کہا اے ابو علی

اس کے متعلق تم جو چاہو مقرر کر دو اُس نے کہا اچھا تمہارا نام عبد الالہ بہتر ہوگا میں نے کہا اچھا چنانچہ اس کے بعد جب میں اور وہ ملتے وہ مجھے عبد الالہ کے نام سے پکارتا میں اُسے جواب دیتا اور اُس سے متفرق باتیں کرنے لگتا یہاں تک کہ بدر کی لڑائی ہوئی میں اُس کے پاس سے گذرا وہ اپنے بیٹے علی بن اُمیّہ کا ہاتھ تھامے کھڑا ہوا تھا میرے ساتھ کئی زرہیں تھیں جو میں نے مقتولین کے جسم سے اوتاری تھیں میں اُن کو لئے جارہا تھا، اُس نے مجھے دیکھکر آواز دی اے عبد عمرو میں نے کوئی جواب نہیں دیا تب اُس نے کہا اے عبد الالہ میں نے کہا ہاں کیا کہتے ہو اُس نے کہا کیا میں تمہارے لئے ان زرہوں سے جن کو تم لئے جا رہے ہو زیادہ سود مند نہیں ہوں میں نے کہا بے شک ہو تو آ جاؤ، میں نے زرہیں پھینکدیں اور اُس کا اور اُس کے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑ لیا کہنے لگا ایسا دن میرے دیکھنے میں نہیں آیا تمہارے پاس دودھ تو نہیں ہے میں ان دونوں کو ساتھ لیکر چلدیا میں باپ بیٹوں کے بیچ میں اُن کا ہاتھ پکڑے ہوئے چلا جا رہا تھا اُمیّہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم میں وہ کون ہے جس کے سینے پر شتر مُرغ کا پر بطور نشان آویزاں تھا میں نے کہا وہ حمزہؓ بن عبد المطلب ہے اُس نے کہا ہماری یہ درگت اُسی نے بنائی ہے، میں اُن کو لئے چلا جا رہا تھا کہ بلالؓ نے اُسے میرے ہمراہ دیکھ لیا یہ اُمیّہ مکّہ میں بلالؓ کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا تاکہ وہ اسلام ترک کر دیں وہ اُن کو مکّہ کی صاف چٹان پر جب وہ دھوپ سے خوب تپ جاتی لے جاتا اُس پر اُن کو چت لٹاتا سینے پر ایک بڑا پتھر رکھ دیتا اور پھر کہتا کہ جب تک تو محمدؐ کے دین کو ترک نہ کرے گا تجھے یہ سزا ملتی رہیگی مگر باوجود اس عذاب کے بلالؓ یہی کہتے "وہ ایک ہے وہ ایک ہے" اسی لئے اب جب اُن کی نظر اُس پر پڑی وہ کہنے لگے کہ اُمیّہ بن خلف کفر کا سرگروہ ہے میں ہلاک ہو جاؤں اگر تو بچ جائے میں نے اُن سے کہا کہ یہ تو میرا قیدی ہے تم اس کے ساتھ یہ کرنا چاہتے ہو بلالؓ نے پھر کہا میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائیں میں نے کہا اے حبشی زادے کچھ سنا بلالؓ نے پھر کہا میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائیں پھر اُنھوں نے نہایت چلاکر کہا اے اللہ کے انصار لو یہ کُفّار کا سرغنہ اُمیّہ بن خلف موجود ہے میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ گیا،

اُن کی اس آواز پر بہت سے لوگوں نے ہم کو ہر طرف سے آگھیرا اور قید سا کر لیا میں اُسے بچانے لگا، ایک شخص نے اُس کے بیٹے پر تلوار ماری وہ گر پڑا اُس وقت اُمیہ نے اس زور سے چیخ ماری کہ میں نے کبھی نہیں سُنی میں نے کہا بھاگ جاؤ مگر بھاگ نہیں سکتے میں تم کو کسی طرح بچا نہیں سکتا۔ اتنے میں حملہ آوروں نے تلوار کی ایک ضرب سے اُس کا کام تمام کر دیا" اس واقعہ کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف کہا کرتے تھے اللہ بلالؓ پر رحم کرے میری زرہیں بھی جاتی رہیں اور میرے قیدی کو انھوں نے زبردستی مجھ سے چھڑا لیا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے بنی غفار کے ایک شخص نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جس روز بدر کی لڑائی ہو رہی تھی میں اور میرا ایک چچیرا بھائی دونوں وہاں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھکر جہاں سے میدان کارزار نظر آتا تھا چھُپکر بیٹھ گئے اور دیکھتے رہے کس کو شکست ہوتی ہے تاکہ پھر دوسرے لوٹنے والوں کیساتھ ملکر ہم بھی غنیمت میں حصہ بٹائیں ہم دونوں اس وقت تک مشرک تھے ہم اُسی پہاڑ میں تھے کہ ایک بادل ہمارے قریب آیا ہم نے اُس میں گھوڑوں کی آہٹ پائی اور کسی کو کہتے سُنا حیزوم آگے بڑھو، اس آواز سے میرے چچازاد بھائی پر یہ گذری کہ اُس کے قلب کا پردہ پھٹ گیا اور وہ وہیں مرگیا میں بھی قریب المرگ ہوگیا تھا مگر پھر بچ رہا۔

ابو داؤد المازنی سے جو بدر میں شریک تھے مروی ہے کہ بدر میں میرے ساتھ یہ گذری کہ جس مشرک کا تعاقب کر کے میں نے اُس پر وار کرنا چاہا اس سے قبل ہی اس کا سر تن سے جدا ہو کر دور جا گرتا اور میں نے محسوس کیا کہ کسی اور نے اُسے قتل کیا۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سہلؓ سے مروی ہے کہ بدر میں ہماری یہ حالت تھی کہ ہم میں سے اگر کسی نے تلوار سے مشرک کی طرف اشارہ کر دیا تو اُسی وقت قبل اس کے کہ تلوار اُس تک پہونچنے پائے اُس کا سر تن سے جدا ہو کر الگ گر پڑتا۔

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ملائکہ کی شان یہ تھی کہ انھوں نے سفید عمامے باندھ رکھے تھے جن کے شملے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور جنگ حنین میں انھوں نے سُرخ عمامے باندھ رکھے تھے مگر بدر کے سوا اور کہیں ملائکہ نے خود لڑائی میں حصہ نہیں لیا دوسرے مواقع پر وہ صرف مدد اور کمک کے طور پر موجود رہے مگر انھوں نے تلوار نہیں چلائی۔

معاذؓ بن عمرو بن الجموح متعلقہ بنی سلمہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلعم دشمنوں سے فارغ ہو گئے آپ نے حکم دیا کہ ابو جہل کو مقتولین میں تلاش کیا جائے اور آپ نے یہ بھی دعا مانگی کہ خداوندا ایسا نہ ہو کہ وہ تیری گرفت سے نکل جائے۔

سب سے پہلے معاذؓ بن عمرو بن الجموح ابو جہل کے پاس پہونچے تھے اس کے متعلق انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے کفار اور ابو جہل کو ایک جھاڑی کی سی جگہ میں باتیں کرتے سنا دوسرے لوگ کہہ رہے تھے کہ ابو الحکم تک کسی کی رسائی نہ ہو سکیگی میں نے یہ بات سنتے ہی ارادہ کر لیا کہ ضرور اُس پر حملہ کروں میں فوراً اُس پر جھپٹ پڑا اور موقع پاتے ہی میں نے اُس پر حملہ کیا اور تلوار کی ایک ضرب سے نصف ساق سے اُس کا پاؤں قطع کر دیا اور وہ اس طرح اُڑ گیا جس طرح کہ گٹھلی میں سے گری دے مارنے کے ساتھ نکل کر علیحدہ گر جاتی ہے، اُس کے بیٹے عکرمہ نے میرے شانے پر وار کیا اور میرا ہاتھ اُڑا دیا صرف جلد کے سہارے وہ میرے پہلو میں الکا رہا مگر اس زخم کی وجہ سے میں ابو جہل سے زیادہ نہ لڑ سکا، تمام دن میں لڑتا رہا میرا بے کار ہاتھ میرے پیچھے جھولتا رہا جب اُس کی تکلیف زیادہ ہونے لگی میں نے اُس پر پاؤں رکھکر جسم سے چیر کر علیحدہ پھینکدیا۔

اس واقعہ کے بعد معاذؓ زندہ رہے اور عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔

جب ابو جہل زخمی پڑا ہوا تھا معوذؓ بن عفرا اُس کے پاس سے گذرے انھوں نے ایک وار میں اُس کا کام تمام کر دیا اور مردہ سمجھکر چھوڑ گئے مگر برائے نام ابھی اُس میں جان باقی تھی معوذ لڑے اور شہید ہو گئے اُس کے بعد جب رسول اللہ صلعم نے مقتولین میں ابو جہل کی تلاش کا حکم دیا عبداللہ بن مسعود اُس کے پاس آئے رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ ابو جہل کو تلاش کرو اگر تم اُسے مقتولین میں تلاش نہ کر سکو تو اُس کے گھٹنے کے نشان زخم کو دیکھنا۔ ایک مرتبہ میں اور وہ جب ہم دونوں لڑکے تھے عبداللہ بن جدعان کی دعوت میں گئے تھے میں اُس سے ذرا دُبلا تھا میں نے اُسے دھکا دے دیا

وہ گھٹنے کے بل گرا اور اُس کے کسی گھٹنے میں ایسی خراش لگی کہ اُس کا نشان ہمیشہ رہ گیا۔ عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا ہے کہ اس نشان ہی کی وجہ سے میں نے اُسے شناخت کر لیا وہ بالکل لب دم تھا میں نے اُس کی گردن پر پاؤں رکھدیا، اُس نے مکہ میں مجھے تھپڑ اور لاتوں سے خوب مارا تھا۔ میں نے کہا اے دشمن خدا اللہ نے اب تو تجھے ذلیل کر دیا اُس نے کہا اس میں ذلت کیا ہوئی میں تو اُس شخص کا بدلہ لینے آیا تھا جسے تم نے قتل کر دیا تھا اچھا بتاؤ فتح کس کو ہوئی میں نے کہا اللہ اور اس کے رسولؐ کو اس سلسلہ میں ابن مسعود سے یہ بھی مروی ہے کہ ابو جہل نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اے بھیڑوں کے چرانے والے تو بہت اونچی جگہ چڑھا ہے، پھر میں نے اُس کا سر کاٹ لیا اور اُسے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لیکر آیا اور میں نے عرض کیا رسولؐ اللہ یہ دشمن خدا ابو جہل کا سر ہے، آپ نے فرمایا کیا قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں یہ اُسی کا سر ہے رسول اللہ صلعم ہمیشہ یہی قسم کھایا کرتے تھے میں نے کہا جی ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں، اب میں نے اُس کے سر کو آپ کے سامنے ڈال دیا رسول اللہ صلعم نے اللہ کی تعریف کی۔

عایشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا جائے وہ ڈال دئے گئے البتہ اُمیہ بن خلف کو اُس کے کُرتے میں بھر کر جب لیجانے کے لئے اُٹھانے لگے اُس کی لاش اُس میں سے نکل پڑی مگر پھر اُسے اُسی میں رکھا گیا اور اُسے مٹی اور پتھروں سے زمین میں چھپا دیا گیا جب مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا رسول اللہ صلعم وہاں آئے اور آپ نے فرمایا اے کنوئیں والو کیا تم نے اُس وعدے کو جو اللہ نے تم سے کیا تھا ٹھیک پایا بے شک مجھ سے جو وعدہ اللہ نے کیا تھا وہ ٹھیک ہوا۔ صحابہؓ نے آپ سے پوچھا آپ مُردوں سے کلام کرتے ہیں آپ نے فرمایا اُن کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ جو باتیں میں نے اُن سے کہی تھی وہ سچ ہے، عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مُردوں نے آپ کی بات سُنی حالانکہ آپ نے یہ نہیں کہا کہ انھوں نے سُن لی بلکہ رسول اللہ صلعم نے صرف یہ فرمایا تھا کہ اُن کو معلوم ہو گیا۔

انس رضؓ بن مالک سے مروی ہے کہ صحابہؓ نے وسط شب میں رسول اللہ صلعم کو یہ کہتے سنا "اے کنویں والو اے عتبہ بن ربیعہ، اے شیبہ بن ربیعہ اے امیہ بن خلف اے ابوجہل بن ہشام" اسی طرح آپ نے ان تمام مقتولین کے نام لئے جو اس کنویں میں ڈالے گئے تھے اور پھر فرمایا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا اسے تم نے ٹھیک پایا بے شک جو وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا تھا اسے میں نے سچا پالیا صحابہؓ نے آپ سے کہا کہ رسول اللہ آپ ایسے مردوں کو پکارتے ہیں جو سڑ گل گئے ہیں آپ نے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں اسے تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے البتہ ان میں جواب دینے کی استطاعت نہیں ہے۔

محمدؒ بن اسحٰق کہتے ہیں کہ بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس روز رسول اللہ صلعم نے یہ گفتگو کی آپ نے فرمایا اے کنویں والو تم نبی کے اہل خاندان ہوکر اپنے نبی کے حق میں بدترین خاندان تھے تم نے میری تکذیب کی حالانکہ دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی تم نے مجھے گھر سے نکالا۔ دوسروں نے مجھے پناہ دی، تم نے مجھ سے جنگ کی دوسروں نے میری مدد کی اس کے بعد آپ نے فرمایا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا اسے تم نے سچ پایا میں نے تو اپنے رب کے وعدہ کو سچا پالیا۔

جب رسول اللہ صلعم نے مقتولین کو کنویں میں ڈالدینے کا حکم دیا لوگ ان کی ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کنویں کو لے چلے رسول اللہ صلعم کی نظر ابو حذیفہ بن عتبہ کے چہرے پر پڑی وہ بہت ہی غمگین اور متغیر نظر آئے آپ نے ان سے پوچھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے باپ کی اس حالت سے تم متاثر ہو انھوں نے کہا نہیں خدا کی قسم اے اللہ کے نبیؐ یہ بات نہیں ہے کہ میں اپنے باپ کے کفر اور قتل سے ناواقف ہوں بلکہ چونکہ میں جانتا ہوں کہ میرا باپ صاحب رائے، دانشمند، حلیم اور سخی آدمی تھا مجھے یہ توقع تھی کہ یہ خوبیاں اس کو اسلام کی طرف رہبری کریں گی مگر جب میں نے دیکھا کہ یہ مارا گیا اور اس توقع کے بعد وہ کفر کی حالت میں مرگیا اس بات نے مجھے محزون کردیا۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے اُن کی تعریف کی اور دعائے خیر دی اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ دشمن کی فرودگاہ میں جو کچھ ملے اسے جمع

کر لیا جائے اُسے جمع کیا گیا اُس کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا جنھوں نے جمع کیا تھا وہ مدعی ہوئے کہ خود ہی سب لے لیں کیونکہ پہلے ہی رسول اللہ صلعم نے مال غنیمت کے متعلق فرما دیا تھا کہ جو جسے دستیاب ہو وہ اُس کا ہے مگر اس پر اُن لوگوں نے جو دشمن سے لڑ رہے تھے اور اُسے تلاش کر کے قید کر رہے تھے کہا کہ اگر ہم نہ ہوتے تو یہ مال تمہارے قبضہ میں آ ہی نہیں سکتا تھا ہم نے دشمن کو اپنے سے مصروف پیکار کر کے تم کو یہ موقع دیا ہے کہ تم نے غنیمت حاصل کی پھر اُن لوگوں نے جو دشمن کی یورش کے خوف سے اس اثناء میں رسول اللہ صلعم کی نگہبانی کرتے رہے تھے کہا کہ اس مال کا ہمارے مقابلہ میں تم میں سے کوئی زیادہ مستحق نہیں ہے جب اللہ نے ہم کو فتح دی اور انھوں نے ہماری طرف پشت پھیر دی یہ بات ہمارے بالکل قبضہ میں تھی کہ چونکہ کوئی اُس کا بچانے والا نہ رہا تھا ہم آسانی سے اُس سب پر قبضہ کر لیتے مگر اس اندیشہ سے کہ کہیں دشمن رسول اللہ صلعم پر نہ پلٹ پڑے ہم آپ کی حفاظت کے لئے آپ کے پاس ٹھیرے رہے اس لئے تم میں کوئی ہم سے زیادہ اس مال کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ابو امامتہ الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے عبادہؓ بن الصامت سے "انفال" کی تفسیر پوچھی انھوں نے کہا کہ یہ آیت ہم اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی جب غنیمت کے متعلق ہم میں سخت اختلاف ہو گیا اور نوبت بد اخلاقی تک پہونچ گئی اللہ نے اُسے ہم سے چھین کر رسول اللہ صلعم کو دیدیا رسول اللہ صلعم نے اُسے تمام مسلمانوں میں علی السویہ تقسیم کر دیا اور اس میں اللہ کا تقویٰ، اُس کے رسولؐ کی فرمانبرداری اور آپس کے تعلقات کی اصلاح تھی۔

فتح کے بعد آپ نے عبداللہؓ بن رواحہ کو اس فتح کی بشارت دینے کے لئے اہل العالیہ کے پاس اور زیدؓ بن حارثہ کو اہل السافلہ کے پاس روانہ کیا۔ اسامہؓ بن زید کہتے ہیں کہ ہم کو اس فتح کی خبر اُس وقت ملی جبکہ ہم رقیہؓ بنت رسول اللہ صلعم کو دفن کر رہے تھے، یہ عثمانؓ بن عفان کے نکاح میں تھیں اور رسول اللہ صلعم نے مجھے بھی عثمانؓ کے ساتھ اُن کے لئے پیچھے چھوڑ دیا تھا، جب زید بن حارثہ مدینہ آئے میں اُن کے پاس گیا وہ عیدگاہ میں کھڑے

ہوئے تھے، بہت سے آدمی اُن کے پاس جمع ہو گئے تھے، اور وہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ مارا گیا۔ شیبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، زمعہ بن الاسود، ابوالبختری بن ہشام، اُمیہ بن خلف اور حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ مارے گئے، میں نے پوچھا کیا یہ خبر بالکل صحیح ہے انھوں نے کہا بخدا اے میرے بچے یہ بالکل صحیح ہے۔

رسول اللہ صلعم مدینہ مراجعت فرما ہوئے آپ نے اُس مال غنیمت کو جو مشرکین سے حاصل ہوا تھا اپنے ساتھ بار کرا لیا اور اُس کی نگرانی عبداللہؓ بن کعب بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن مازن بن النجار کے تفویض کر دی۔ رسول اللہ صلعم اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوئے جب آپ صفراء کی گھاٹی کو عبور کر آئے آپ سَیَر نامی اُس سرخ ریت کے ٹیلہ پر جو گھاٹی اور نازیہ کے درمیان پھیلا ہوا تھا فروکش ہوئے اور یہاں آپ نے اُس مال غنیمت کو جو اللہ نے مشرکین کا مسلمانوں کو عطا کیا تھا علی السویہ سب پر تقسیم کیا اور وہاں کے ایک چشمۂ آب ارواق سے آپ کیلئے پانی لایا گیا پھر آپ یہاں سے چلے اور جب روحاء پہونچے مسلمان آپ کے استقبال کو آئے اور انھوں نے اس فتح پر آپ کو اور مسلمانوں کو مبارکباد دی، سلمہؓ بن سلامہ بن وقش نے کہا کہ مبارکبادی کی بات ہی کیا ہے دشمن کا حال یہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ قربانی کے جانور ہیں جن کو کھال کھینچکر لٹکا دیا گیا ہے ہم نے اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، رسول اللہ صلعم مسکرائے اور فرمایا اے میرے بھتیجے بے شک کفار کی یہی حالت تھی۔

رسول اللہ صلعم کے ساتھ مشرکین کے قیدی بھی تھے ان کی تعداد چوالیس تھی اسی قدر مارے گئے تھے ان قیدیوں میں عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث بن کلدۃ بھی تھے، نضر کو علیؓ بن ابی طالب نے صفراء میں قتل کر دیا یہاں سے چلکر جب رسول اللہ صلعم عرق الظبیہ آئے آپ کے حکم سے عقبہ کو عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح الانصاری متعلقہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف نے قتل کر دیا جب رسول اللہ صلعم نے اُس کے قتل کا حکم دیا اُس نے چلا کر کہا اے محمدؐ میرے بچوں کا کون کفیل ہوگا، آپ نے فرمایا دوزخ۔

عرق الظبیہ میں آپ کے قدوم کے بعد ابوھندؓ فروۃ بن عمرو البیاضی کے مولیٰ چمڑے کی بوتل میں کھجور، دودھ اور مسکہ کی کھیر لیکر حاضر خدمت ہوئے یہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے مگر پھر اور تمام اُن غزوات میں جس میں خود رسول اللہ صلعم نے شرکت فرمائی شریک رہے، یہ رسول اللہ صلعم کے حجام تھے آپ نے خوش ہوکر مسلمانوں سے فرمایا کہ ابو ھندؓ انصار میں ہیں تم ان کو اپنی بیٹیاں دو اور ان کی بیٹیاں لو صحابہؓ نے اس ارشاد کی بجا آوری کی، یہاں سے چلکر رسول اللہ صلعم قیدیوں سے ایک دن قبل مدینہ آ گئے۔

جس روز قیدی مدینہ آئے اُس روز سودہؓ بنت زمعہ رسول اللہ صلعم کی بیوی آل عفراء کے یہاں اُن کے عوف اور معوذ عفراء کے بیٹوں پر ماتم میں شرکت کے لئے گئی ہوئی تھیں یہ بات پردہ کے حکم سے پہلے کی ہے، سودہؓ کہتی ہیں کہ ابھی میں وہیں تھی کہ کسی نے ہم سے آکر کہا کہ قیدی آ گئے ہیں میں اپنے گھر آئی رسول اللہ صلعم وہاں تشریف رکھتے تھے میں نے ابو یزید سہیل بن عمرو کو حجرے کے ایک کونے میں اس حالت میں دیکھا کہ اُس کے دونوں ہاتھ رسی سے اُس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے اُن کی اس حالت کو دیکھکر مجھ سے بخدا ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہا اے ابو یزید تم نے کیوں اپنے کو حوالے کیا کیوں نہ عزت کی موت مر گئے میں یہ بات فوری جوش میں کہنے کو تو کہہ گئی رسول اللہ صلعم نے مجھ سے فرمایا سودہ اللہ اور اُس کے رسول کے برخلاف یہ بات کہتی ہو میں نے کہا اے رسولؐ اللہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے مجھ سے ابو یزید کی اس حالت کو دیکھکر کہ اُس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار واقعی یہ جملے میری زبان سے نکل گئے۔

مدینہ آکر رسول اللہ صلعم نے قیدیوں کو صحابہؓ میں تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم بھی جو مصعبؓ بن عمیر کا حقیقی بھائی تھا قیدیوں میں تھا، ابو عزیز سے مروی ہے کہ میرے بھائی مصعبؓ میرے پاس سے گذرے اور ایک انصاری اُس وقت مجھے قید کر رہا تھا انھوں نے کہا اسے ضرور پکڑ لو اس کی ماں دولتمند ہے وہ فدیہ دیکر اسے تم سے رہا کرا لے گی

جب ہم قیدیوں کو بدر سے مدینہ لایا گیا میں انصاریوں میں رکھا گیا وہ میرا اس قدر خیال کرتے تھے کہ جب صبح و شام کھانے کے لئے بیٹھتے روٹی مجھے کھلا دیتے اور خود کھجور پر اکتفا کرتے اُن میں سے جس کے پاس روٹی کا کوئی ٹکڑا پہونچتا وہ اُسے مجھے دیدیتا مجھے شرم آتی کہ میں اکیلا روٹی کھاؤں میں اُسے رد کر دیتا مگر وہ اُسے بغیر ہاتھ لگائے پھر مجھے دیدیتے۔

محمد بن اسحٰق کے بیان کے مطابق حیسمان بن عبداللہ بن ایاس بن ضبیعہ بن مازن بن کعب بن عمرو الخزاعی نے مکہ آکر قریش کی تباہی اور شکست کی اطلاع اہل مکہ کو دی۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس کا نام حیسمان بن حابس الخزاعی ہے، اہل مکہ نے پوچھا کیا ہے اُس نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام اور حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ مارے گئے، جب اُس نے قریش کے اشراف کے نام گنائے صفوان بن اُمیہ نے جو حجر میں بیٹھا ہوا تھا لوگوں سے کہا اگر اس میں کچھ عقل ہے تو ذرا دریافت کرو کہ صفوان کا کیا ہوا لوگوں نے خبر دینے والے سے پوچھا اور صفوان بن اُمیہ کا کیا ہوا اُس نے کہا میں نے اُس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوئے خود دیکھا ہے۔

رسول اللہ صلعم کے مولیٰ رافعؓ سے مروی ہے کہ میں عباسؓ بن عبدالمطلب کا غلام تھا اور ہمارا پورا گھر اسلام لے آیا تھا اُم الفضلؓ مسلمان ہوگئی تھیں میں اسلام لے آیا تھا عباس چونکہ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور اُس کی مخالفت سے بچتے تھے اسلئے وہ اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے اُن کا بہت سارا روپیہ لوگوں میں پھیلا ہوا تھا دشمن خدا ابولہب خود بدر میں نہیں شریک ہوا اُس نے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو اپنی جگہ بھیجدیا تھا اسی طرح دوسرے اور لوگوں نے یہی کیا تھا کہ اگر وہ خود نہ جاسکے تو انھوں نے اپنا نائب بھیجدیا۔ جب ہمیں معلوم ہوا کہ بدر میں قریش تباہ ہو گئے اللہ نے اُن کو ذلیل و خوار کر دیا اس خبر سے ہم نے اپنے میں قوت و طاقت محسوس کی، میں بہت ہی کمزور آدمی تھا، میں زمزم کے حجرے میں بیٹھا ہوا پیالے بنایا کرتا تھا میں حسب معمول وہاں بیٹھا ہوا اپنا کام کر رہا تھا اُم الفضل میرے پاس بیٹھی تھیں اس خبر سے ہم کو بڑی مسرت ہوئی تھی اتنے میں بدکردار ابولہب ایسی چال چلتا ہوا جس سے بدی ٹپکتی تھی ہمارے پاس آیا اور حجرے کے طنابوں کے پاس آکر بیٹھ گیا اُس کی

پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی وہ بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے آکر کہا کہ یہ دیکھو ابو سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آگیا۔ ابولہب نے اُس سے کہا اے میرے بھتیجے یہاں میرے پاس آؤ اور بیان کرو کہ کیا واقعہ گذرا۔ ابو سفیان اُس کے پاس بیٹھ گیا اور تمام لوگ اُن کو گھیرے کھڑے رہے۔ ابولہب نے پوچھا بھتیجے کیا واقعہ ہوا اُس نے کہا ہوا کیا بس سامنا ہوتے ہی ہم نے منھ موڑ دیا انھوں نے جس طرح چاہا ہمیں قتل کیا اور اسیر کر لیا اور خدا کی قسم باوجود اس کے بھی میں اپنوں پر اس لئے کوئی الزام نہیں دیتا کہ میں نے آسمان اور زمین کے مابین بہت سے آدمیوں کو ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھا نہ اُن سے کوئی بچ سکتا تھا اور نہ کوئی مقابلہ پر ٹھہرتا تھا۔

ابو رافع کہتے ہیں کہ یہ سُنکر میں نے حجرے کی طناب اپنے ہاتھ سے اُٹھائی اور پھر کہا کہ یہ ملائکہ تھے اسے سنتے ہی ابولہب نے نہایت زور سے ایک طمانچہ میرے منھ پر مارا میں اُس سے پلٹ گیا مگر اُس نے مجھے اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور مجھ پر بیٹھ کر اُس نے مجھے خوب مارنا شروع کیا میں کمزور آدمی تھا کچھ نہ کر سکا اُم الفضل اُٹھیں انھوں نے حجرے کا ایک ستون اُٹھایا اور اُس سے اُس کے سر پر ایسی شدید ضرب لگائی کہ وہ لہو لہان ہو گیا اور کہنے لگیں کہ چونکہ اُس کا آقا یہاں نہیں ہے تو نے اُسے کمزور سمجھ لیا ہے ابولہب پٹ کر اپنا سا منھ لیکر چلا گیا اور اس واقعہ کے سات ہی دن کے اندر اللہ نے اُسے چیچک میں مبتلا کر دیا اور ہلاک کر ڈالا۔ مرنے کے بعد چونکہ قریش طاعون کی طرح چیچک کو مرض متعدی سمجھتے تھے اور اُس سے بہت ڈرتے تھے اس لئے اُس کے دونوں بیٹوں نے دو یا تین راتوں تک اُسے بغیر دفن کئے چھوڑ دیا یہاں تک کہ اُس کی لاش سڑ گئی اور بدبو پھیل گئی پھر قریش کے کسی شخص نے اُن سے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ تمہارا باپ اپنے گھر میں مرا پڑا ہے اور تم اُسے دفن نہیں کر دیتے انھوں نے کہا ہم اس بیماری سے بہت ڈرتے ہیں کیا کریں اُس نے کہا چلو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں اب انھوں نے بغیر ہاتھ لگائے دور سے اُس پر پانی بہا دیا اور اس طرح غسل دیکر مکہ اعلیٰ میں ایک احاطہ کے پاس لا کر دفن کر دیا اور پتھر ڈال کر اُسے توپ دیا۔

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ بدر سے واپسی کے بعد جب مدینہ آیا

رات آئی اور قیدی بیڑیوں میں جکڑے پڑے ہوئے تھے رسول اللہ صلعم ابتدائے شب میں جاگتے رہے صحابہؓ نے عرض کیا آپ کیوں نہیں سوتے آپ نے فرمایا عباس کے بیڑیوں میں کراہنے کی وجہ سے اس پر صحابہؓ نے عباسؓ کو جا کر رہا کر دیا تب رسول اللہ صلعم کو نیند آئی۔ ابوالیسرؓ کعب بن عمرو متعلقہ بنی سلمہ نے عباسؓ کو گرفتار کیا تھا یہ گٹھے ہوئے جسم کے تھے اور عباسؓ بہت ہی موٹے تھے رسول اللہ صلعم نے پوچھا ابوالیسرؓ تم نے عباسؓ کو کیسے پکڑا انھوں نے کہا رسولؐ اللہ بخدا ایک اور شخص نے جسے نہ میں نے پہلے دیکھا تھا اور نہ اب دیکھتا ہوں اُس کے گرفتار کرنے میں مجھے مدد دی رسول اللہ صلعم فرمانے لگے ایک بزرگ فرشتے نے اس کام میں تمہاری اعانت کی ہے۔

عباد سے مروی ہے کہ بدر کے بعد قریش نے اپنے مقتولوں کا ماتم برپا کیا پھر کہنے لگے یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر اس کی خبر محمدؐ اور اُن کے اصحابؓ کو ہوگی وہ اس سے اور خوش ہوں گے نیز تا وقتیکہ کچھ عرصہ نہ گذر رہے ہیں ابھی اپنے قیدیوں کی رہائی کیلئے فدیہ بھی نہ بھیجنا چاہیئے تا کہ محمدؐ اور اُن کے اصحاب اس کی اُمید نہ لگا سکیں۔

اس لڑائی میں اسود بن عبد یغوث کے تین بیٹے زمعہ بن الاسود، عقیل بن الاسود اور حارث بن الاسود مارے گئے تھے وہ چاہتا تھا کہ دل کھول کر اپنے بیٹوں پر روئے اسی حالت میں اُس نے رات کے وقت کسی رونے والی کی آواز سُنی اس کی بصارت جاتی رہی تھی اس نے اپنے غلام سے کہا کہ دیکھ کر آؤ کہ کیا رونے کی اجازت ہو گئی اور قریش اپنے مقتولوں پر رونے لگے میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹے ابو حکیمہ یعنی زمعہ پر خوب روؤں کیونکہ اُس کے غم سے میرا سینہ کھول رہا ہے۔ غلام نے واپس آکر کہا یہ تو ایک عورت کی آواز ہے جو اپنے گم شدہ اونٹ پر رو رہی ہے اس پر اُس نے چند شعر کہے اُن میں اپنے بیٹوں کا دردناک مرثیہ کہا اور اس طرح دل کا بخار نکال لیا۔

قیدیوں میں ابو وداعہ بن ضبیرۃ السہمی بھی تھا رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس کا بیٹا نہایت ہوشیار اور مالدار تاجر ہے مجھے یقین ہے کہ وہ اس کا زر فدیہ لے کر آئے گا۔

جب قریش نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم ابھی اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کرانے میں جلدی مت کرو تا کہ محمدؐ اور اُن کے اصحابؓ تم کو خائف و مضطرب نہ سمجھ لیں

المطلب بن وداعہ نے جو رسول اللہ صلعم کے سابقہ قول میں پیش نظر تھا کہا، ہاں ٹھیک ہے بے شک تم کو اپنے قیدیوں کا فدیہ دینے میں عجلت نہ کرنا چاہیے گر خود بغیر اطلاع دیئے چپکے سے رات کے وقت مکہ سے کھسک گیا مدینہ آیا اور چار ہزار درہم دے کر اُس نے اپنے باپ کو رہا کرالیا اور اُسے لیکر چلدیا۔ اسکے بعد قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لئے وفد بھیجا لکرز ابن حفص بن الاخیف، سہیل بن عمرو کے فدیہ کے لئے آیا اسے مالک بن الدخشم متعلقہ بنی سالم بن عوف نے گرفتار کیا تھا، سہیل بن عمرو کا نیچے کا ہونٹ نہ تھا۔

عمرؓ بن الخطاب نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ آپ سہیل بن عمرو کے سامنے کے نیچے کے دو دانت تڑوادیں تاکہ اس کی زبان نہ چل سکے اور یہ پھر آئندہ کسی جگہ آپ کی مخالفت میں تقریر نہ کر سکے، آپ نے فرمایا میں ایسا نہیں کرتا کیونکہ اگر میں اس کے دانت تڑوادوں اللہ تعالیٰ مجھے بھی سزا دے گا اگرچہ میں نبی ہوں اس سلسلہ روایت میں یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ آپ نے عمرؓ سے فرمایا ممکن ہے کہ آئندہ یہ ایسی تقریریں کرنے لگے جس پر تم کو کوئی اعتراض نہو۔

جب لکرز نے سہیل کے بارے میں مسلمانوں سے گفتگو کر کے ان کو راضی کرلیا انھوں نے کہا زرفدیہ لاؤ، اُس نے کہا تم اُسے تو رہا کر دو اور اُس کے زرفدیہ پہنچنے تک مجھے اس کی جگہ قید رکھو، مسلمانوں نے اُس کی یہ درخواست مان لی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب عباسؓ مدینہ پہونچگئے رسول اللہ صلعم نے اُن سے فرمایا چونکہ تم دولتمند ہو تم اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب، نوفل بن الحارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن مجدم متعلقہ بنی الحارث بن فہر کا زرفدیہ ادا کرو، عباسؓ نے کہا اے رسول اللہ میں مسلمان تھا مجھے تو میری قوم نے بجبر اس مہم میں شریک کرلیا ہے، آپ نے فرمایا تمہارے اسلام سے اللہ زیادہ واقف ہوگا، اگر تمہارا بیان سچا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزائے خیر دے گا مگر بظاہر تو تم ہم پر چڑھکر آئے تھے لہذا اپنا فدیہ دیدو۔ اس سے پہلے رسول اللہ صلعم عباسؓ سے بیس اوقیہ سونا لے چکے تھے، عباسؓ نے کہا آپ اس سونے کو زرفدیہ سمجھ لیں، رسول اللہ صلعم نے فرمایا اُس سے کیا تعلق وہ تو اللہ نے ہم کو بطور غنیمت دیا ہے،

عباسؓ نے کہا میرے پاس روپیہ نہیں ہے آپ نے فرمایا مکّہ سے چلتے وقت تم نے جو مال اُم الفضل بنت الحارث کے پاس رکھوایا تھا اور اُس وقت کوئی تیسرا آدمی تمہارے پاس نہ تھا اور تم نے اُسے وصیت کی تھی کہ اگر اس مہم میں میں کام آجاؤں تو اس میں سے فضل کو اتنا دینا۔ عبداللہ کو اتنا۔ قثم کو اتنا اور عُبید اللہ کو اتنا وہ مال کیا ہوا، عباسؓ نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث کیا ہے اس بات سے سوائے میرے اور میری بیوی کے اور کوئی واقف نہیں تھا میں جانتا ہوں کہ آپ بلا شبہ اللہ کے رسول ہیں، عباسؓ نے اپنا، اپنے دونوں بھتیجوں اور حلیف کا فدیہ ادا کر دیا۔

عمرو بن ابی سفیان بن حرب جو عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کے بطن سے تھا وہ بھی بدر کے اور قیدیوں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کے یہاں قید تھا، ابوسفیان سے لوگوں نے کہا کہ عمرو کو فدیہ دیکر چھڑا لو اُس نے کہا کیا وہ میری دولت اور جان دونوں کو لینا چاہتے ہیں، یہ نہیں ہو سکتا، انھوں نے حنظلہ کو قتل کر دیا اور اب میں عمر کا فدیہ دوں اُسے اُن کے ہاتھوں میں رہنے دو جو چاہیں وہ اُس کے ساتھ کریں۔ یہ ابھی رسول اللہ صلعم کے پاس قید تھا اسی اثنا میں سعدؓ بن النعمان بن اکال، بنی عمرو بن عوف کے خاندان بنی معاویہ کے رکن عمرہ کرنے مکّہ گئے اُس کے ساتھ اُس کی کثیر دودھ دینے والی اونٹنی بھی تھی۔ یہ ایک بڑے معزز مسلمان شیخ تھے بہت سی بھیڑ بکریاں بھی ساتھ تھیں یہ نقیع میں تھے وہاں سے عمرہ کرنے مکّہ چلے ان کو ہرگز اس سلوک کا اندیشہ ہی نہ تھا جو بعد میں قریش نے اُن کے ساتھ کیا، چونکہ قریش نے معاہدہ کیا تھا کہ وہ کسی حاجی یا عمرہ ادا کرنے والے سے کوئی تعرض نہ کریں گے اس لئے اُن کو اس بات کا گمان بھی نہ تھا کہ اُن کو مکّہ میں روک لیا جائے گا مگر ابوسفیان بن حرب نے اُن پر چھاپہ مارا اور اپنے بیٹے عمرو بن ابی سفیان کے عوض میں اُن کو مکّہ میں قید کر لیا اور یہ شعر کہے۔

اِرھَطَ ابن اکالٍ اجیبوا دعائہ تعاقد تم لا تسلِموا السید الکھلا

فإنّ بنی عمرو لئام اذلۃ لئن لم یفکوا عن اسیرھم الکبلا

(ترجمہ) اے ابن اکال کے خاندان والو اُس کی آواز پر لبیک کہو جیسے تم گم کر چکے ہو اور

اُس بوڑھے سردار کو بے یار و مددگار نہ چھوڑو۔

اگر بنی عمرو نے اپنے قیدی کو آزاد نہ کرایا تو بے شک وہ بچر کمینے اور ذلیل ثابت ہوں گے۔

اس اطلاع پر بنو عمرو بن عوف رسول اللہؐ کی خدمت میں آئے اور سعد بن اکال کا واقعہ کہا اور درخواست کی کہ آپ عمرو بن ابی سفیان کو ہمیں دیدیں تاکہ اس کے عوض میں وہ اپنے شیخ کو رہا کرائیں رسول اللہ صلعم نے اُن کی درخواست مان لی انھوں نے عمرو بن ابی سفیان کو ابو سفیان کے پاس بھیجدیا اُس نے سعدؓ کو چھوڑ دیا۔

بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلعم کا داماد آپ کی صاحبزادی زینبؓ کا شوہر ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بھی تھا یہ بھی مکّہ کے اُن معدودے چند لوگوں میں تھا جو بڑے مالدار دیانتدار اور معتبر تاجر تھے یہ ہالہ بنت خویلد کا بیٹا تھا خدیجہؓ اس کی خالہ تھیں انھوں نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپ اس سے زینب کی شادی کردیں رسول اللہ صلعم اُن کی کسی بات کو رد نہیں کرتے تھے اور ابھی تک آپ پر وحی بھی نازل نہیں ہوئی تھی اس لئے آپ نے اپنی صاحبزادی سے اُس کی شادی کردی خدیجہؓ اُسے اپنے بیٹے کے برابر سمجھتی تھیں جب اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلعم کو نبوت عطا فرمائی خدیجہؓ اور آپ کی تمام صاحبزادیاں آپ پر ایمان لائیں انھوں نے آپ کی رسالت کے برحق ہونے کی شہادت دی اور اسلام لے آئیں مگر ابو العاص مشرک رہا، نیز رسول اللہ صلعم نے اپنی ان دو صاحبزادیوں رقیہؓ یا اُم کلثومؓ میں سے کسی ایک کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کردیا تھا، جب آپ نے اللہ کے حکم سے قریش کو سب سے پہلے اسلام کی دعوت دی اور انھوں نے آپ سے ترک تعلق کیا اور دشمنی اختیار کی انھوں نے منجملہ اور باتوں کے آپس میں یہ بھی کہا کہ تم نے تو پہلے ہی محمدؐ کو بے فکر کردیا ہے اُن کی لڑکیوں کو پھر اُن کو واپس دیدیا جائے تاکہ وہ اُن کی فکر میں مشغول ہو جائیں اس تجویز کے مطابق قریش ابو العاص بن الربیع کے پاس گئے اور اُس سے کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اُس سے تمہاری شادی

سکتے دیتے ہیں، اُس نے کہا میں ہرگز اس کے لئے تیار نہیں ہوں کہ اپنی اس بیوی کو چھوڑ کر قریش کی کسی اور عورت کو اُس کے بجائے اپنے گھر لاؤں یہاں تک معلوم ہوا ہے رسول اللہ صلعم اس کی دامادی کی تعریف کیا کرتے تھے۔

یہاں سے مایوس ہو کر قریش اُس بدکردار اور بدکار کے بیٹے عُتبہ بن ابی لہب کے پاس گئے اور اُس سے کہا کہ تم محمد کی بیٹی کو طلاق دے دو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اُس سے تمہاری شادی کئے دیتے ہیں اُس نے کہا اگر ابان بن سعید بن العاص یا سعید بن العاص کی بیٹی سے میری شادی کر دو تو میں اپنی موجودہ بیوی کو طلاق دینے کے لئے آمادہ ہوں۔ قریش نے سعید بن العاص کی بیٹی سے اُس کی شادی کر دی اُس نے رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی کو طلاق دیدیا صرف نکاح ہوا تھا اور دشمن خدا کو اُن کے پاس رہنے کا اب تک موقع نہیں ملا تھا اللہ نے اُن کو عزت و آبرو کے ساتھ اُس کے تعلق سے بچا لیا اُس کے بعد رسول اللہ صلعم نے عثمانؓ بن عفان سے اُن کی شادی کر دی۔ مکہ میں چونکہ آپ کو پوری آزادی اور اقتدار حاصل نہ تھا اس لئے آپ نہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے تھے اور نہ حرام، چونکہ زینبؓ کے اسلام لانے کی وجہ سے اگرچہ اسلام نے اُن کے اور اُن کے شوہر کے درمیان تفریق کر دی تھی مگر عملاً رسول اللہ صلعم اُن میں تفریق نہ کرا سکے اس لئے باوجود اسلام لے آنے کے وہ اب بھی اپنے مشرک شوہر کے پاس رہیں، ہجرت کے بعد جب قریش بدر آئے اُن میں ابوالعاص بن الربیع بھی تھا یہ قید ہوا اور اب مدینہ میں رسول اللہ صلعم کے پاس تھا۔

اُم المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے کچھ روانہ شروع کیا رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی زینبؓ نے بھی اپنے شوہر کے فدیہ کے لئے کچھ مال بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو خدیجہؓ نے ابوالعاص سے اُن کی شادی کرتے وقت جہیز میں اُن کو دیا تھا اُس ہار کو دیکھ کر رسول اللہ صلعم بہت سخت متاثر ہوئے اور آپ نے صحابہؓ سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو زینبؓ کی خاطر اُس کے اسیر شوہر کو رہا کر دو اور اُس کے ہار کو اُسے واپس دیدو سب نے عرض کیا رسولؐ اللہ ہم بخوشی اس کے لئے تیار ہیں چنانچہ ابوالعاص کو چھوڑ دیا گیا

اور زینبؓ کا ہار اُن کو واپس دیدیا گیا مگر اس موقع پر رسول اللہ صلعم نے ابوالعاص سے یہ شرط کر لی یا خود اُس نے رسول اللہ صلعم سے وعدہ کیا کہ وہ زینبؓ کو آپ کے پاس بھیجدے گا یا خود اُس کی رہائی کی شرط تھی کہ وہ ایسا کرے گا اگر بظاہر اس بات کو نہ اُس نے کہا اور نہ خود رسول اللہ صلعم نے اُس وقت اس کا اظہار کیا مگر ہوا یہی کہ رہا ہو کر جب ابوالعاص مکہ روانہ ہوا آپ نے زیدؓ بن حارثہ اور ایک دوسرے انصاری کو حکم دیا کہ تم دونوں بطن یا جج جا کر ٹھیرو جب زینبؓ تمہارے پاس سے گذرے تم اُس کے ساتھ ہو جانا اور اسی طرح اُسے میرے پاس پہونچانا چنانچہ ارشاد نبوی کے مطابق یہ دونوں اپنے مقام کو چلے گئے یہ واقعہ بدر کے بعد ایک ماہ یا قریب ایک ماہ کا واقعہ ہے، ابوالعاص نے مکہ آکر زینبؓ سے کہا کہ تم اپنے باپ کے پاس چلی جاؤ وہ سفر کی تیاری کرنے لگیں۔

زینبؓ سے مروی ہے کہ میں مکہ میں اپنے باپ کے پاس جانے کی تیاری میں مصروف تھی ہند بنت عتبہ میرے پاس آئی اور اُس نے کہا اے محمدؐ کی بیٹی مجھے خبر ملی ہے کہ تم اپنے باپ کے پاس جا رہی ہو میں نے کہا نہیں میرا ارادہ تو نہیں ہے اُس نے کہا اے میری چچازاد بہن تم اس بات کو مجھ سے نہ چھپاؤ اگر تم کو اس سفر میں کسی سامان یا اتنے روپیہ کی جس سے تم اپنے باپ کے پاس پہونچ جاؤ ضرورت ہو تو بلا پس و پیش مجھ سے کہدو میں تمہاری حاجت برآری کروں گی مجھ سے تکلف اور شرم نہ کرو عورتوں کے آپس کے تعلقات دوسرے ہیں مردوں کے اور ہیں، مجھے اُس کے قول پر یقین تھا کہ اگر میں کوئی خواہش ظاہر کروں تو یہ ضرور پورا کرے گی مگر پھر بھی مجھے اُس سے ڈر لگا اور میں نے کہدیا کہ میرا ایسا ارادہ نہیں ہے اور اپنے سفر کی تیاری کرنے لگی۔

غرضکہ جب رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی سفر کی تیاری مکمل کر چکیں اُن کے دیور کنانہ بن الربیع نے اونٹ آگے کیا وہ اُس پر سوار ہو گئیں کنانہ نے اپنی کمان اور ترکش لیا اور دن کے وقت اُن کے اونٹ کی مہار آگے سے پکڑے ہوئے جبکہ وہ اپنے ہودے میں بیٹھی تھیں مدینہ چلا تمام قریش میں اسکی خبر پھیل گئی وہ فوراً اُن کے تعاقب میں چلے اور ذی طویٰ میں اُن کو آملایا سب سے پہلے

ھبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزٰی اور نافع بن عبد القیس الفہری اُن کے پاس پہونچے وہ اپنے ہودے میں تھیں ہبار نے اپنے نیزے سے اُن کو مارنے کی دھمکی دی (راویوں کے بیان کے مطابق وہ اُس وقت حاملہ تھیں جب مکہ واپس لائی گئیں اُن کا حمل ساقط ہو گیا) اُن کا دیور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اُس نے تیر نکالے اور کہا کہ میرے قریب نہ آنا ورنہ بخدا میں اُس کے جسم میں تیر پرودوں گا، اُس کی اس دھمکی سے کوئی اُس کے پاس نہ آیا سب الگ رہے پھر ابو سفیان اجلۂ قریش کے ہمراہ اُس کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ ذرا اپنے تیر الگ رکھو اور بات تو کرنے دو اُس نے کہا اچھا آؤ ابو سفیان اُس کے بالکل قریب جا پہونچا اور اُس نے کہا کہ یہ تو تم نے کوئی دانائی کی بات نہیں کی کہ تم اس عورت کو تمام لوگوں کے سروں سے علانیہ لئے جا رہے ہو تم تو ہماری مصیبت اور نکبت سے واقف ہو اور جانتے ہو محمدؐ کی وجہ سے ہماری یہ درگت بنی ہے جب تم اس طرح ہمارے سروں پر اُس کی بیٹی کو روز روشن میں علانیہ لیجاؤ گے تو تمام لوگ یہی کہیں گے کہ اُس مصیبت اور نکبت کی وجہ سے جو ہمیں بدر میں ہوئی ہے اب ہم اس ذلت وخواری کو پہونچ گئے کہ اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ تم کو روک دیں اور ہم اب اس قدر کمزور اور پست حوصلہ ہو گئے ہیں کہ یہ نوبت آگئی ہے، بخدا ہم اُسے اُس کے باپ کے پاس جانے سے نہیں روکتے اور نہ اس وقت کی دوڑ کسی یورش پر محمول کی جائے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تم اس وقت تو ان کو لوٹا لے چلو، پھر جب لوگ اس بات کو بھول جائیں اور یہ کہنے کا اُن کو موقع ملجائے کہ ہم اُس کو واپس لے آئے اُس وقت تم چپکے سے نکل جانا اور اُسے اُس کے باپ کے پاس پہونچا دینا۔ کنانہ نے یہ بات مان لی اور جب اس کا چرچا مٹ گیا وہ رات کے وقت اُن کو لیکر چلدیا اور اُن کو لاکر زیدؓ بن حارثہ اور اُن کے رفیق کے سپرد کر دیا یہ دونوں زینبؓ کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے آئے۔

اب ابو العاص مکہ میں رہنے لگا اور زینبؓ مدینہ میں رسول اللہ صلعم کے پاس رہنے لگیں کیونکہ اسلام نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی تھی۔ فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے ابو العاص تجارت کے لئے شام گیا چونکہ اس کی دیانت مسلّم تھی

اس لئے اس سفر میں علاوہ خود اُس کے مال کے قریش کے اور لوگوں نے بھی تجارت کے لئے اپنا مال اُس کے ساتھ کیا تھا، تجارت سے فارغ ہو کر جب وہ حجاز واپس آنے لگا رسول اللہ صلعم کی ایک مہماتی فوج نے اسے آملایا اور اُس کے تمام مال کو لوٹ لیا البتہ خود وہ بھاگ گیا اور اُن کے ہاتھ نہ آیا جب وہ مہم مال غنیمت لیکر مدینہ آگئی ابوالعاص رات کے وقت مدینہ آیا اور زینب رضؓ رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی کے پاس آیا اُس نے زینبؓ سے پناہ مانگی انھوں نے پناہ دیدی اور وعدہ کیا کہ وہ اُس کے مال کو واپس دلا دینگی۔ صبح کو رسول اللہ صلعم نماز کے لئے برآمد ہوئے آپ نے تکبیر کہی آپ کے ساتھ صحابہؓ نے بھی تکبیر کہی زینبؓ نے عورتوں کی صف سے چلّا کر کہا اے صاحبو میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے نماز کا سلام پھیر کر رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے کہا صاحبو تم نے سُنا جو میں نے سُنا انھوں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اس وقت سے پہلے مجھے اس واقعہ کا قطعی علم نہ تھا کہ اُن کے ایک ادنیٰ فرد نے تمام مسلمانوں کی طرف سے پناہ دی ہے، آپ نماز سے واپس ہو کر اپنی صاحبزادی کے پاس آئے اور فرمایا اے میری بچی تم اُس کی اچھی طرح مہمانداری کرو مگر اپنے پاس نہ آنے دینا کیونکہ اب تم اُس کے لئے حلال نہیں ہو، اس کے بعد آپ نے اُس مہم کے شرکاء کو جس نے ابوالعاص کا مال اپنے قبضہ میں کیا تھا بلا بھیجا اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ شخص ہم میں سے ہے تم نے اُس کا مال لوٹ لیا ہے اگر احسان کرنا چاہو تو اُس کا مال اُسے واپس دیدو اور یہ بات ہمیں بھی پسند ہے اور اگر نہیں دینا چاہتے تو کوئی جبر نہیں، وہ اللہ نے تم کو دیا ہے تم ہی اُس کے اصلی حقدار ہو، اُن سب نے کہا اے رسولؐ اللہ ہم بخوشی واپس کرتے ہیں۔ انھوں نے اُس کا تمام مال اُسے واپس دیدیا معمولی سے معمولی چیز جیسے رسّی، مشکیزہ۔ برتن یہاں تک کہ پالان کی لکڑی بھی لا دی اس طرح اُس کا تمام مال اُسے ملگیا وہ اُسے مکّہ لے آیا اور قریش میں سے جس نے اُسے اپنا مال تجارت کے لئے دیا تھا وہ اُس نے ایک ایک حبہ اُسے لاکر پہونچا دیا اُس کے بعد اُس نے پوچھا اے جماعت قریش تم میں سے اب کوئی

ایسا شخص رہ گیا ہے جس کا مال میرے پاس ہوا اور وہ اُسے ابتک وصول نہ ہوا ہو انھوں نے کہا نہیں کوئی ایسا نہیں ہے سب کو اُن کا مال پہونچگیا ہے اللہ تم کو اسکی جزائے خیر دے، ہم نے تم کو نہایت معتبر اور شریف پایا۔ ابو العاص نے کہا اشھدُان لا الہ الا اللہ واَنّ محمداً عبدہ ورسولہ۔ میں جب رسول اللہ صلعم کے پاس تھا اسی وقت ایمان لے آتا مگر میں ڈرا کہ تم لوگ یہ بدگمانی کروگے کہ اس طرح میں نے تمہارے مال کھانے کی ترکیب کی ہے، جب اللہ نے اُسے تم کو پہونچا دیا اور میں بار امانت سے فارغ ہوا اسلام لے آیا۔ اب یہ مکّہ سے چلکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آ گئے۔

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان کے آنیکے بعد رسول اللہ صلعم نے زینبؓ کو پہلے نکاح کے تحت ابو العاص کے حوالے کر دیا اس کے بعد چھ سال تک ان کا کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔

عروہؓ بن الزبیر سے مروی ہے کہ واقعہ بدر کی شکست اور ذلت کے تھوڑے ہی دن بعد ایک دن عُمیر بن وھب الجمحی، صفوان بن اُمیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھا ہوا تھا، یہ عُمیر بن وھب قریش کے شیاطین میں تھا جب رسول اللہ صلعم اور اُن کے صحابہؓ مکّہ میں تھے یہ آپ کو اور اُنکو بہت ستاتا اور ایذا پہونچاتا تھا اس کا بیٹا وھب بن عُمیر بھی بدر میں اسیر ہوا اس نے کنویں والوں اور اُن کے اس بری طرح مارے جانے کا ذکر کیا صفوان نے کہا کہ اُن کے بعد اب زندگی کا کچھ لطف نہیں عُمیر نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو بالکل سچ کہتے ہو بخدا اگر میرے اوپر اس قدر قرضہ کا بار نہ ہوتا کہ جس کی ادائی کی کوئی سبیل میرے پاس نہیں ہے اور اپنے ان بال بچوں کی فکر مجھے دامنگیر نہ ہوتی کہ میرے بعد ان کا کیا حشر ہوگا تو میں ابھی محمدؐ کے پاس جاتا اور اُسے قتل کر کے آتا اور اُس تک رسائی کا میرے پاس یہ بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا اُس کے پاس قید ہے۔ صفوان بن اُمیہ نے اُس کے اس جوش کو غنیمت سمجھا اور کہا کہ تمہارا قرضہ میرے ذمّہ میں اُسے ادا کر دوں گا، تمہارے عیال کو میں اپنے عیال کے ساتھ اسی طرح اُن کی پرورش کروں گا جس طرح اپنوں کی کرتا ہوں اس سے بھی تم اطمینان رکھو جو چیز مجھے یسر آئیگی وہ اُن کو میسر ہوگی عُمیر نے کہا اچھا

اس بات کو ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا کہ میرے تمہارے درمیان یہ قرارداد ہوئی ہے صفوان نے کہا بہتر ہے۔

عُمیر نے اپنی تلوار تیز کرائی اُسے زہر میں بجھایا گیا اور پھر مکہ سے مدینہ آیا اُسوقت عمرؓ بن الخطاب چند مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ سب بدر کے واقعات بیان کرر ہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ نے اس فتح سے مسلمانوں کی کیسی عزت افزائی اور اُن کے دشمن کی ذلت وخواری کی، اُسی وقت اُن کی نظر عُمیر بن الوھب پر پڑی جس نے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا تھا اور وہ تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے تھا، عمرؓ نے کہا دیکھو یہ کتا اللہ کا دشمن عُمیر بن الوھب ہے یہ ضرور کسی برائی اور شرارت کی نیت سے یہاں آیا ہے، اسی نے بدر کے دن ہمارے درمیان جنگ کرائی اور اپنی قوم کے لئے ہماری تعداد معلوم کرنا چاہی عمرؓ رسول اللہ صلعم کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبیؐ یہ دشمن خدا عُمیر بن الوھب تلوار لئے ہوئے آیا ہے آپ نے فرمایا اُسے میرے پاس لے آؤ، عمرؓ باہر آئے اور انھوں نے عُمیر کی تلوار کے پرتلہ کو لیکر اُسے اُس کی گردن میں لپیٹ دیا اور اپنے ساتھی ہمراہیوں سے کہا کہ تم رسول اللہ صلعم کے پاس جاکر وہیں بیٹھ جاؤ اور اس خبیث کا خیال رکھو کہ کہیں یہ آپ پر حملہ نہ کرے کیونکہ میں اسکی طرف سے مطمئن نہیں ہوں، اس کے بعد عمرؓ اُسے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے آئے رسول اللہ صلعم کی نظر جب اُس پر پڑی عمرؓ اُس کے پرتلہ کو تھامے ہوئے تھے آپ نے فرمایا عمرؓ اسے چھوڑ دو اور عُمیر قریب آؤ یہ آپ کے قریب پہنچا اور اُس نے اہل جاہلیت کا سلام صبح بخیر آپ کو کیا رسول اللہ صلعم نے فرمایا عُمیر تمھارے سلام سے بہتر اللہ نے ہمیں ایک سلام بتایا ہے اور وہ جنت والوں کا سلام ہے اُس نے کہا جی وہ ابھی حال میں آپ کو بتایا گیا ہے آپ نے پوچھا کیوں آئے اُس نے کہا اُس قیدی کی خاطر جو آپ کے ہاتھ میں اسیر ہے آپ اُسے رہا کر کے مجھ پر احسان کریں، آپ نے پوچھا اس تلوار کا کیا مقصد ہے اُس نے کہا اللہ ان کا برا کرے ان سے ہمیں کیا مل گیا آپ نے فرمایا سچ کہو کہ تمہارے آنے کا اصلی مقصد کیا ہے اُس نے کہا میں صرف اسی غرض سے آیا ہوں آپ نے فرمایا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تم اور

صفوان بن اُمیہ حجر میں بیٹھے ہوئے قریش کے اُن لوگوں کا جو بدر میں مارے گئے اور کنویں میں ڈال دئیے گئے ذکر کر رہے تھے اور پھر تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور مجھے اپنے عیال کی فکر نہ ہوتی تو میں جاتا اور محمدؐ کو قتل کر کے آتا اس پر صفوان نے تمہارے قرضہ کی ادائی اور تمہارے اہل و عیال کی پرورش اس شرط پر اپنے ذمے لی کہ تم اُس کی خاطر مجھے قتل کر دو حالانکہ تم اس بات سے شاید ناواقف ہو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے تم کسی طرح اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

عُمیر نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ آپ ہم سے جو خبریں آسمان کی بیان کرتے اور آپ پر نازل شدہ وحی کو ہم سے بیان کرتے ہم اُس کی تکذیب کرتے تھے مگر یہ بات ایسی ہے کہ جو میرے اور صفوان کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہ تھی بخدا اب میں جانتا ہوں کہ یہ بات اللہ نے آپ کو بتائی ہے لہٰذا سب تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی اور جو مجھے اس نوبت پر لے آیا اس کے بعد اُس نے باقاعدہ کلمۂ شہادت پڑھا رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اپنے اس بھائی کو دین کی تعلیم دو اُسے قرآن پڑھاؤ اور سمجھاؤ اور اُس کے قیدی کو اُس کی خاطر رہا کر دو۔

صحابہؓ نے اس ارشاد کی بجا آوری کی، عُمیرؓ نے کہا رسولؐ اللہ میں اللہ کے نُور کو بجھانے میں اپنی پوری کوشش صرف کرتا رہا ہوں میں نے مسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہونچائی ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور وہاں لوگوں کو اللہ اور اسلام کی دعوت دوں شاید اللہ اُن کو راہِ راست پر لے آئے اور اگر وہ اسے نہ مانیں تو میں چاہتا ہوں کہ اب اُن کو اسی طرح ستاؤں جس طرح میں پہلے مسلمانوں کو ستایا کرتا تھا۔ آپ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی وہ مکہ آ گئے۔

عمیرؓ بن وھب کے مدینہ روانہ ہو جانے کے بعد صفوان قریش سے کہا کرتا تھا تم کو بشارت ہو کہ عنقریب چند روز میں ایسی خوشخبری ملنے والی ہے کہ تم بدر کے واقعہ کو بھول جاؤ گے جو شتر سوار مدینہ سے آتا یہ اُس سے عمیرؓ کو دریافت کرتا یہاں تک کہ

ایک شخص نے اُس سے بیان کیا کہ وہ تو مسلمان ہو گئے یہ سُنکر صفوان نے کہا کہ اب میں کبھی اُس سے بات نہیں کروں گا اور نہ کسی قسم کا نفع پہونچاؤں گا۔

عُمیرؓ مکہ آکر قیام پذیر ہوئے اور اب اسلام کی دعوت دینے لگے اور جو اُن کی مخالفت کرتا اُسے بہت سخت سزا دیتے اُن کے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔

بدر کے واقعہ کے ختم ہو جانے پر اللہ عزوجل نے اس کے بیان میں قرآن کی پوری سورۃ انفال نازل فرمائی۔

عمرؓ بن الخطّاب سے مروی ہے کہ بدر کے دن فریقین کا مقابلہ ہوا اللہ نے مشرکین کو شکست دی اُن کے ستّر آدمی مارے گئے اور ستّر اسیر کر لئے گئے، پھر اُس روز رسول اللہ صلعم نے ابو بکرؓ۔ علیؓ اور مجھ سے مشورہ کیا ابو بکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبیؐ یہ آپ کے یک جدّی، خاندان والے اور عزیز ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں تاکہ زر فدیہ سے ہماری قوت بڑھے اور پھر شاید ایسا بھی کرے کہ ان کو اسلام لے آنے کی توفیق دیدے اور پھر اس طرح یہ ہمارے قوت بازو بن جائیں۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے کہا ابن الخطاب تمہاری رائے کیا ہے، میں نے کہا جناب والا بخدا میری ہرگز وہ رائے نہیں ہے جو ابو بکرؓ کی ہے، میری رائے یہ ہے کہ آپ فلاں شخص کو میرے سپرد کریں میں اُس کی گردن مارے دیتا ہوں حمزہؓ کے بھائی اُن کے سپرد ہوں تاکہ وہ اُسے قتل کر دیں۔ عقیل کو علیؓ کے حوالے کیجیے وہ اُس کا کام تمام کریں تاکہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے قلوب میں کفّار کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہی اُن کے بڑے سردار، سرخیل اور پیشوا ہیں، مگر رسول اللہ صلعم نے ابو بکرؓ کا مشورہ مانا اور میری بات نہ مانی اور فدیہ قبول کیا، دوسرے دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم اور ابو بکرؓ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ مجھے تو بتائیے کہ آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں اگر کوئی رونے کی بات ہے میں بھی رونے لگوں گا اور اگر کوئی ایسی بات نہ ہوگی تو بھی آپ دونوں صاحبوں کے گریہ کی خاطر خود بھی روؤں گا، آپ نے فرمایا فدیہ قبول کرنے کی وجہ سے مجھے

بتایا گیا ہے کہ تم سب پر بہت ہی قریب عذاب نازل ہوگا اور وہ اسقدر قریب ہے جیسے کہ یہ درخت، آپ نے اشارے سے ایک درخت کو بتایا جو بالکل قریب تھا۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں، ماکان لِنبیٍّ ان یکون له اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض اپنے قول فیما اخذ تم عذابٌ عظیم اس کے بعد اللہ نے مال غنیمت کو مسلمانوں کے لئے حلال کیا ہے، چنانچہ دوسرے ہی سال اُحد میں اُن کو اپنے کئے کی سزا مل گئی۔ ستر صحابہؓ شہید اور ستر اسیر ہوئے دشمن نے آپ کی جھبڑی کو توڑ پھوڑ ڈالا اور آپ کے سر کے خود کو ریزہ ریزہ کردیا کہ آپ کے چہرے پر خون بہنے لگا، نبی صلعم کے صحابہؓ میدان سے فرار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اَوَلَمَّا اصابتکم مصیبۃٌ قد اصبتم مثلیہا قلتم انّیٰ ھٰذا اپنے قول انَّ اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر تک نازل فرمائی نیز یہ دوسری آیت اذ تصعدون ولا تلوون علیٰ احدٍ والرسول یدعوکم فی اخراکم اپنے قول من بعد الغم امنۃ تک نازل فرمائی۔

عبداللہؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن جب قیدی آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے آپ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے۔ ابوبکرؓ نے کہا یہ آپ کے ہمقوم اور اہل خاندان ہیں آپ انکی جاں بخشی فرمائیں اور مہلت دیں شاید اللہ ان پر مہربان ہو جائے اور یہ اسلام لے آئیں۔ عمرؓ نے کہا اے رسول اللہ صلعم انھوں نے آپ کو جھٹلایا ہے اور آپ کو اپنے گھر سے نکالا ہے آپ ان سب کو قتل کردیں، عبداللہؓ بن رواحہ نے کہا آپ ان کے لئے ایک ایسی وادی تلاش کریں جہاں ایندھن وافر ہو پھر ان سب کو اُس میں ڈالکر آگ لگادیں۔ اس پر عباسؓ نے کہا تم نے تو بالکل خاتمہ ہی کر دیا۔ رسول اللہ صلعم خاموش رہے آپ نے کسی کو جواب نہیں دیا اندر چلے گئے لوگ کہنے لگے کہ آپ ابوبکرؓ کی رائے پر عمل کریں گے دوسروں نے کہا عمرؓ کی رائے پر عمل کریں گے، بعض نے کہا عبداللہؓ بن رواحہ کے مشورہ کو قبول کریں گے، اب آپ پھر برآمد ہو کر صحابہؓ کے پاس آئے اور فرمایا اس معاملہ میں اللہ عزوجل نے بعض لوگوں کے دل اس قدر نرم کر دیئے ہیں جیسے دودھ اور بعض کے دل اس قدر سخت کر دیئے ہیں جیسے پتھر ابوبکرؓ تمہاری مثال

مثال ابراہیمؑ کی ہے جنہوں نے کہا من تبعنی فانہ منی و من عصانی فانک غفور رحیم ترجمہ جس نے میرا ساتھ دیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری بات نہ مانی تو تو معاف کر دینے والا مہربان ہے) اور تمہاری مثال عیسیٰؑ کی ہے جنہوں نے کہا ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم (ترجمہ۔ اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو اُن کو معاف کر دے تو بے شک تو غالب اور دانا ہے) اور اے عمرؓ تمہاری مثال نوحؑ کی ہے جنہوں نے کہا رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا اے میرے رب تو روئے زمین پر کسی کافر کی بستی کو باقی رکھ اور تمہاری مثال موسیٰؑ کی ہے جنہوں نے کہا ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم (ترجمہ۔ اے میرے پروردگار تو ان کی املاک کو بالکل برباد کر دے، ان کے قلوب کو خوف سے جکڑ دے یہ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں گے ایمان نہیں لائیں گے)۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا آج کل تم غریب ہو اس لئے بغیر فدیہ کسی کو رہا نہ کیا جائے اور جو فدیہ نہ دے سکے اُسے قتل کر دیا جائے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا سوائے سہیل بن بیضاء کے کیونکہ میں نے خود اُسے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے سُنا ہے، رسول اللہ صلعم خاموش ہو گئے آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں آپ کے اس سکوت سے میں اس قدر خوفزدہ ہوا کہ میں سمجھتا تھا کہ آسمان سے مجھ پر پتھر گرنے والے ہیں البتہ جب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہاں سوائے سہیل بن بیضاء کے مجھے اطمینان ہوا، اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات ماکان للنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض تینوں آیات کے آخر تک نازل فرمائیں (ترجمہ۔ کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب تک وہ زمین میں خون نہ بہا دے قیدیوں پر قبضہ کرے)۔

محمدؒ بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلعم فرمانے لگے کہ اگر ہم پر آسمانی عذاب نازل ہو تو ہم میں سے سوائے سعدؓ بن معاذ کے اور کوئی اُس سے محفوظ نہ رہے کیونکہ سعدؓ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں لوگوں کو زندہ گرفتار کرنے سے اُن کو دل کھول کر قتل کرنے کو پسند کرتا ہوں۔

ابو جعفر کے بیان کے مطابق واقعہ بدر میں تراسی مہاجر تھے جن کا اجر اور حصہ رسول اللہ صلعم نے مقرر کیا۔ اسی طرح قبیلۂ اوس کے اکسٹھ آدمی تھے جن کو حصہ ملا اور اجر ملا۔ اور خزرج کے ایک سو ستر آدمی تھے مسلمانوں میں سے کل چودہ آدمی شہید ہوئے ان میں چھ مہاجر اور آٹھ انصاری تھے۔ واقدی کے بیان کے مطابق مشرکین کی تعداد نو سو پچاس تھی ان میں سو شہسوار تھے۔

واقدی کے بیان کے مطابق اُس روز رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو کم سن سمجھ کر جنگ سے واپس کر دیا تھا، ان میں عبداللہؓ بن عمرؓ، رافعؓ بن خدیج، براءؓ بن عازب، زیدؓ بن ثابت، اسیدؓ بن ظہیر اور عمیرؓ بن ابی وقاصؓ مگر واپس کرنے کے بعد پھر آپ نے عمیرؓ کو جنگ میں شرکت کی اجازت دیدی اور وہ اُس روز شہید ہو گئے۔

بدر جانے سے پہلے رسول اللہ صلعم نے طلحہؓ بن عبیداللہ اور سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نوفل کو شام کے راستے پر بھیجدیا تھا کہ وہ تجارتی قافلہ کی خبر میں حاصل کریں یہ پھر مدینہ پلٹے اور جنگ بدر کے دن مدینہ پہونچے جب رسول اللہ صلعم بدر سے مدینہ واپس آنے لگے ان دونوں نے تربان میں آپ کا استقبال کیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم تین سو پانچ صحابہؓ کے ہمراہ مدینہ سے نکلے تھے، ان میں چوہتر مہاجرین اور باقی تمام انصاری تھے ان کے علاوہ آپ نے اور آٹھ آدمیوں کے حصے اور اجر اس لڑائی میں لگائے ان میں تین مہاجر تھے ان میں ایک عثمانؓ بن عفان تھے جو آپ کی صاحبزادی کی علالت کی وجہ سے جس سے اُن کا انتقال ہو گیا مدینہ رہ گئے تھے، دوسرے طلحہؓ بن عبیداللہ اور سعیدؓ بن زید تھے جن کو رسول اللہ صلعم نے قریش کے تجارتی قافلہ کی خبریں معلوم کرنے کے لئے شام کے راستے پر بھیجا تھا اور پانچ انصاری تھے۔ ابولبابہ بشیرؓ بن عبدالمنذر جن کو آپ مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر آئے تھے۔ عاصمؓ بن عدی بن العجلان جن کو آپ نے اہل العالیہ پر اپنا نائب بنایا تھا، حارثؓ بن حاطب جن کو آپ نے روحاء سے بنی عمرو بن عوف کی طرف اُن کے متعلق کسی بات کی اطلاع ہونے پر بھیجدیا تھا۔ حارثؓ بن الصمہ جو روحاء میں علالت کی وجہ سے ناکارہ ہو گئے یہ بنی مالک بن النجار سے تھے

اور خوات رضؓ بن جبیر یہ بھی ناکارہ ہو گئے تھے اور یہ بنی عمرو بن عوف سے تھے۔ اس مہم میں آپ کے ساتھ ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا مقداد بن عمرو اور دوسرا مرثد رضؓ بن ابی مرثد کا تھا۔

ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلعم مشرکین کے پیچھے تلوار نکالے ہوئے یہ آیت پڑھتے ہوئے دیکھے گئے سیھزم الجمع ویولون الدبر (ترجمہ۔ بہت جلد یہ جماعت شکست کھائیگی اور وہ پیٹھ موڑ دینگے۔) اسی جنگ میں آپ کو منبہ بن الحجاج کی تلوار ذوالفقار غنیمت میں ملی۔ نیز ابوجہل کا مہری اونٹ جس سے وہ نسل کشی اور جنگ کا کام لیتا تھا غنیمت میں ملا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بدر سے واپس آکر آپ مدینہ میں قیام پذیر ہوئے، جب ہجرت کر کے آپ مدینہ آئے تھے آپ نے یہودیوں سے اس شرط پر کہ وہ آپ کے برخلاف کسی کی اعانت نہیں کریں گے اور اگر کوئی دشمن آپ پر چڑھائی کرے گا تو وہ آپ کی نصرت کرینگے، معاہدۂ صلح کیا تھا مگر جب آپ نے بدر میں قریش کے اسقدر مشرکین کو قتل کر دیا یہودیوں نے اپنے حسد اور رنج کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ محمدؐ کو اچھے لڑنے والوں سے سابقہ نہیں ہوا اگر ہم سے مقابلہ ہوتا تو ان کو معلوم ہوتا نیز انھوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔

غزوۂ بنی قینقاع

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بنی قینقاع کو اُن کے بازار میں جمع کر کے کہا اے یہود، اللہ عز و جل سے ڈرو کہیں وہ تم کو بھی ایسی سزا نہ دے جیسی کہ اُس نے قریش کو دی ہے۔ تم اسلام لاؤ۔ تم جانتے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں جس کا ذکر خود تمہاری کتابوں میں اور اُس میثاق میں ہے جو اللہ نے تم سے لیا تھا۔ یہود نے کہا اے محمدؐ تم ہم کو بھی اپنی قوم ایسا سمجھتے ہو تم ایسے لوگوں کے مقابلہ میں جو لڑائی سے بالکل واقف نہ تھے کہ تم نے موقع پا کر اُن کو زیر کر لیا اپنی کامیابی سے دھوکہ میں نہ پڑو، بخدا اگر تم ہم سے لڑے تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ

ہم مرد اہل نبرد ہیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مذکور ہے کہ بنی قینقاع پہلے یہود ہیں جنھوں نے اُس معاہدہ کی جو اُن کے اور رسول اللہ صلعم کے درمیان طے پایا تھا خلاف ورزی کی اور اُن کی آپ سے بدر اور احد کے درمیان جنگ ہوئی۔

زہری کہتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال ۲ھ ہجری میں ہوا۔ جب حضرت جبرئیل ؑ نے یہ آیت وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ (ترجمہ۔ اگر تم کو کسی قوم کی خیانت کا اندیشہ ہو تو تم بھی اُن کے ساتھ وہی کرو) رسول اللہ صلعم پر نازل فرمائی آپ نے فرمایا کہ مجھے بنی قینقاع سے اس بات کا اندیشہ ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس آیت کی وجہ سے رسول اللہؐ اُن کی طرف چلے۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ آپ نے پندرہ شب اُن کا محاصرہ رکھا اس اثناء میں اُن کا کوئی آدمی مقابلہ پر برآمد نہیں ہوا پھر انھوں نے رسول اللہ صلعم کے حکم پر ہتھیار رکھ دیے اور اپنے کو اُن کے حوالے کر دیا، ان سب کی مشکیں باندھ لی گئیں آپ اُن سب کو قتل کر دینا چاہتے تھے مگر عبداللہ بن اُبیّ نے آپ سے اُن کی سفارش کی۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ کے پہلے سلسلۂ بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے اُن کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انھوں نے اپنے کو آپ کے فیصلہ پر حوالے کر دیا عبداللہ بن اُبیّ بن سلول نے جب وہ آپ کے قبضہ میں آ گئے آپ سے کہا کہ اے محمدؐ آپ ان موالیوں پر احسان کریں یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے جب دیر تک رسول اللہ صلعم نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا تو اُس نے کہا اے محمدؐ آپ میرے موالیوں پر احسان کریں اس پر آپ نے منھ پھیر لیا، اُس نے آپ کا گریبان پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور اُس کی اس حرکت پر آپ کو اس قدر غصّہ آ گیا کہ آپ کا چہرہ متغیّر ہو گیا، اور دوبارہ آپ نے فرمایا کہ میرا گریبان چھوڑ دے مگر اُس نے کہا کہ بخدا میں ہرگز اسے اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپ میرے موالیوں پر احسان نہ کر دیں گے اور اُن کی جان بخشی نہ فرما دیں گے ان میں چار سو غیر مسلّح اور تین سو زرہ پوش ہیں انھوں نے ہمیشہ حبشیوں اور ایرانیوں سے مجھے بچایا ہے آپ ان کو ایک وقت میں کاٹے ڈالتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ

خود آپ پر مصائب نہ آئیں، رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا میں نے ان کو تمہاری خاطر چھوڑا۔

اسی بیان کے سلسلہ میں یہ بات بھی مروی ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا ان کو چھوڑ دو، ان پر اور اُس پر جو ان کے ساتھ ہے اللہ کی لعنت ہو، پھر آپ نے ان کو جلا وطن کر دیا اور اُن کی املاک کو بطور غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، یہ زمیندار نہ تھے صرف کاشتکار تھے، آپ کو اُن کے پاس سے اسلحہ اور آلات کشا ورزی کی ایک بڑی مقدار ہاتھ لگی، عبادہؓ بن الصامت اس کام پر مقرر کئے گئے کہ وہ اُن کو بال بچوں سمیت مدینہ سے خارج البلد کرائیں چنانچہ یہ اُن کو لیکر نکلے اور ذباب پہونچے اور وہ کہتے جاتے تھے کہ انتہائی شرافت ابھی اور دور ہے اور دور رہے، اس غزوہ کے موقع پر رسول اللہ صلعم نے ابو لبابہؓ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

ابو جعفر نے کہا ہے کہ اسی غزوہ میں اسلام میں پہلا خمس نکالا گیا، اس موقع پر آپ نے اپنا خاص حصہ لیا، خمس لیا، اور عام حصہ لیا بقیہ چار حصوں کو صحابہ میں تقسیم کر دیا، یہ پہلا خمس ہے جو رسول اللہ صلعم نے لیا ہے اس غزوہ میں آپ کا علم سفید حمزہؓ بن عبدالمطلب کے پاس تھا اور کوئی اور نشان نہ تھے، آپ مدینہ واپس آئے، عید قربان آگئی آپ نے اور خوش حال صحابہؓ نے ذی الحج کی دسویں تاریخ کو قربانی کی آپ صحابہؓ کے ساتھ عید گاہ تشریف لے گئے وہاں آپ نے عید کی نماز پڑھائی، عید کی یہ پہلی نماز ہے جو آپ نے مدینہ میں صحابہؓ کو پڑھائی اور وہیں عید گاہ میں آپ نے اپنے ہاتھ سے دو بکریاں یا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ایک بکری ذبح کی۔

جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ غزوہ بنی قینقاع سے واپس آکر ہم نے ذی الحج کی دسویں تاریخ کی صبح میں قربانی کی یہ پہلی قربانی تھی جو مسلمانوں کے سامنے ہوئی۔ ہم نے بنی سلمہ میں قربانی کی تھی میں نے قربانیوں کو شمار کیا۔ اس مقام پر سترہ قربانیاں اُس روز شمار کی گئیں۔

ابن اسحٰق نے رسول اللہ صلعم کے اس غزوہ کا کوئی خاص وقت

نہیں بتایا ہے صرف یہ کہا ہے کہ یہ غزوۃ السویق اور اس مہم کے درمیان میں ہوا جس میں کہ رسول اللہ صلعم مدینہ سے قریش سے لڑنے کے ارادے سے روانہ ہوئے اور آپ بنی سُلیم اور بحران جو حجاز میں ایک کان ہے فرع کی سمت پہونچے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ بدر کے پہلے غزوہ اور بنی قینقاع کے غزوہ کے درمیان تین غزوات ہوئے اور مہمیں بھیجی گئی تھیں ۹ صفر ۳ھ ہجری کو رسول اللہ صلعم نے بدر سے واپس آکر ان سے جہاد فرمایا آپ بدر سے بدھ کے دن جبکہ ماہ رمضان کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں مدینہ واپس آئے بقیہ رمضان آپ نے وہیں بسر کیا پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ بنی سُلیم اور غطفان فساد کے لئے جمع ہوئے ہیں آپ اُن سے لڑنے کے لئے قرقرۃ الکدُر تشریف لے گئے، آپ غُرۂ شوال ۲ھ ہجری جمعہ کے دن آفتاب کے بلند ہو جانے کے بعد اس غزوہ کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ بدر سے فارغ ہو کر آپ آخر رمضان یا شروع شوال میں مدینہ آگئے، صرف سات راتیں آپ نے مدینہ میں بسر کیں پھر آپ خود بنی سُلیم سے لڑنے چلے، آپ اُن کے ایک چشمۂ آب کُدر نام پر آئے یہاں آپ نے تین شب قیام کیا اور بغیر کسی لڑائی بھڑائی کے مدینہ واپس آگئے بقیہ شوال اور ذوالقعدہ آپ نے مدینہ میں اطمینان سے بسر کئے اسی اثنا میں آپ نے قریش کے بیشتر قیدیوں کو زر فدیہ لیکر رہا کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ غزوۂ کُدر کے لئے آپ محرم ۳ھ ہجری میں تشریف لے گئے تھے، اس موقع پر علیؓ بن ابی طالب آپ کے علمبردار تھے اور آپ نے ابن امّ مکتوم المعیصی کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

یہ بھی مروی ہے کہ نبی صلعم غزوۂ کُدر سے مدینہ آئے اور اپنے ساتھ مویشی ہنکاتے لائے، اس غزوہ میں کوئی مقابلہ اور مجادلہ نہیں ہوا۔ آپ ۱۰ شوال کو مدینہ واپس آئے، ۱۱ شوال کو آپ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو ایک مہماتی فوج کے ساتھ بنی سُلیم اور غطفان کے مقابلہ پر روانہ کیا، اس جماعت نے اُن کے بہت سے آدمی قتل کئے اور اُن کے اونٹ پکڑ لائے، یہ لوگ مال غنیمت کیسا

سنیچر کے دن جبکہ شوال کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں مدینہ آ گئے اس غزوہ میں تین مسلمان شہید ہوئے، ذی الحجہ تک رسول اللہ صلعم مدینہ میں قیام فرما رہے پھر آپ اتوار کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں سات راتیں رہ گئی تھیں غزوۃ السویق کے لئے برآمد ہوئے۔

غزوۃ السویق

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۃ الکدر سے مدینہ واپس آکر آپ نے ۲ سنہ ہجری کا بقیہ ماہ شوال اور ذوالقعدہ مدینہ میں بسر فرمایا اور ذی الحجہ میں آپ غزوۃ السویق کے لئے ابو سفیان کے مقابلہ پر مدینہ سے چلے۔ اس سال مشرکین کے زیر اہتمام حج ہوا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار کے سب سے بڑے عالم تھے مروی ہے کہ جب ابو سفیان مکہ واپس آیا اور قریش کی شکست خوردہ جماعت بدر سے مکہ پہونچی اس نے نذر مانی کہ جب تک میں محمدؐ سے لڑ نہ لوں گا کبھی غسل جنابت تک نہیں کروں گا، وہ اپنی اس قسم کو پورا کرنے قریش کے دو سو شتر سواروں کے ساتھ مدینہ کی سمت بڑھا اس نے نجدیہ راہ اختیار کی وہ قنات کی چڑھائی پر کوہ تیت پر جو مدینہ سے ایک منزل یا اس کے قریب مسافت پر واقع ہے آکر فروکش ہوا اور پھر رات میں وہاں سے چلکر رات ہی میں بنو النضیر کے یہاں آیا، حیی بن اخطب کے گھر جاکر دستک دی مگر اس نے دروازہ نہ کھولا اور وہ ڈرا کہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہو، وہاں سے پلٹ کر وہ سلام بن مشکم کے گھر گیا جو اس عہد میں بنو النضیر کا رئیس اور ان کا خزانچی تھا، ابو سفیان نے اس سے ملنے کی اجازت مانگی اس نے اسے پاس بلایا، کھانا کھلایا، شراب پلائی، ابو سفیان نے اس سے اپنے آنے کا مقصد بطور راز کے بیان کیا اور پھر آخر شب میں وہاں سے پلٹ کر اپنے آدمیوں کے پاس آیا۔ اب اس نے قریش کے چند آدمی مدینہ کی سمت روانہ کئے یہ اس کی ایک سمت میں جسے عریض

کہتے ہیں آئے اور وہاں کے کھجور کے پودوں میں آگ لگادی، نیز ایک انصاری اور ایک اُن کا حلیف جو اپنی کاشت میں موجود تھے وہ ان کے ہاتھ چڑھ گئے انھوں نے اُن دونوں کو قتل کر دیا اور پھر پلٹ گئے اب تمام لوگ اُن سے چوکنے ہو گئے اور اُن کی خبر پھیل گئی، رسول اللہ صلعم خود اُن کے تعاقب اور تلاش میں مدینہ سے چلکر قرقرۃ الکدر تک آئے مگر چونکہ ابوسفیان اور اس کی جماعت آپ کی دسترس سے نکل چکی تھی آپ وہاں سے پلٹ آئے وہ بھاگنے کے لئے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے اپنے زادراہ میں سے بہت سا حصہ کھیتوں میں پھینک گئے تھے، جب رسول اللہ صلعم مسلمانوں کو لیکر پلٹے تو انھوں نے آپ سے کہا کیا آپ اسے بھی ہمارے لئے غزوہ بنانا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا، ہاں۔

جب ابوسفیان مکہ سے مدینہ پر چڑھائی کر رہا تھا اُس نے یہ چند شعر قریش کو جنگ پر برانگیختہ کرنے کے لئے کہے تھے:۔

کرّوا علی یثرب وجمعهم فانّ ما جمعوا لکم نفل

(ترجمہ) یثرب اور مسلمانوں کی جماعت پر پیشقدمی کرو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ انھوں نے جمع کیا ہے وہ تم کو ملجائیگا۔

إن یك یوم القلیب کان لهم فانّ ما بعده لکم دول

(ترجمہ) اگر بدر میں اُن کو کامیابی ہوئی تو اب آیندہ تم کو کامیابی ہوگی۔

آلیتُ ان لا اقرب النساء ولا یمسّ راسی وجلدی الغُسُلُ

(ترجمہ) میں نے قسم کھائی ہے کہ نہ میں عورتوں کے پاس جاؤں گا اور نہ اب نہاؤں گا۔

حتّی تبیروا قبائل الاوس والخزرج إنّ الفؤادَ مشتعلُ

(ترجمہ) جب تک کہ تم قبائل اوس اور خزرج کو فنا نہ کر دو گے، اور میرا دل آتش انتقام سے شعلہ زن ہے۔

اس کے جواب میں کعبؓ بن مالک نے یہ شعر کہے:۔

تلهف امّ المسبّحین علی جیشِ ابن حرب بالحرۃ الفشلِ

اذ یطرحون الرجالُ من شیم الطیر ترقی القنّۃ الجبلِ

جاؤ والجمع لو قیس مبرکہ ما کانَ إلّا کمفحص الدُّوَلِ

عارٍ من النصر والثراء ومن ابطال اھل البطحاء والاسل

(ترجمہ) موت ابن حرب کے لشکر پر سنگلاخ میدان میں نوحہ کر رہی ہے جبکہ مرد وہاں مقتول پڑے تھے اور ان کو سونگ کر مردار خوار پرندے پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھ رہے تھے، اگرچہ وہ اتنی بڑی جماعت کے ساتھ آئے تھے کہ ان کا پڑاؤ انسانوں اور جانوروں کی کثرت سے ایسا منقش ہو گیا تھا جیسے کہ وہاں رسیاں بٹی گئی ہوں، مگر یہ جماعت اللہ کی نصرت اور مدد سے محروم تھی اور اس میں بطحا اور اسل کے دلاور بھی نہ تھے۔

واقدی کہتے ہیں کہ غزوۃ السویق ذوالقعدہ ۲ھ ہجری میں ہوا اور رسول اللہ صلعم دو سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ اس مہم پر گئے تھے، اس کے بعد واقدی نے ابوسفیان کا وہی قصہ بیان کیا ہے جو ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے البتہ انھوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ خود ابوسفیان اپنے ایک اجیر ساتھی معبد بن عمرو کے ساتھ عریض آیا اور اس نے ان دونوں مسلمانوں کو قتل کر کے وہاں جو کچھ گھر تھے ان کو اور خشک گھاس کو جلا دیا اور اس نے خیال کیا کہ اس کی قسم پوری ہو گئی اس کی اطلاع فوراً رسول اللہ صلعم کو ہوئی آپ فوراً صحابہؓ کو لیکر اس کے تعاقب میں دوڑے مگر وہ آپ کی دسترس سے نکل گیا اور ہاتھ نہ آسکا، چونکہ اپنا بوجھ کم کرنیکے لئے ابوسفیان اور اس کی جماعت آٹے کے تھیلے پھینکتی جاتی تھی اور یہی ان کا اصل زاد راہ تھا اس وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق ہوا۔

اس موقع پر واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے ابو لبابہؓ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔

اس سال یعنی ۲ھ ہجری کے ماہ ذی الحج میں عثمانؓ بن مظعون کا انتقال ہوا، رسول اللہ صلعم نے ان کو بقیع میں دفن کیا اور ان کے سرہانے علامت کیلئے ایک پتھر نصب کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے۔ مگر واقدی نے اس کے متعلق جو روایت ابوجعفر سے نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بائیسویں ماہ علیؓ کی فاطمہؓ سے شادی ہوئی ہے، اس لئے ابوجعفر الطبری کہتے ہیں کہ اگر یہ بیان درست ہے تو پہلا بیان غلط ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال رسول اللہ صلعم نے خون بہا

لکھے اور یہ تحریر آپ کی تلوار میں لگی ہوئی تھی۔

۳ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

محمد ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۃ السویق سے واپس آکر آپ نے بقیہ ذی الحجہ اور محرم کا پورا ماہ یا تقریباً پورا ماہ مدینہ میں بسر کیا پھر آپ نے غطفان کے مقابلہ میں نجد پر چڑھائی کی اس کو غزوۂ ذی امر کہتے ہیں، صفر کا پورا ماہ یا اس کے قریب آپ نے نجد میں قیام کیا پھر آپ مدینہ واپس آگئے مگر کوئی مقابلہ یا مجادلہ نہیں ہوا، پھر ربیع الاول کامل یا کچھ ہی کم آپ نے مدینہ میں بسر فرمایا پھر آپ قریش اور بنی سُلیم کے مقابلہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور فُرع کی سمت سے بحران آئے جو حجاز میں ایک کان ہے ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ آپ نے اس مقام میں قیام کیا کوئی لڑائی یا آویزش نہیں ہوئی، پھر آپ مدینہ آگئے۔

کعب بن الاشرف کا قصہ

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس سال آپ نے کعب بن الاشرف کے مقابلہ پر ایک مہم بھیجی، واقدی کے بیان کے مطابق یہ مہم اسی سال کے ربیع الاول میں بھیجی گئی، اس کا واقعہ یہ ہے کہ بدر کے بعد جب آپ نے زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو بشارت فتح دینے کے لئے مدینہ کے بالائی سطح کے باشندوں کے پاس بھیجا اور انھوں نے بدر کا سارا واقعہ بیان کیا کہ فلاں فلاں مشرک قتل کئے گئے، کعب بن الاشرف کو جو قبیلہ طے کے خاندان بنی نبہان سے تھا اور جس کی ماں بنی النضیر سے تھی جب اس واقعہ کی خبر پہونچی اس نے لوگوں سے کہا کیا تم اس بیان کو سچ سمجھتے ہو جیسا کہ یہ دونوں بیان کر رہے ہیں کہ محمدؐ نے

فلاں فلاں اشخاص کو جو عرب کے اشراف اور رؤسا تھے قتل کر دیا ہے اگر واقعی ایسا ہی ہوا ہے تو اب زندگی سے موت بہتر ہے، چنانچہ جب اس دشمن خدا کو اس خبر کا یقین آگیا وہ اپنی جگہ سے چلکر مکہ آیا اور مطلب بن ابی وداعہ بن ضبیرۃ السہمی کے پاس مہمان ٹھیرا، عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس اس کی بیوی تھی اس نے اسے بڑی عزت اور اکرام سے اپنے ہاں ٹھیرایا، اس نے رسول اللہ صلعم کے خلاف لوگوں کو جوش دلانا شروع کیا وہ اشعار سناتا تھا اور مقتولین بدر پر نوحہ کرتا تھا، پھر یہ مدینہ آگیا اور یہاں اس نے امّ الفضل بنت الحارث پر عاشقانہ اشعار لکھے اس کے بعد اس نے کسی اور مسلمان عورت کی تعریف میں عاشقانہ شعر کہے جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف ہوئی اس پر رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے کہا کون ہے جو اس کا خاتمہ کر دے، بنی عبد الاشہل کے محمد بن مَسلمہ نے کہا اے رسول اللہ صلعم میں اس کا کفیل ہوتا ہوں، میں اسے قتل کر دوں گا آپ نے فرمایا اچھا اگر ہو سکے تو اسے قتل کر دینا۔

محمد بن مسلمہ اپنے گھر آئے، تین دن تک انھوں نے سوائے سد رمق کے نہ کھایا نہ پیا یہ بات رسول اللہ صلعم سے بیان کی گئی آپ نے اُن کو بلا کر اس کی وجہ دریافت کی انھوں نے کہا رسول اللہ میں نے ایسی بات کہدی کہ میں نہیں سمجھتا کہ اسے پورا کر سکوں گا یا نہیں آپ نے فرمایا تم کو اس کی کوشش تو کرنا چاہیئے، انھوں نے کہا کہ اب مجھے عرض کرنا ہی پڑا آپ نے فرمایا خوشی سے کہو کیا بات ہے تم کو اس کی اجازت ہے اب اس کے قتل پر محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ بن وقش ابو نائلہ متعلقہ بنی عبد الاشہل کعب کے رضاعی بھائی، عباد بن بشر بن وقش متعلقہ بنی عبد الاشہل، اور اسی خاندان کے حارث بن اوس بن معاذ، اور بنی حارثہ کے ابو عبس بن جبر تیار ہوئے، اس جماعت نے خود جانے سے پہلے ابو نائلہ سلکان بن سلامہ کو ابن الاشرف کے پاس بھیجا، انھوں نے تھوڑی دیر اس سے باتیں کیں۔ ابو نائلہ شعر بھی کہتے تھے دونوں نے ایک دوسرے کو اپنے شعر سنائے پھر ابو نائلہ نے اس سے کہا میں تمہارے پاس

ایک ضرورت لیکر آیا ہوں اگر کسی سے بیان نہ کرو تو کہوں اُس نے کہا میں کسی سے نہ کہو نگا ابو نائلہ نے کہا اُس شخص کا آنا ہمارے لئے مصیبت ثابت ہوا ہے تمام عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور دشمنی پر آمادہ ہیں، تمام راہیں ہمارے لئے مسدود کر دی گئی ہیں جس سے ہمارے اہل و عیال سخت مصیبت اور تنگی میں ہیں اور اب ہم سب بھوکوں مر رہے ہیں، کعب نے کہا میں ابن الاشرف ہوں اے ابن سلامہ میں نے تم سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ اس کا حشر یہ ہونے والا ہے جو میں کہتا ہوں، سلکان نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم ہمارے ہاتھ سامان خوراک فروخت کرو اور میں تمہارے پاس رہن ہونے کے لئے آمادہ ہوں مگر اس معاملہ میں تم ہمارے ساتھ احسان بھی کرو، ابن الاشرف نے کہا تم اپنے بیٹے بطور رہن مجھے دیدو، سلکان نے کہا تم مجھے ذلیل و رسوا کرنا چاہتے ہو، میرے ساتھ میرے اور دوست بھی اسی غرض سے آئے ہیں میرا ارادہ تھا کہ اُن کو بھی اپنے ساتھ تمہارے پاس لے آوں اور تم اُن کے ہاتھ سامان خوراک فروخت کرو اور تمام جماعت میں سے صرف میں تمہارے پاس رہن رہ جاؤں جو اس معاملہ کی ضمانت کے لئے کافی ہے، نیز انھوں نے اس خیال سے کہ وہ اُن کے اسلحہ سے مشتبہ نہو جائے اس وقت یہ بھی کہدیا کہ یہ جماعت وفادار ہے۔

اس گفتگو کے بعد سلکان نے اپنے دوستوں سے آکر ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اسلحہ لگا لو اور چلو پہلے وہ سب مسلح ہو کر اُن کے پاس جمع ہوئے پھر سب کے سب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم اس جماعت کی مشایعت کیلئے بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے وہاں آپ نے اُن کو رخصت کیا اور کہا کہ اللہ کا نام لیکر جاؤ اور فرمایا اے اللہ تو ان کی اعانت کر۔ ان کو رخصت کر کے رسول اللہ صلعم چاندنی رات میں اپنے مکان تشریف لے آئے، وہ جماعت بڑھ کر اُس کے قلعہ پہونچی ابو نائلہ نے اُسے آواز دی چونکہ اُس کی ابھی نئی شادی ہوئی تھی وہ اپنا لحاف اوڑھے بستر سے اوٹھا اُس کی بیوی نے لحاف کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا کہ تم برسر پیکار ہو اور ایسے شخص کو اس وقت قلعہ سے اوترنا نہ چاہیئے،

اُس نے کہا کہ یہ ابو نائلہ ہے اگر وہ مجھے سوتا ہوا پاتا تو کبھی نہ جگاتا اُس کی عورت نے کہا کہ مجھے اس کی آواز میں شر معلوم ہوتا ہے کعب نے کہا کہ اگر جواں مرد کو نیزہ زنی کیلئے بھی بلایا جائے تو اُسے اوترنا پڑتا ہے چنانچہ وہ نیچے آیا تھوڑی دیر تک یہ اُن سے باتیں کرتا رہا اور وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے پھر انھوں نے کہا ابن الاشرف اگر حرج نہ سمجھو تو شعب العجوز تک ہمارے ساتھ چلو وہاں بیٹھکر ہم آج بقیہ رات باتوں میں گذاریں اُس نے کہا میں تیار ہوں، وہ سب قلعہ سے نکلکر تھوڑی دیر چلتے رہے پھر ابو نائلہ نے اپنے ہاتھ سے اُس کے سر کے بال چھوئے پھر اُس کے ہاتھ کو دبایا اور کہا کہ آج ایسی سہانی اور پُر مہک رات دیکھنے میں نہیں آئی، تھوڑی دیر اور چلنے کے بعد ابو نائلہ نے پھر وہی حرکت اُس کے ساتھ کی اُس کو اطمینان ہو گیا، پھر تھوڑی دیر چلنے کے بعد انھوں نے وہی کیا اور اس کی دونوں کالکلیں پکڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب دشمن خدا کا کام تمام کردو کئی تلواریں ایکدم اُس پر پڑیں مگر اُس کا کچھ نہ بگڑا۔ محمد بن مسلمہ نے بیان کیا ہے کہ جب ہم نے دیکھا کہ ہماری تلواریں اُس پر کارگر نہیں ہوئیں تو مجھے یاد آیا کہ میری تلوار میں فولادی گولا بھی لگا ہوا ہے میں نے اُسے اُس کے نوڑے میں رکھکر اُس سے اُس پر حملہ کیا اور اُس کے پیڑو کو نشانہ بنایا وہ گر پڑا، اس گڑبڑ میں ہمارے کسی کے ہاتھ سے حارث بن اوس بن معاذ کے سر میں یا پاؤں میں تلوار کا زخم آیا اب ہم وہاں سے چلے اور بنی امیہ بن زید سے ہوتے ہوئے پھر بنی قریظہ اور بعاث سے گذرتے ہوئے عریض کے چٹیل میدان میں آئے، حارث بن اوس کو خون بہہ جانے کی وجہ سے آنے میں دیر ہوئی ہم نے وہاں تھوڑی دیر اُن کا انتظار کیا وہ ہمارے نشان قدم پر چلتے ہوئے ہمارے پاس آگئے ہم اُن کو اُٹھا کر آخر شب میں رسول اللہ صلعم کے پاس لے آئے آپ اُس وقت کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ہم نے سلام کیا آپ ہمارے پاس نکلکر آئے ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی اطلاع دی آپ نے حارث کے زخم پر دم کر دیا ہم اپنے گھر چلے آئے، صبح ہوئی۔ تمام یہودی اس واقعہ سے خوفزدہ ہو گئے کوئی ایسا نہ تھا جسے آپ اپنی جان کا اندیشہ نہو۔

رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ جس یہودی پر قابو پاؤ قتل کردو۔ محیصہؓ بن مسعود نے یہودی سوداگر ابن سنینہ کو اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا حویصہؓ بن مسعود محیصہؓ سے عمر میں بڑا تھا اور اب تک اسلام نہیں لایا تھا ابن سنینہ کے قتل کے بعد یہ محیصہؓ کو مارنے لگا اور کہنے لگا اے دشمن خدا تو نے اُسے قتل کر دیا حالانکہ تو نے اُس کی بہت سی چربی کھائی ہے محیصہؓ نے کہا بخدا جس نے مجھے اُس کے قتل کا حکم دیا ہے اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیں تو میں ابھی تمہاری گردن ماردوں حویصہؓ کے اسلام لانے کی وجہ یہی بات ہوئی کہ اُس نے اپنے بھائی سے پوچھا کیا واقعی اگر محمد تم کو میرے قتل کا حکم دیں تم مجھے قتل کردو گے انھوں نے کہا بے شک اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیں تو میں تمہاری گردن ماردوں گا، حویصہؓ نے کہا بخدا جس دین نے تم میں یہ انقلاب کر دیا ہو وہ بڑا عجیب ہوگا۔ اور پھر وہ اسلام لے آیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق یہ لوگ ابن الاشرف کا سر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے آئے تھے، واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الاول میں ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلعم کا نکاح عثمانؓ بن عفان سے ہوا اور جمادی الآخر میں رخصتی عمل میں آئی۔ نیز اس سال کے ربیع الاول میں آپ غزوہ انمار کو جسے ذو امر کہتے ہیں تشریف لے گئے اس کے متعلق ابن اسحٰق کے بیان کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سائب بن یزید بن اخت النمر پیدا ہوئے۔

غزوۃ القردۃ

واقدی کہتے ہیں کہ اس سال کے جمادی الآخر میں غزوۃ القردۃ ہوا۔ اسکے امیر زیدؓ بن حارثہ تھے یہ پہلی مہم ہے جس میں زیدؓ امیر بنائے گئے۔
ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اُس مہم نے جو رسول اللہ صلعم نے زیدؓ بن حارثہ کی قیادت میں بھیجی قریش کے ایک تجارتی قافلہ کو جس میں ابو سفیان تھا نجد کے

ایک چشمہ قردہ پر جالیا اور لوٹ لیا۔ واقعہ بدر کے بعد قریش نے شام کا عام راستہ ڈر کر ترک کر دیا تھا اس لئے اس مرتبہ انھوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا ان کے تاجر جن میں ابو سفیان بن حرب بھی چاندی کی کثیر مقدار کے ساتھ جو ان کی بہت بڑی تجارت تھی اس راہ سے شام چلے انھوں نے بکر بن وائل کے فرات بن حیّان کو راہبری کے لئے اجرت پر ساتھ لیا، رسول اللہ صلعم نے زیدؓ بن حارثہ کو بھیجا انھوں نے اس چشمہ پر اس قافلہ کو آلیا اور اس کی تمام متاع پر قبضہ کر لیا البتہ جو لوگ ساتھ تھے وہ ہاتھ نہ آئے زیدؓ اس مال کو رسول اللہ صلعم کے پاس لے آئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ قریش کہنے لگے کہ محمد نے ہماری تجارت بند کر دی ہے وہ ہمارے راستے پر بیٹھے ہوئے ہیں ابو سفیان اور صفوان بن اُمیّہ نے کہا کہ اگر ہم مکہ میں اسی طرح پڑے رہیں تو اپنی ساری پونجی ختم کر دینگے۔ اس پر زمعہ بن الاسود نے کہا میں تم کو ایسا آدمی بتاتا ہوں کہ وہ تم کو نجد کی ایسی راہ سے لے جائیگا کہ اگر اندھا بھی اس پر گامزن ہو تو وہ راستہ نہ بھٹکے صفوان نے پوچھا وہ کون ہے چونکہ آج کل سردی کا موسم ہے ہمیں پانی کی ضرورت زیادہ نہیں ہے، زمعہ نے کہا فرات بن حیّان، ابو سفیان اور صفوان نے اسے بلا کر نوکر رکھا، یہ سردی کے موسم میں انھیں ذات عرق کی راہ سے غمرہ لایا، رسول اللہ صلعم کو اس قافلہ اور اس کی کثیر دولت اور اس چاندی کے سامان کی اطلاع ہوئی جسے صفوان بن اُمیّہ نے تجارت کے لئے ساتھ کیا تھا، زیدؓ بن حارثہ اس پر قبضہ کرنے چلے اور انھوں نے اسے راستے میں روک کر اس پر قبضہ کر لیا البتہ اعیان قوم بھاگ کر بچ گئے، اس غنیمت کا خمس بیس ہزار ہوا تھا جسے رسول اللہ صلعم نے لے لیا باقی چار حصے سریہ کے ہمراہیوں پر تقسیم کر دئے۔

فرات بن حیّان العجلی گرفتار کر کے آپ کے پاس لایا گیا صحابہؓ نے اس سے کہا اگر تو اسلام لے آئے رسول اللہ صلعم تجھے قتل نہ کرینگے چنانچہ جب خود آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

ابو رافع یہودی کا قتل

اس سال ابو رافع یہودی قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ رسول اللہ صلعم کے برخلاف کعب بن الاشرف کی مدد کرتا تھا، رسول اللہ صلعم نے اس سال کے نصف جمادی الآخر میں عبدؓ اللہ بن عتیک کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ براء سے مروی ہے کہ آپ نے ابو رافع کے لئے جو حجاز کے علاقہ میں رہتا تھا چند انصاری بھیجے ان پر عبدؓ اللہ بن عقبہ یا عبدؓ اللہ بن عتیک کو امیر بنایا یہ رسول اللہ صلعم کو ایذا پہونچاتا تھا اور آپ کے خلاف شرارت کرتا رہتا تھا یہ حجاز میں اپنے ایک قلعہ میں رہا کرتا تھا جب یہ جماعت اس کے قلعہ کے قریب پہونچی اس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے ریوڑ چرا کر گھر لے آئے تھے عبداللہ بن عقبہ یا عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم چپ چاپ اپنی جگہ بیٹھے رہو میں جاتا ہوں اور دربان کو پھسلاتا ہوں شاید میں قلعہ میں چلا جاؤں۔ دروازے کے قریب آکر انھوں نے قضائے حاجت کے طور پر اپنی چادر اوڑھ لی اور تمام لوگ قلعہ میں داخل ہو چکے تھے دربان نے آواز دی عبدؓ اللہ اگر اندر آنا چاہتے ہو آ جاؤ میں دروازہ بند کرتا ہوں میں اندر چلا گیا اور گدھوں کے اصطبل کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا جب سب لوگ اندر آ گئے دربان نے دروازہ بند کر کے کنجیاں ایک کھونٹی پر لٹکا دیں میں نے جا کر وہ کنجیاں لیں اور دروازہ کھول دیا۔ رات کو لوگ ابو رافع کے کوٹھے پر آ کر قصے کہانیاں بیان کرتے تھے جب وہ لوگ اٹھ گئے میں چڑھ کر اس کے پاس جانے لگا جس دروازے کو کھولتا اسے اندر سے بند کرتا جاتا کیونکہ میں نے کہا کہ اگر لوگوں کو میرا پتہ بھی چل گیا تو بھی جب تک میں اسے قتل نہ کر لوں گا وہ مجھ تک نہ پہونچ سکیں گے، میں اس کے قریب آ گیا وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایک تاریک کمرے میں موجود تھا مگر اندھیرے کی وجہ سے مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے اس لئے میں نے نام لیکر اسے آواز دی اس نے پوچھا کون ہے۔ میں نے اس کی آواز پر تلوار ماری

چونکہ میں وحشت زدہ تھا اس لئے میرے وار کا کچھ اثر نہیں ہوا وہ چلایا میں اسکے کمرے سے نکل آیا مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر اندر گیا اور میں نے پوچھا ابو رافع تم کیوں چلائے اُس نے کہا ابھی کسی شخص نے مجھ پر تلوار کا وار کیا ہے، اب پھر میں نے اُس پر کئی وار کئے میں نے اُسے زخمی تو کر دیا مگر جان سے نہ مار سکا میں نے اپنی تلوار کی نوک اُس کے شکم میں بھونک دی اور اُسے اُس کی پیٹھ کے پار کر دیا اب مجھے معلوم ہوا کہ میں نے اُس کا کام تمام کر دیا ہے میں واپس ہوا اور ایک ایک دروازے کو کھولتا ہوا آخری زینے پر آیا میں نے اپنا قدم اُس پر اس طرح رکھا کہ گویا میں سطح زمین پر پاؤں رکھ رہا ہوں میں چاندنی رات میں زینے سے گرا میری پنڈلی ٹوٹی میں نے اُسے اپنے عمامے سے باندھا اور اُٹھکر دروازے پر آکر بیٹھ گیا اور دل میں تہیہ کیا کہ جب تک مجھے اُس کے قتل کا یقین نہ آجائیگا ساری رات بیٹھا رہوں گا جب علی الصباح مُرغ نے بانگ دی فصیل پر کھڑے ہوکر ایک شخص نے ابو رافع کی موت کا اعلان کیا، یہ سُنکر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا میں نے کہا اللہ نے ابو رافع کو قتل کر دیا ہے اب بھاگ چلو، میں نبی صلعم کے پاس آیا اُن کو سارا واقعہ سنایا آپ نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پھیلا دیا آپ نے اُس پر اپنا دست مبارک پھیرا اُس سے مجھے محسوس ہوا کہ گویا کبھی کوئی شکایت ہی نہ تھی۔

واقدی کے بیان کے مطابق آپ نے یہ مہم ۳ھ ہجری ذی الحجہ میں ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لئے روانہ فرمائی جو لوگ اس غرض سے بھیجے گئے تھے انھوں نے اُسے قتل کر دیا۔ یہ ابو قتادہؓ، عبداللہ بن عتیکؓ، مسعود بن سنانؓ، اسود بن خزاعیؓ اور عبداللہ بن انیس تھے۔

اس واقعہ کے متعلق ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ سلام بن ابی الحقیق ابو رافع اُن لوگوں میں سے تھا جنھوں نے رسول اللہ صلعم کے برخلاف جمعیتیں بھیجی تھیں، جنگ اُحد سے قبل قبیلۂ اوس نے کعب بن الاشرف کو رسول اللہ صلعم کی دشمنی اور اُن کے خلاف ترغیب و تحریص کی وجہ سے قتل کر دیا تھا، اب خزرج نے سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لئے جو خیبر میں مقیم تھا آپ سے

اجازت مانگی اور آپ نے اُن کو اس کی اجازت دیدی۔

عبد اللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ اللہ نے اپنے رسولؐ کی جو کارسازی فرمائی اُن میں سے یہ بات بھی تھی کہ انصار کے یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج نراونٹوں کی طرح آپ کی خدمت گذاری میں ایک دوسرے سے مسابقت کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے تھے اگر اوس رسول اللہؐ صلعم کی خاطر کوئی خدمت انجام دیتے تو فوراً خزرج کہتے کہ ہم اسے گوارا نہیں کرسکتے کہ وہ رسول اللہ صلعم کی جناب میں ہم پر بازی لے جائیں اور اسی لئے جب تک وہ خود ویسی ہی خدمت انجام نہ دے لیتے چین سے نہ بیٹھتے یہی حال اُن کے مقابلہ میں قبیلۂ اوس کا تھا چنانچہ جب اوس نے کعب بن الاشرف کو اُس کی رسول اللہ صلعم سے عداوت کی وجہ سے قتل کردیا خزرج نے کہا کہ ہم کبھی اس فضل کا سہرا صرف انھیں کے سر نہ رہنے دیں گے اس خیال سے انھوں نے پوچھنا شروع کیا کہ اور کوئی شخص رسولؐ اللہ کا ایسا ہی دشمن ہے جیسا کہ کعب بن الاشرف تھا لوگوں نے ابن ابی الحقیق کا جو خیبر میں تھا نام لیا۔ انھوں نے رسول اللہ صلعم سے اُس کے قتل کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دیدی جب خزرج کے خاندان بنی سلمہ کے آٹھ آدمی عبد اللہ بن عتیک، سنان۔ عبد اللہ بن انیس، ابو قتادہ الحارث بن ربعی۔ اور خزاعی بن الاسود ان کے وہ حلیف جو اسلام لے آئے تھے اُس کے قتل کے لئے چلے، رسول اللہ صلعم نے عبد اللہ بن عتیک کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور ہدایت کی کہ کسی بچّہ یا عورت کو قتل نہ کرنا۔

یہ جماعت مدینہ سے چلکر خیبر آئی اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے گھر گئی اُس کے محل میں جتنے حجرے تھے اُن سب کے دروازے یہ اپنے پیچھے بند کرتے چلے گئے وہ اپنے ایک کوٹھے پر تھا وہاں جانے کے لئے رومی زینہ لگا ہوا تھا یہ اُس پر چڑھ کر اُس کی خوابگاہ کے دروازے پر پہونچے اور اندر آنے کی اجازت مانگی، اُس کی بیوی نکلکر آئی اُس نے پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں سامان خوراک خریدنے آئے ہیں اُس نے کہا صاحب موجود ہیں چلو۔

یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اندر جاکر ہم نے اُس کے حجرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اس طرح ہم وہ اور اُس کی بیوی سب بند ہو گئے ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اُس سے مقابلہ ہوا تو یہ عورت ہمارے اور اُس کے درمیان حائل ہو جائیگی۔ وہ چلائی اور اُس نے ہمارے گھس آنے کا شور مچا دیا ہم ابن ابی الحقیق پر تلواریں لیکر لپکے وہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا بخدا رات کی تاریکی میں صرف اُس کے گورے رنگ نے جو معلوم ہوتا تھا کہ مصری چمکدار ململ پڑی ہوئی ہے ہمیں اُس کا پتہ دیا۔ جب اُس کی بیوی نے ہمارے آنے کا شور مچایا ہم میں سے ایک صاحب نے اُس پر تلوار اُٹھائی مگر اُن کو رسول اللہ صلعم کی ممانعت یاد آگئی انھوں نے ہاتھ روک لیا ورنہ اُسی شب اُس کا بھی خاتمہ کر دیتے۔ کئی تلواریں اُس پر ماریں عبداللہ بن انیس نے اُس کے پیٹ میں اپنی تلوار بھونک کر اُس پر اپنا تمام بوجھ ڈالدیا جس سے وہ آر پار ہو گئی، ابو رافع کہہ رہا تھا مجھے مار ڈالا مجھے مار ڈالا۔

اُس کا کام ختم کر کے ہم وہاں سے نکلے چونکہ عبداللہ بن عتیک کی بصارت کمزور تھی وہ زینے سے پھسل گئے جس سے اُن کے پاؤں میں سخت چوٹ آئی ہم اُن کو وہاں سے اُٹھا کر ایک چشمہ کے دہانے پر جو وہیں تھا لائے اور اُس میں اُن کو بٹھا دیا۔ خیبر والوں نے فوراً سارے قلعہ میں آگ روشن کی اور وہ ہر سمت ہماری تلاش میں دوڑے جب ہم ہاتھ نہ آئے وہ پلٹ کر اپنے صاحب کے پاس آگئے اور اُسے کفن پہنا دیا۔ یہ آخر وقت تک اُن کے قضیے فیصل کرتا رہا۔ ہم نے آپس میں کہا کہ اب یہ کیسے معلوم ہو کہ دشمن خدا مر گیا ہے، ہم میں سے ایک صاحب نے کہا میں جاکر خبر لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ جاکر دوسرے یہودیوں میں گڈمڈ ہو گئے، ان صاحب نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو رافع کو جاکر دیکھا کہ بہت سے یہودی وہاں جمع ہیں اُس کی عورت چراغ سے اُس کی صورت دیکھ رہی ہے اور دوسرے یہودیوں سے کہہ رہی ہے کہ بخدا میں نے ابن عتیک کی آواز کو شناخت کیا ہے اس پر میں نے اُسے جھٹلایا اور کہا کہ بھلا ابن عتیک یہاں کہاں اس کے بعد پھر اُس نے چراغ سے ابو رافع کی صورت دیکھی اور کہا کہ الٰہ یہود کی قسم ان کا دم نکل گیا۔ اس جملہ کو سُنکر جو لذت مجھے حاصل ہوئی وہ

کبھی نہیں ہوئی تھی۔

یہ صاحب پھر ہمارے پاس آ گئے اور انھوں نے سارا واقعہ بیان کیا ہم اپنے ساتھی کو لاد کر چلے رسول اللہ صلعم کے پاس آئے ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی اطلاع دی اس کے قتل کے متعلق ہم میں اختلاف ہو گیا ہم میں سے ہر صاحب اس کے مدعی تھے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اپنی تلواریں میرے پاس لاؤ ہم لیگئے آپ نے اُن کو دیکھکر عبد اللہ بن انیس کی تلوار کے لئے کہا کہ اسی سے وہ مارا گیا ہے کیونکہ مجھے اس میں ہڈیوں کا اثر نظر آر ہا ہے۔

کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے متعلق حسان بن ثابت رضؓ نے یہ شعر کہے:۔

لِلّٰہِ درعصابۃٍ لاقیتھم یا ابن الحقیق وانت یا ابن الاشرف

(ترجمہ) وہ کیا اچھی جماعت تھی جس نے اے ابن الحقیق اور اے ابن الاشرف تمہارا مقابلہ ہوا۔

یسرون بالبیض الخفاف الیکمُ بَطَراً کاُسْدٍ فی عَرِینٍ مغرفِ

(ترجمہ) وہ تیز تلواریں لیکر تمہاری طرف اس طرح جوش میں بڑھے جیسے کہ شیر اپنی گوہی میں جاتا ہے۔

حتی اتوکم فی محل بلادکم فسقوکم حتفاً ببیضٍ ذُفّفِ

(ترجمہ) انھوں نے تمہارے گھر میں گھُسکر تم کو شمشیر بُرّاں سے موت کے گھاٹ اوتارا۔

مستبصرین لنصر دین نبیّھم مستضعفینَ لکل امرٍ مجحفِ

(ترجمہ) یہ جو کچھ انھوں نے کیا اپنے نبی کے دین کی حمایت میں کیا ہے اور اسکے لئے انھوں نے دشوار ترین کام کو معمولی سمجھا۔

عبد اللہ بن انیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ابن ابی الحقیق کے قتل کے لئے جو جماعت بھیجی اس میں عبد اللہ بن عتیک خود میں۔ ابو قتادہ۔ ایک اُن کا حلیف اور ایک اور انصاری تھے ہم سب رات کو خیبر آئے ہم نے شہر کے دروازوں کو جا کر باہر سے بند کیا اور اُن کی کنجیاں اپنے قبضہ میں لے لیں اور

اُن کو ایک گڑھے میں ڈالدیا پھر اُس کو ٹھے کو گئے جہاں ابن ابی الحقیق تھا میں اور عبداللہ بن عتیک کوٹھے پر چڑھے ہمارے اور ساتھی مکان کے احاطہ میں بیٹھ گئے، عبداللہ بن عتیک نے اُس کے پاس جانے کی اجازت چاہی اُس کی بیوی نے کہا کہ یہ عبداللہ بن عتیک کی آواز ہے ابن ابی الحقیق نے کہا کیا کہتی ہو وہ تو یثرب میں ہے اس وقت یہاں کہاں دروازہ کھولدو ایسے وقت میں کسی شریف کے در سے سائل کو رد نہیں کیا کرتے اُس نے اُٹھکر دروازہ کھولا میں اور عبداللہ بن عتیک اندر آگئے اور اُنھوں نے اُس کی بیوی کے متعلق مجھ سے کہا کہ اسے ختم کردو میں تلوار اُٹھائے اُس کو مارنے چلا مگر پھر مجھے یاد آیا کہ رسول اللہ صلعم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت فرمادی ہے اس خیال سے میں رک گیا، عبداللہ بن عتیک ابن ابی الحقیق کے پاس آئے، عبداللہ بن عتیک نے بیان کیا کہ اندھیرے کمرے میں میری نظر اُس کے نہایت ہی گورے رنگ پر پڑی جب اُس نے مجھے تلوار لئے ہوئے دیکھا اُس نے تکیہ اُٹھایا اور اُس سے وہ اپنا بچاؤ کرنے لگا میں اُس پر وار کرنے چلا مگر موقع نہ ملا اس لئے میں نے تلوار اُس کے جسم میں بھونکدی اور زخمی کردیا پھر میں نے عبداللہ بن انیس سے آکر کہا کہ تم جاکر اُس کا کام تمام کردو اُنھوں نے اُس کے پاس جاکر اُس کا خاتمہ کردیا، عبداللہ بن اُنیس کہتے ہیں کہ قتل کرکے میں عبداللہ بن عتیک کے پاس آیا اور ہم دونوں وہاں سے نکلے اُس کی بیوی نے شور مچایا مارڈالا، مارڈالا، عبداللہ بن عتیک زینے میں گرپڑے اور چلّائے میرا پاؤں ٹوٹ گیا، میرا پاؤں ٹوٹ گیا، میں نے اُن کو اُٹھالایا اور نیچے زمین پر لاکر بٹھایا پھر میں نے اُن سے کہا کہ تمہارا پاؤں اچھا ہے چوٹ نہیں آئی ہے ہم دونوں چلے اپنے ساتھیوں کے پاس آگئے اور پھر سب وہاں سے چلدیئے، مجھے یاد آیا کہ میں اپنی کمان زینے میں چھوڑ آیا ہوں میں اسے لینے پلٹا وہاں جاکر دیکھا کہ تمام خیبر اُمنڈ آیا ہے اور ہر ایک کی زبان پر یہی ہے کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا، میں نے بھی یہی کیا کہ جسے میں نے دیکھا یا اُس نے مجھے دیکھا اُس سے میں نے یہی کہنا شروع کیا کہ کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا اب میں بھی زینے پر چڑھا بہت سے لوگ اُس پر چڑھ رہے تھے اور اُتر رہے تھے

اسی ہنگامے میں جاکر میں نے اپنی کمان اٹھائی اور پھر وہاں سے نکلکر اپنے دوستوں کے پاس پہونچگیا، دن کو ہم کہیں چھپ جاتے اور رات کو راہ چلتے دن کے وقت جب ہم کہیں چھپکر بیٹھتے اپنے میں سے ایک کو نگہبان مقرر کرتے تاکہ اگر وہ کسی کو تعاقب میں آتا دیکھے تو اشارے سے ہمیں بتادے، اسی طرح چلتے چلتے ہم بیضار آئے، یہاں میں نگہبان ہوا اگر موسیٰ نے کہا کہ میں نگہبان بنتا ہوں اور عباس نے کہا میں نگہبان تھا، عبداللہ بن انیس کہتے ہیں یہاں میں نے اپنے ساتھیوں کو خطرے کی اطلاع اشارے سے کی وہ بھاگے میں اُن کے پیچھے چلا مدینہ کے قریب آکر میں اُن کے پاس پہونچگیا انھوں نے پوچھا کیا بات تھی کیا تم نے دشمن کی آہٹ پائی تھی میں نے کہا یہ بات نہیں ہوئی بلکہ میں نے محسوس کیا کہ تم تھک کر چور ہو گئے ہو میں نے تم میں چستی پیدا کرنے کے لئے ایسا اشارہ کردیا تھا۔

اس سال رسول اللہ صلعم نے حفصہ رض بنت عمر رض سے شعبان میں نکاح کیا اس سے قبل عہد جاہلیت میں خنیس بن حذافتہ السہمی سے ان کا نکاح ہوا تھا وہ مرگیا اور یہ بیوہ ہوگئیں تھیں۔ اس سال سنیچر کے دن ۷ رشوال ۳ھ ہجری ماہ شوال میں جنگ احد ہوئی۔

جنگ اُحد

ابوجعفر کہتے ہیں کہ واقعہ بدر اور اس میں قریش کے اشراف اور روساکا قتل جنگ اُحد کا باعث ہوا۔

جنگ بدر کے بعد جب قریش کی ہزیمت یافتہ جماعت مکہ آئی اور ابوسفیان بن حرب اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ پہونچا، عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، اور صفوان بن اُمیہ قریش کے اُن دوسرے لوگوں کیساتھ جن کے باپ اور بیٹے اس جنگ میں مارے گئے تھے ابوسفیان بن حرب کے پاس آئے اور انھوں نے اس سے اور اُن قریشیوں سے جن کا مال تجارت اس قافلے میں ابوسفیان کے ساتھ تھا کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تم سے اپنا کینہ نکالا اور

اور اُس نے تمہارے منتخب اشخاص کو قتل کر دیا تم اس مال سے ہماری مدد کرو شاید ہم اُس سے اپنی مصیبت کا بدلہ لے لیں۔

ابو سفیان اور دوسرے مالکان قافلہ نے یہ بات مان لی اور اب پھر تمام قریش اپنے متعلقہ حبوش اور مطیع قبائل کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ رسول اللہ صلعم سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے، ان سب نے رسول اللہ صلعم سے لڑنے کے لئے دوسروں کو ورغلایا، ابو عزہ عمر بن عبد اللہ جُمحیؓ بدر میں قید ہو کر رسول اللہ صلعم کے سامنے پیش ہوا تھا چونکہ یہ محتاج تھا اور اس کی کئی لڑکیاں تھیں اس نے آپ سے درخواست کی میں مفلس ہوں، عیالدار ہوں محتاج ہوں آپ خود میری حالت سے واقف ہیں آپ مجھ پر احسان کریں اور جان بخشی فرمائیں اللہ کی رحمت آپ پر ہو، آپ نے اُسے معاف کر دیا اب اس موقع پر صفوان بن اُمیہ نے اُس سے کہا کہ تم جوانمرد اور شاعر ہو اپنی زبان سے ہماری مدد کرو اور ہمارے ساتھ چلو، اُس نے کہا کہ چونکہ محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا ہے میں اُن کے برخلاف کسی کی مدد نہیں کرنا چاہتا صفوان نے کہا نہیں تم ضرور خود ہماری مدد کرو میں اللہ کے سامنے تم سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تم واپس آئے تو میں تمکو مالامال کر دونگا اور اگر مارے گئے تو تمہاری بیٹیوں کی بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح پرورش کروں گا۔ اس لالچ پر ابو عزہؓ نے تمام تہامہ کا دورہ کیا اور بنی کنانہ کو جنگ کی دعوت دینے لگا، اسی طرح مسافع بن عبد مناف بن وصب بن حذافہ بن جمحؓ بنی مالک بن کنانہ کے پاس جا کر اُن کو رسول اللہ صلعم کے خلاف جنگ پر ابھارنے اور آمادہ کرنے لگا، جُبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو جو حبشیوں کی طرح بھالا اندازی میں ایسا باکمال تھا کہ شاذ و نادر ہی کبھی اُسکا نشانہ خطا کرتا تھا بُلایا اور کہا کہ تم بھی سب کے ساتھ جاؤ اگر تم نے محمدؐ کے چچا کو میرے چچا طعیمہ کے عوض میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔

قریش پوری طرح تیار ہو کر کامل ساز و سامان کے ساتھ حبوش، بنی کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ جنگ کے لئے چلے انھوں نے اپنی عورتوں کو بھی اس خیال سے کہ اُن کی موجودگی میں وہ زیادہ حمیّت اور غیرت سے لڑینگے اور نہیں

بھاگیں گے اپنے ساتھ لے لیا۔ ابو سفیان بن حرب امیر جماعت نے ھندہ بنت عُتبہ بن ربیعہ کو، عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ نے امّ الحکیم بنت الحارث بن ہشام بن المغیرہ کو، حارث بن ہشام بن المغیرہ نے فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ کو، صفوان بن اُمیّہ بن خلف نے برزہ کو یا بَرّہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفیہ، عبداللہ بن صفوان کی ماں کو، اور عمر بن العاص بن وائل نے ریطہ بنت منبہ بن الحجاج عبداللہ بن عمرو بن العاص کی ماں کو، طلحہ بن ابی طلحہ اور ابو طلحہ عبداللہ بن عبدالعزّیٰ بن عثمان بن عبدالدار نے سلافہ بنت سعد بن شُہیہ کو جو طلحہ کے بیٹوں مسافع، جلاس اور کلاب کی ماں تھی ساتھ لیا۔ یہ سب اور اُن کا باپ اس جنگ میں مارے گئے، خناس بنت مالک بن المُضرب جو بنی مالک بن حسل کی عورت تھی اپنے بیٹے ابی عزیز بن عُمیر کے ساتھ اس جنگ کے لئے نکلی یہ مصعب بن عمیر کی ماں ہے۔ عمرہ بنت علقمہ بنی الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ والی بھی لڑائی میں گئی۔

ھندہ بنت عتبہ بن ربیعہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ وحشی کے پاس سے گذرتی یا وہ اس کے پاس سے گذرتا کہتی اے ابو دسمہ، یہ وحشی کی کنیت تھی تو میرا دل ٹھنڈا کر اور اپنا دل بھی ٹھنڈا کر، قریش مکّہ سے بڑھکر وادی قناۃ کے مدینہ سے متصلہ کنارے پر بطن سنجہ کے پہاڑ میں مقام عینین پر آکر فروکش ہوئے۔ رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ قریش فلاں مقام تک بڑھ آئے ہیں آپ نے مسلمانوں سے کہا کہ میں نے خواب میں گائے دیکھی ہے اس کی تعبیر اچھی ہے میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے پڑے ہوئے دیکھے میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں چھپا لیا ہے اس سے میں نے تعبیر لی ہے کہ یہ زرہ مدینہ ہے مناسب یہ ہے کہ تم مدینہ ہی میں ٹھیرے رہو اور قریش کو جہاں وہ آکر اترے ہیں پڑا رہنے دو اگر وہ وہاں زیادہ قیام کریں گے تو وہ بہت بری جگہ قیام کریں گے اور اگر وہ ہم پر چڑھکر مدینہ آئیں گے تو یہاں ہم اُن سے لڑینگے۔“

قریش جبل اُحد میں بدھ کے دن آکر اترے تھے یہ اُس دن جمعرات

اور جمعہ وہیں ٹھیرے رہے، نماز جمعہ پڑھکر رسول اللہ صلعم اُن کے مقابلہ پر بڑھے، صبح آپ نے اُحد کی گھاٹی میں کی اور سنیچر کے دن نصف شوال میں جنگ اُحد ہوئی۔ عبداللہ بن اُبیؔ بن ابی سلول کی رائے اس معاملہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ جانا چاہیئے مگر کئی مسلمانوں نے جن کو اللہ نے اس جنگ میں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا اور اُن کے علاوہ اُن لوگوں نے جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپ ہمیں لیکر ہمارے دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں ورنہ وہ سمجھیں گے کہ ہم اُن کے مقابلہ پر نکلنے اور کمزور ہو گئے، عبداللہ بن اُبیؔ بن ابی سلول نے کہا کہ رسول اللہ آپ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں ہرگز خود یہاں سے اُن کے مقابلہ پر نہ جائیں کیونکہ ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ جب کبھی مدینہ سے نکلکر ہم نے کسی دشمن کا مقابلہ کیا ہمیں ضرر پہنچا اور جب کبھی کسی دشمن نے یہاں ہم پر پیشقدمی کی ہمیشہ اُسے زک ہوئی، آپ اُن کو جہاں وہ ہیں وہیں رہنے دیں وہ مقام بہت برا ہے اُن کو سخت تکلیف ہوگی، اگر وہ مدینہ آئیں گے تو یہاں ایک طرف مرد سامنے سے اُن کا مقابلہ کریں گے اور عورتیں اور بچے اوپر سے اُن پر سنگباری کریں گے اور وہ یہاں سے ذلیل بے نیل مرام پسپا ہو جائیں گے، مگر جو لوگ دل سے دشمن سے لڑنے کے آرزو مند تھے وہ برابر رسول اللہ صلعم کے پیچھے پڑے رہے کہ آپ خود چلیں آخرکار نماز جمعہ سے فارغ ہو کر آپ نے زرہ زیب تن فرمائی، اُسی روز بنی النجار کے مالک بن عمرو انصاری کا انتقال ہوا تھا آپ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر آپ سب کے سامنے برآمد ہوئے، لوگ اب اپنے اصرار پر نادم تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے آپ کو اس بات کے لیے مجبور کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لیئے زیبا نہ تھی۔

اس سلسلہ میں سُدّی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوا کہ قریش اپنے اتباع کے ساتھ اُحد پر آکر فروکش ہوئے ہیں آپ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ میں اب کیا کروں، انھوں نے کہا کہ آپ ہمیں ان کتوں کے مقابلہ پر لے چلیں، انصار نے کہا کہ جناب والا خود ہمارے علاقہ میں جب کسی نے ہم پر یورش کی اُسے کبھی ہم پر غلبہ نہیں ہوا اور اب جبکہ خود آپ بھی ہم میں موجود ہیں تو

بدرجۂ اُولیٰ کسی کو ہمارے یہاں ہمارے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہوگی، رسول اللہ صلعم نے صرف اب کے پہلی مرتبہ عبداللہ بن اُبیؔ بن ابی سلول کو بلا کر مشورہ لیا اُس نے کہا اے رسولؐ اللہ آپ ہم کو ان کُتّوں کے مقابلہ پر لیکر نکلیئے خود رسول اللہ صلعم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ آکر آپ سے لڑیں تاکہ شہر کی گلی کوچوں میں لڑائی ہو، اتنے میں نعمان بن مالک الانصاری آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ مجھے جنّت سے کیوں محروم کرتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو واقعی نبی مبعوث کیا ہے میں ضرور جنّت میں جاؤں گا آپ نے پوچھا کیسے؟ انھوں نے کہا اس لئے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے آپ اُس کے رسولؐ ہیں اور میں جنگ سے ہرگز نہیں بھاگوں گا، آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ چنانچہ یہہ اُس روز لڑائی میں شہید ہو گئے۔

رسول اللہ صلعم نے اپنی زرہ منگا کر اُسے زیب بدن کیا جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ مسلح ہو گئے وہ اپنے اصرار پر نادم ہوئے اور کہنے لگے کہ رسولؐ اللہ پر تو خود وحی آتی ہے اس لئے ہم نے بہت بُرا کیا کہ اُن کے خلاف مرضی اُن کو مشورہ دیا۔ اس خیال سے وہ سب آپکے پاس معذرت کے لئے آئے اور کہا کہ جو آپ کی رائے ہو اُس پر عمل فرمائیے ہمارے مشورہ کا لحاظ نہ کیجئے۔ رسول اللہ صلعم نے کہا "کسی نبی کیلئے یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو بغیر لڑے ہوئے اُسے اُتار دے۔"

آپ ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ اُحد تشریف لے گئے آپ نے اُن سے کہا کہ اگر تم ثابت قدم رہو گے فتحیاب ہو گے، جب آپ مدینہ سے نکل گئے عبداللہ بن اُبیؔ بن سلول تین سو آدمیوں کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آگیا ابو جابر السلمی اُن کو پھر بلا کر لانے اُن کے تعاقب میں گئے عبداللہ کی جماعت نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ ہم کیوں لڑیں ہماری بات مانو تو ہمارے ساتھ واپس چلے چلو اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے اِذْ ھَمَّت طَّائِفَتَانِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا (جب تمھاری دو جماعتوں نے ہمت ہار کر جنگ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا) اُن سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں یہ دونوں قبیلے عبداللہ بن اُبیؔ کے ساتھ واپس جانا چاہتے تھے مگر اللہ نے اُن کو بچا لیا اور وہ بقیہ سات سو میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ

اُحد میں ٹھیرے رہے۔

ابن اسحٰق کے سابقہ بیان کے مطابق جب رسول اللہ صلعم زرہ پہن کر صحابہؓ کے پاس آئے انھوں نے کہا اے رسولؐ اللہ ہم نے آپ کی خلاف مرضی آپ پر جبر کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لئے زیبا نہ تھی اللہ کی رحمت آپ پر ہو اگر آپ پسند فرمائیں تو نہ جائیں یہیں تشریف رکھیں آپ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ سزاوار نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے اُسے بغیر لڑے اُتارے، آپ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے برآمد ہوئے جب آپ شوط آئے جو اُحد اور مدینہ کے درمیان واقع ہے عبداللہ بن اُبیّ بن سلول ایک تہائی جماعت کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلتا بنا اُس نے یہ کہا کہ رسولؐ اللہ نے اوروں کی بات مانی میری نہ مانی بخدا اے لوگو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں کیوں جانیں لڑائیں۔ چنانچہ وہ اپنے ہم قوم منافقوں اور بد باطنوں کیساتھ واپس ہوگیا، بنو سلمہ کے عبداللہ بن عمرو بن حرام اُن کے پیچھے گئے اور کہنے لگے اے میری قوم میں تم کو اللہ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ اس دشمن کے مقابلہ میں تم اپنے نبی اور اپنی قوم کا ساتھ نہ چھوڑو، وہ کہنے لگے کہ اگر ہمیں اس بات کا یقین ہوتا کہ تم واقعی دشمن سے لڑو گے تو ہم تمھارا ساتھ نہ چھوڑتے مگر ہم جانتے ہیں کہ تم لڑو گے نہیں، جب انھوں نے اُن کی بات نہ مانی اور واپس جانے پر اصرار کیا اُس نے مایوس ہو کر کہا اے دشمنان خدا اللہ تم کو ہلاک کرے تمھارے مقابلہ میں اللہ میرے لئے کافی ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام شیخین سے عبداللہ بن اُبیّ تین سو آدمیوں کیساتھ رسول اللہ صلعم کا ساتھ چھوڑ کر پلٹ گیا اب رسول اللہ صلعم کے ساتھ سات سو مسلمان رہ گئے، مشرکین تین ہزار تھے ان میں دو سو سوار اور پندرہ عورتوں کے محمل تھے، اُن میں سات سو زرہ پوش تھے اُن کے مقابلہ میں صرف سو مسلمان زرہ پوش تھے اور اُن کے ساتھ صرف دو گھوڑے ایک رسول اللہ صلعم کا اور ایک ابو بُردہ بن نیار الحارثیؓ کا تھا۔

سرِشام طلوع شفق کے ساتھ رسول اللہ صلعم شیخین سے روانہ ہوئے یہ مقام دو مُجرے تھے جہاں دو اندھے یہودی مرد اور عورت کھڑے ہو کر

لوگوں سے سلف کے واقعات بیان کرتے تھے اسی وجہ سے ان کا نام شیخین ہوگیا یہ جگہ مدینہ کے اطراف میں ہے۔

مغرب کے بعد آپ نے یہاں اپنی جماعت کا فوجی معائنہ کیا اُن میں سے بعض کو جنگ میں شرکت کی اجازت دی اور بعض کو واپس کردیا ان میں زیدؓ بن ثابت، ابن عمرؓ۔ اسید بن ظہیرؓ، براءؓ بن عازب اور عرابہؓ بن اوس تھے۔ نیز آپ نے ابو سعیدؓ الخدری کو واپس کردیا اور سمرہؓ بن جندب اور رافع بن خدیج کو جانیکی اجازت دی، پہلے تو آپ نے رافع کو بھی کم سن سمجھکر واپس کرنا چاہا تھا مگر رافعؓ اپنا قد بلند دکھانے کے لئے پیوند زدہ جوتوں میں اپنی انگلیوں پر کھڑے ہوگئے رسول اللہ صلعم نے جب اُن کا معائنہ کیا اُن کو چلنے کی اجازت دیدی۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سمرہ بن جندب کی ماں اب مُرّیؓ بن سنان بن ثعلبہ ابو سعید الخدری کے چچا کے زیر نکاح تھی اس طرح سمرہ، مُرّی کے ربیب تھے جب رسول اللہ صلعم اُحد کے لئے تشریف لے گئے اور آپ نے اپنے ساتھیوں کا معائنہ کرکے اُن میں سے کم عمر لوگوں کو واپس کردیا ان میں آپ نے سمرہؓ کو واپس کیا اور رافعؓ بن خدیج کو لڑائی میں شرکت کی اجازت دی، سمرہؓ نے اپنے مُربی مُرّی بن سنان سے کہا کہ باوا جان رسول اللہ نے رافعؓ بن خدیج کو اجازت دی اور مجھے واپس کردیا حالانکہ میں اُسے کشتی میں پٹک دیتا ہوں، مُرّی نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپ نے میرے بیٹے کو واپس کردیا اور رافعؓ بن خدیج کو اجازت دی ہے حالانکہ میرا بیٹا اُسے پٹک دیتا ہے رسول اللہ صلعم نے دونوں کی کشتی کرائی سمرہؓ نے رافعؓ کو گرادیا آپ نے اُن کو اجازت دیدی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ اُحد میں شریک ہوئے، ابو خثمۃ الحارثی اس واقعہ میں رسول اللہ صلعم کے راہنما تھے۔

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم آگے بڑھکر بنی حارثہ کی پتھریلی زمین میں آئے، گھوڑے نے اپنی دُم ماری وہ تلوار کے کُتّے کو لگی جس سے تلوار نیام سے باہر نکل گئی رسول اللہ صلعم نے جو فال لینے کے دلدادہ تھے فرمایا آج تلوار والے کو بھی معافی نہیں اپنی تلوار سنبھالو میں سمجھتا ہوں کہ آج تلواریں نکلکر رہیں گی پھر آپ نے صحابہؓ سے کہا کہ کون ہے جو ہمیں دشمن کے پاس ریت کے ٹیلوں میں سے

ہو کر اس طرح بہو پنچادے کہ ہم اُن کے سامنے بر آمد نہ ہوں، بنو حارثہ بن الحارث کے ابو حثمہ نے کہا اے رسول اللہ میں لے چلتا ہوں، آپ نے اُسے آگے کیا وہ رسول اللہ صلعم کو بنو حارثہ کے پتھریلے میدان میں سے لیکر اُن کے کھیتوں میں لے آیا اور انھیں میں، وہ مربع بن قیظی کے کھیت میں لایا یہ ایک منافق تھا جسے کم نظر آتا تھا وہ رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کی آہٹ سُنکر اُن کے چہروں پر مٹی پھینکنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر تم اللہ کے رسول ہو تو میں تمہارے لئے اس بات کو جائز نہیں قرار دیتا کہ تم میرے احاطہ میں گھسو۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک مٹھی بھر مٹی اُٹھا کر کہا اے محمدؐ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ مٹی صرف تمہارے منھ پر پڑیگی تو میں اسے تمہارے منھ پر مار دوں، اُس کی اس گستاخی پر مسلمان اُس کو قتل کرنے لپکے مگر رسول اللہ صلعم نے اُن کو روکدیا اور فرمایا کہ جس طرح یہ آنکھ کا اندھا ہے اسی طرح اس کا دل بھی اندھا ہے مگر اس ممانعت سے پہلے ہی بنو عبد الاشہل کے سعد بن زید نے لپک کر اپنی کمان اُس کے سر پر ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا، رسول اللہ صلعم اپنی سمت چلے گئے اور اُحد سے اُس راستے پر آئے جو پہاڑ کی سمت والے وادی کے کنارے تھا اس طرح آپ نے اپنی پشت اور چھاؤنی کو پہاڑ کی طرف کیا اور فرمایا کہ جب تک ہم لڑائی کا حکم نہ دیں کوئی نہ لڑے۔

قریش نے اپنی سواری کے جانور اور دوسرے مویشیوں کو چرنے کے لئے صمغہ کے مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا تھا جب رسول اللہ صلعم نے تا حکم لڑائی کی ممانعت کردی ایک مسلمان نے کہا کہ بنی قیلہ کے تمام کھیت چرا لئے جائیں اور ہم کچھ نہ کریں۔ رسول اللہ صلعم نے جنگ کی تیاری شروع کی آپ کے ساتھ صرف سات سو مسلمان تھے قریش نے بھی جنگ کے لئے صف بندی کی اُن کی تعداد تین ہزار تھی اُن کے ساتھ دو سو سوار تھے جن کو انھوں نے اصل جماعت سے ہٹا کر خالد بن الولید کی قیادت میں اپنے میمنہ پر متعین کیا تھا، عکرمہ بن ابی جہل اُن کے میسرہ پر تھا، رسول اللہ صلعم نے اپنے تیر اندازوں پر بنی عمرو بن عوف کے عبد اللہ بن جبیر کو جو اُس روز اپنے سفید کپڑوں کی وجہ سے نمایاں تھے مقرر فرمایا

ان کی تعداد پچاس تھی اور فرمایا کہ چاہے لڑائی کا رنگ ہمارے موافق ہو یا مخالف تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور ہمارے عقب سے دشمن کو کسی طرح ہم پر نہ یورش کرنے دینا؛ اس موقع پر رسول اللہ صلعم دو زرہیں پہنکر معرکہ میں برآمد ہوئے تھے۔

براء سے مروی ہے کہ جنگ اُحد میں جب رسول اللہ صلعم کا مشرکوں سے مقابلہ ہوا آپ نے عبد اللہ بن جبیر کی امارت میں چند آدمیوں کو قادر اندازوں کے سامنے بٹھا دیا اور فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا چاہے تم ہم کو دشمن پر کامیاب ہوتا ہوا دیکھو یا اُن کو ہم پر غلبہ پاتا ہوا دیکھو تب بھی ہماری مدد کیلئے بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، مگر جب مقابلہ ہوا مشرکین بھاگے یہاں تک کہ اُن کی عورتوں نے فرار کے لئے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹایا کہ اُن کے پازیب دکھائی دینے لگے ان لوگوں نے شور مچایا غنیمت غنیمت عبد اللہ بن جبیر نے اُن کو ڈانٹا کہ ٹھیرو کیا تم کو رسول اللہ کا فرمان یاد نہیں رہا مگر انھوں نے کچھ نہ سنی اور لوٹنے کے لئے چلے گئے اللہ نے اس پاداش میں خود اُن کے منھ لڑائی سے موڑ دیئے اور ستر مسلمان کام آئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ابو سفیان ۳ شوال کو اُحد آکر فروکش ہوا، رسول اللہ صلعم جنگ کے لئے برآمد ہوئے آپ نے مسلمانوں کو اس کے لئے دعوت دی وہ جمع ہو گئے آپ نے زبیر کو رسالہ کا امیر مقرر کیا اُس روز اُنکے ساتھ مقداد بن الاسود الکندی بھی تھے آپ نے اپنا علم قریش کے مصعب بن عُمیر کو دیا حمزہ رضی بن عبد المطلب کو آپ نے اپنے آگے بھیجدیا تھا یہ حُسّر آئے، مشرکین کی سمت سے خالد بن الولید جس کے ہمراہ عکرمہ بن ابی جہل تھا لڑنے کے لئے سامنے آئے آپ نے زبیر کو بھیجا اور کہا کہ خالد بن الولید کے سامنے جاکر میرے حکم تک ٹھیرے رہو، دوسرے سواروں کو آپ نے دوسری سمت جاکر تا حکم ٹھیرنیکا حکم دیا۔ ابو سفیان لات اور عزّیٰ کو ساتھ لئے ہوئے میدان میں آیا آپ نے زبیر رضی کو حملہ کا حکم بھیجا انھوں نے خالد بن الولید پر حملہ کیا اللہ نے اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو شکست دی اس موقع پر رسول اللہ نے ولقد صدقکم اللہ وعدہ اُس کے قول من بعد ما اراکم ما تحبون تک تلاوت فرمایا

اور یہ بھی کہا کہ اللہ عزوجل نے مومنوں سے اپنی نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ اُن کے ساتھ ہے، اس کے علاوہ رسول اللہ صلعم نے کچھ آدمی اپنے عقب میں بھیجکر اُن کو ہدایت کی تھی کہ وہ وہیں ٹھیریں کسی حال میں وہاں سے حرکت نہ کریں؛ اگر ہمارا کوئی آدمی بھاگ کر جاتا ہو اُسے روک کر پلٹا دیں اور کسی دشمن کو عقب سے یورش نہ کرنے دیں، رسول اللہ صلعم اور صحابہؓ نے کفار کو مار بھگایا جو لوگ آپ کے عقب میں حفاظت کے لئے متعین کئے گئے تھے انھوں نے مشرکین کی عورتوں کو پہاڑ پر چڑھتا اور دوسرے مال غنیمت کو پڑا ہوا دیکھا انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ کے پاس چلو اور قبل اس کے کہ دوسرے آکر اُس پر قبضہ کریں تم اُسے اپنے قبضہ میں کرو، اس پر دوسرے لوگوں نے کہا کہ ہم تو رسول اللہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی جگہ ٹھیرے رہتے ہیں اسی موقع کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا (ترجمہ۔ تم میں بعض دنیا کے طالب ہیں) اس سے وہ لوگ مُراد ہیں جو غنیمت کے ارادے سے اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے و منکم من یرید الاخرۃ (ترجمہ:۔ اور تم میں بعض آخرت کے طلبگار تھے) اس سے وہ لوگ مُراد ہیں جنھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اپنی جگہ جمے رہتے ہیں، ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اُس روز کے واقعہ سے پہلے مجھے اس بات کا خیال بھی نہیں آیا تھا کہ صحابۂ رسولؐ میں سے کوئی بھی دنیا اور متاع دنیا کا طالب ہوگا۔

سُدّی سے مروی ہے کہ اُحد میں رسول اللہ صلعم مشرکین کے مقابلہ پر برآمد ہوئے، آپ کے حکم سے تیرانداز پہاڑ کی جڑ میں مشرکین کے رسالہ کے مواجہ میں کھڑے ہوئے آپ نے اُن کو ہدایت کی کہ تم اپنی جگہ سے کسی وقت نہ ہٹنا چاہے تم ہم کو اُن پر فتحیاب ہوتا ہوا دیکھو کیونکہ جب تک تم اپنی جگہ کھڑے رہو گے ہم غالب رہیں گے، آپ نے خوات بن جبیر کے بھائی عبداللہ بن جبیر کو ان تیراندازوں کا سردار مقرر فرمایا تھا، اب طلحہ بن عثمان مشرکوں کے علمبردار نے میدان میں نکلکر کہا اے محمدؐ کے ساتھیو تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ ہم کو تمھاری تلواروں کے ذریعہ بہت جلد دوزخ میں لے جائیگا اور

تم کو ہماری تلواروں کے ذریعہ فوراً جنت میں داخل کر دے گا لہٰذا کوئی مرد میدان آئے جسے اللہ میری تلوار سے فوراً جنت میں لے جائے یا اُس کی تلوار سے مجھے دوزخ دکھائے، علیؓ بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے میں اُس وقت تک تجھکو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ اپنی تلوار سے تجھے جہنم واصل نہ کر دوں یا تیری تلوار سے خود جنت میں نہ جاؤں، علیؓ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اُس کا پاؤں قطع کر دیا وہ اس طرح گرا کہ اُس کی شرمگاہ کھل گئی کہنے لگا اے میرے بھائی میں تم کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے نہ مارو، علیؓ نے اُسے چھوڑ دیا رسول اللہ صلعم نے تکبیر کہی، صحابہؓ نے علیؓ سے پوچھا کہ تم نے کیوں اُس کا کام تمام نہ کر دیا کہنے لگے کہ میرے چچیرے بھائی کی جب شرمگاہ عُریاں ہو گئی اُس نے مجھے اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا مجھے شرم آگئی، پھر زبیر بن العوام اور مقداد بن الاسود نے مشرکین پر حملہ کیا اور اُن کو مار بھگایا، رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہؓ نے حملہ کیا اور ابو سفیان کو بھگا دیا، خالد بن الولید مشرکین کے افسر رسالہ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھکر حملہ کر دیا تیر اندازوں نے تیروں سے اُن کی خبر لی جس سے خالد رک گیا، مگر اس کے بعد جب تیر اندازوں نے رسول اللہ اور صحابہؓ کو مشرکین کے پڑاؤ کے عین وسط میں مال غنیمت کی لوٹ میں مشغول دیکھا وہ بھی لوٹنے دوڑے مگر اُن میں سے بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور یہیں ٹھیرتے ہیں، مگر اُن کا بیشتر حصہ لوٹنے کے لئے اصل فوج میں جا ملا تھا، خالد نے جب دیکھا کہ اب بہت کم تیر انداز رہ گئے ہیں اُس نے پھر حملہ کر کے تیر اندازوں کو قتل کر دیا اور اُن سے فارغ ہو کر نبی صلعم کے صحابہؓ پر حملہ کیا مشرکین نے جب دیکھا کہ اُن کا رسالہ جنگ میں مصروف ہے انھوں نے جنگ کے لئے ایک دوسرے کو للکارا اب سب نے ملکر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور اُن کو شکست دی اور بے دریغ قتل کر دیا۔

زبیر سے مروی ہے کہ جنگ اُحد کے دن رسول اللہ ایک تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے اُسے بغور دیکھ رہے تھے آپ نے فرمایا کون ہے جو اس کو لیکر

اس کا حق ادا کر دے؟ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے رسول اللہ میں اس کا مستحق ہوں، آپ نے میری طرف سے منھ پھیر لیا اور پھر فرمایا کون اس تلوار کو اس کے حق کے لئے لیتا ہے، میں نے پھر کہا اے رسول اللہ میں اسکا مستحق ہوں آپ نے پھر منھ پھیر لیا اور پھر کہا کون اس تلوار کا مستحق ہے اس مرتبہ ابودجانہ سماک بن خرشہ نے آگے بڑھکر کہا میں اس کا حق ادا کر دوں گا اور وہ کیا ہے آپ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلم کو قتل نہ کیا جائے اور کوئی کافر اس سے بھاگ کر بچنے نہ پائے پھر آپ نے وہ تلوار اُن کو دیدی، ابو دجانہ جب لڑنے نکلتے تو سر پر علامت کے لئے ایک کپڑا باندھ لیتے میں نے دل میں کہا دیکھوں آج یہ کیا کرتے ہیں، چنانچہ جس پر انھوں نے تلوار اُٹھائی اُسے پاش پاش کر دیا بڑھتے ہوئے وہ دامن کوہ میں مشرکین کی عورتوں کے پاس پہنچے اُن کے پاس دف تھے اور ایک عورت گا رہی تھی :-

نحن بنات طارق ان تقبلوا نعانق ونبسط النمارق اَو تدبروا نفارق
فراق غیر وامق

(ترجمہ) ہم خاندانی بیبیاں ہیں۔ آگے بڑھوگے گلے ملیں گے اور فرش بچھائیں گے۔ اگر منہ موڑ گے الگ ہو جائیں گے اور اس کی ہمیں کچھ پروانہ ہوگی۔

ابودُجانہ نے اُسے مارنے کے لئے تلوار اُٹھائی مگر پھر رُک گئے اور چھوڑ دیا۔ میں نے اُن سے کہا تمہاری تمام کارگذاری میں نے دیکھی مگر اس کی کیا وجہ ہوئی کہ عورت پر تلوار اُٹھا کر پھر تم نے اُسے چھوڑ دیا، ابودُجانہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم کی تلوار کو اس سے برتر سمجھا کہ اُس سے عورت کو قتل کروں۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے فرمایا کون ہے جو اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے، کئی صاحب لینے اُٹھے مگر آپ نے اُن کو وہ تلوار نہ دی بنی ساعدہ کے ابودُجانہ سماک بن خرشہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ اس کا حق کیا ہے آپ نے فرمایا تم اسے دشمن پر اُس وقت تک چلاؤ کہ یہ مُڑ جائے، ابودُجانہ نے کہا میں اس کے اس حق کو پورا کرنے کے لئے اسے لیتا ہوں،

آپ نے تلوار اُن کو دیدی، ابو دُجانہ ایک بڑے شجاع آدمی تھے لڑائی میں اکڑتے تھے جب وہ سُرخ رُومال اپنے سر پر باندھتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ آج یہ لڑیں گے چنانچہ اس تلوار کو رسول اللہ صلعم کے ہاتھ سے لیکر انھوں نے اپنا سُرخ رُومال سر سے باندھا اور پھر دونوں صفوں کے بیچ میں اکڑتے ہوئے چلنے لگے۔

بنی سلمہ کے ایک انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ابو دُجانہ کو اس طرح اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھکر فرمایا کہ یوں تو اس چال سے اللہ عزوجل ناراض ہو جاتا ہے مگر اس موقع پر نہیں۔

ابو سفیان نے اوس اور خزرج کے پاس اپنے ایک پیامبر کے ذریعہ کہلا کر بھیجا کہ تم ہمارے اور ہمارے عزیز کے بیچ میں سے علیحدہ ہو جاؤ ہمیں اُس سے نبٹ لینے دو ہم تمھارے مقابلہ سے پلٹ جائیں گے کیونکہ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے مگر انھوں نے اُس کے اس پیام کو حقارت سے رد کر دیا۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنو ضبیعہ کا ابو عامر عمرو بن صیفی بن مالک بن النعمان بن امہ رسول اللہ کو چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اس کے ساتھ اوس کے پچاس نوعمر لڑکے جن میں عثمان بن حنیف بھی تھا تھے بعض راویوں نے انکی تعداد پندرہ کہی ہے، یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ اگر محمدؐ سے مقابلہ ہوا تو اوس کا کوئی شخص میری مخالفت نہیں کریگا، جب مقابلہ شروع ہوا سب سے پہلے یہی ابو عامر حبوش اور اہل مکہ کے غلاموں کے ساتھ اوس سے لڑنے بر آمد ہوا اور اس نے آواز دی کہ اسے قبیلۂ اوس میں ابو عامر ہوں انھوں نے جواب دیا اے فاسق اللہ تیری صورت نہ دکھائے، اسے جاہلیت میں راہب کہتے تھے اب رسول اللہ صلعم نے اُس کا لقب فاسق کر دیا تھا۔ جب اوس نے اپنے قبیلہ کا یہ غیر متوقع جواب سنا کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد میری قوم بالکل بگڑ گئی پھر اُس نے اُن سے شدید جنگ کی اور اُن پر پتھر پھینکے، ابو سفیان نے اپنے بنی عبد الدار کے نشانداروں کو جنگ پر ثابت قدم رکھنے کے لئے اُن سے کہا تھا کہ تم جنگ بدر میں ہمارے علمبردار تھے اُس موقع پر جو تباہی ہمیں نصیب ہوئی اُس سے تم واقف ہو، ہر فوج پر اُس کے علمبرداروں کی سمت سے یورش

کیجاتی ہے اگر وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے تو ساری قوم کے پاؤں اُکھڑ جاتے ہیں یا تو تم ہمارے لئے اس علمبرداری کا پورا حق ادا کرو ورنہ اسے چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ ہم سنبھال لیں گے، انھوں نے کہا نہیں ہم پوری طرح اپنا حق ادا کریں گے اور دادِ مردانگی دیں گے ہم اوران نشانوں کو چھوڑ دیں یہ کبھی نہ ہوگا جب کل دشمن سے مقابلہ ہوگا تم خود دیکھ لو گے کہ ہم کیا کرتے ہیں، ابوسفیان کا یہی مقصد تھا کہ طعنہ دیکر اُن کو غیرت دلائی جائے وہ پورا ہو گیا۔

جب حریفوں کا مقابلہ ہوا اور ایک دوسرے کے قریب آگئے ہند بنت عتبہ اپنی ساتھنوں کے ساتھ مردوں کے عقب میں کھڑی ہوگئی وہ دف بجانے لگیں اور اُن کے حوصلے بڑھانے لگیں اس موقع پر ہندہ یہ شعر گا رہی تھی:۔

ان تقبلوا نعانق ونفرش النمارق او تدبروا نفارق فراق غیر وامق

(ترجمہ) اگر آگے بڑھوگے ہم گلے لگائیں گے اور گدے بچھائیں گے، اگر منھ موڑو گے بغیر کسی خیال کے قطع تعلق کرلیں گے۔

نیز اُس نے کہا:۔

ویھاً بنی عبدالدار ویھاً حماۃ الادبار ضرباً بکل بتار

(ترجمہ) اے بنی عبدالدار، اے پشت بچانے والو، شمشیر بُرّاں سے مارو۔

اب عام جنگ شروع ہوگئی اور بہت گرما گرم جنگ ہوئی، ابو دُجانہ نے دشمن پر قاتلانہ حملہ کیا وہ حمزہؓ بن عبدالمطلب اور علیؓ بن ابی طالب کچھ مسلمانوں کے ساتھ دشمنوں میں گھس پڑے اللہ عزوجل نے اپنی نصرت نازل کی اور جو وعدہ کیا تھا اُسے ایفا کیا انھوں نے تلواروں پر مشرکین کو رکھ لیا اور سامنے سے مار ہٹایا اور بلاشبہ اُن کو شکست ہوگئی۔

زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے ہند بنت عُتبہ کے خادموں اور اُس کی ساتھنوں کو تیزی سے میدان سے بھاگتے ہوئے دیکھا اُن کے پکڑ لینے میں کوئی شے مانع نہ تھی اتنے میں جبکہ ہم نے دشمن کو مقابلہ سے مار بھگایا ہمارے تیرانداز لوٹنے کے لئے دشمن کی فرودگاہ چلے آئے اور انھوں نے دشمن کے رسالہ کے لئے ہمارے عقب کو غیر محفوظ چھوڑ دیا چنانچہ دشمن کے رسالہ نے

پیچھے سے ہمیں آلیا اسی وقت کسی نے چلا کر کہا کہ محمدؐ مارے گئے اس کے سنتے ہی ہمارے حوصلے پست ہو گئے اور دشمن کے حوصلے ہم اور بڑھ گئے حالانکہ ہم دشمن کے علمبرداروں کو ختم کر چکے تھے اور اُن میں سے اب کسی کو اپنے جھنڈے کے پاس آنے کی جراءت نہیں ہوتی تھی۔

بعض علماء سے مروی ہے کہ مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا اُسے عمرہ بنت علقمۃ الحارثیہ نے قریش کے لئے اٹھا کر بلند کر دیا، مسلمانوں نے اُسے چاروں طرف سے آگھیرا، یہ نشان بنی ابی طلحہ کے حبشی غلام صواب کے ہاتھ میں تھا، اُن کا یہ آخری شخص تھا جس نے نشان اُٹھایا، وہ لڑا اُس کے دونوں ہاتھ قطع کر دیے گئے تب اُس نے اپنے سینے سے اُسے چھپایا اور سینے اور گردن کے ذریعہ اُسے تھاما اسی حال میں وہ مارا گیا وہ کہہ رہا تھا اے یار اللہ کیا میں نے کوئی کوتاہی کی، جب فریقین میں اس معرکہ کے متعلق فخریہ اور طنزیہ اشعار بازی ہوئی حسانؓ بن ثابت نے اس صواب اُن کے علمبردار کے ہاتھ قطع کرنے کے واقعہ کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

ابو رافع سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن ابی طالب نے مشرکین کے علمبرداروں کو تہ تیغ کر دیا رسول اللہ صلعم کی نظر مشرکوں کی ایک اور جماعت پر پڑی آپ نے علیؓ سے کہا کہ اس پر حملہ کرو انھوں نے حملہ کر کے اس جماعت کو منتشر کر دیا اور بنی عامر بن لوی کے شیبہ بن مالک کو قتل کر دیا حضرت جبرئیلؑ نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ یہ ہے ہمدردی، آپ نے فرمایا بے شک علیؓ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں، جبرئیلؑ نے کہا اور میں آپ دونوں کا تیسرا ہوں، نیز صحابہؓ نے یہ آواز بھی سنی لاسیف الا ذوالفقار۔ ولا فتیٰ الا علی (تلوار صرف ذوالفقار ہے اور جوانمرد صرف علیؓ ہیں)۔

ابو جعفر نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کو اُن کے عقب سے آلیا گیا وہ بھاگے، مشرکین نے اُن کو بے دریغ قتل کیا اس مصیبت کی وجہ سے مسلمانوں کے تین حصے ہو گئے تھے ایک مارا گیا، ایک زخمی ہوا، اور ایک حصہ شکست کھا کر بھاگ گیا، خود رسول اللہ صلعم جنگ کی وجہ سے اس قدر

تھک گئے تھے کہ ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں، خود آپ کے سامنے کے چوکے میں سے نیچے کے دانت لوٹ گئے، آپ کا منھ شق ہو گیا رخسار اور بالو کی جڑ کے پاس سے پیشانی زخمی ہوئی ابن قمیئہ نے آپ کے سر کے بائیں حصہ پر تلوار ماری، آپ کو عتبہ بن ابی وقاص نے زخمی کیا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جس روز آپ کے سامنے کے دانت ٹوٹے اور آپ کے چہرے پر زخم لگا، خون آپ کے منھ پر بہہ رہا تھا آپ اسے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس قوم نے اپنے نبی کا چہرہ اس کے خون سے رنگین کیا ہو وہ کیونکر فلاح پا سکتی ہے، مگر اس حال میں بھی آپ ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دے رہے تھے، اللہ عزوجل نے اس موقع پر یہ پوری آیۃ نازل فرمائی لیس لک من الامر شیئ (ترجمہ:- اس معاملہ میں تمھارا کوئی دخل نہیں)۔

ابو جعفر نے کہا ہے کہ جب دشمن نے آپ پر یورش کی آپ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے لئے اپنی جان بیچڈالے، اس کے متعلق محمود بن عمرو بن یزید بن السکن سے مروی ہے کہ زیاد بن السکن پانچ انصاریوں کے ساتھ یا دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق عمارہ بن زیاد بن السکن اٹھے اور رسول اللہ کی مدافعت کے لئے ان کے آگے آکر لڑنے لگے ایک کے بعد ایک قتل ہوتے چلے گئے آخری آدمی زیاد یا عمارہ بن السکن تھے وہ لڑتے رہے آخر کار زخموں سے چکنا چور ہو کر بیکار ہو گئے اتنے میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت رسول اللہ کے پاس پلٹ آئی اور اس نے دشمن کو آپ کے سامنے سے ڈھکیل دیا رسول اللہ نے فرمایا کہ زیاد کو میرے قریب لاؤ لوگ ان کو قریب لے آئے انھوں نے رسول اللہ کے قدم پر اپنا سر رکھدیا اور اسی حالت میں کہ ان کا گال آپ کے قدم پر رکھا ہوا تھا انھوں نے جان دیدی۔ ابو دجانہ خود اپنے جسم کو دشمن کی جانب کر کے رسول اللہ صلعم کو بچانے کے لئے بمنزلہ ڈھال بن گئے تیر آ آکر ان کی پیٹھ میں لگ رہے تھے مگر وہ آپ پر جھکے ہوئے آپ کو دشمن سے بچا رہے تھے یہاں تک کہ بے شمار تیر ان کے آلیے، سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلعم کو

اپنی آڑ میں لیکر دشمن پر تیر چلانے لگے، خود سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم مجھے تیر اٹھا کر دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے تم پر میرے ماں باپ نثار تیر چلاؤ شدہ شدہ آپ نے ایسا تیر مجھے دیا کہ اس میں انی نہ تھی مگر آپ نے یہی فرمایا اسے بھی چلاؤ۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس روز خود رسول اللہ صلعم نے اپنی کمان سے تیر چلایا مگر اس کی تانت ٹوٹ گئی، اسے قتادہ بن النعمان نے اٹھا لیا یہ ان کے پاس تھی اس روز ان کی ایک آنکھ اس طرح جاتی رہی کہ وہ ان کے گال پر آپڑی رسول اللہ صلعم نے اپنے ہاتھ سے اسے پھر اس کے حلقہ میں رکھ دیا تو اب وہ دوسری آنکھ کے مقابلہ کہیں زیادہ عمدہ اور طاقتور ہوگئی۔

ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے سامنے مصعبؓ بن عمیر آپ کے علمبردار لڑے اور مارے گئے ان کو ابن قمیئۃ اللیثی نے شہید کیا تھا وہ سمجھتا تھا کہ یہی رسول اللہ ہیں چنانچہ اسی وقت قریش کے پاس پلٹ کر چلا گیا اور اس نے کہا کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا، مصعبؓ کی شہادت کے بعد آپ نے اپنا علم علیؓ بن ابی طالب کو دیدیا، حمزہؓ بن عبدالمطلب دشمن سے لڑے انھوں نے ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو اس روز جو قریش کے علمبرداروں میں تھا قتل کر دیا پھر ابو نیار سباع بن عبدالعزیٰ الغبشانی ان کے پاس سے گذرا حمزہؓ بن عبدالمطلب نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے میری طرف آؤ، اس کی ماں ام انمار شریق بن عمرو بن وھب الثقفی کی باندی تھی اور مکہ میں یہ ختنہ کیا کرتی تھی، دونوں کا مقابلہ ہوا حمزہؓ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے کہ اب تک حمزہؓ کی صورت میری نظروں میں ہے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی تلوار سے لوگوں کے پرزے پرزے کر رہے تھے اور خاکی رنگ کے نر اونٹ کی طرح جو چیز سامنے آتی اسے وہ گرا دیتے اتنے میں سباع بن عبدالعزیٰ مجھ سے پہلے ان کے سامنے بڑھ گیا حمزہؓ نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے سامنے آ سباع نے ان پر تلوار ماری مگر وہ

سر سے خطا گئی میں نے اپنا بھالا نشانہ زنی کے لئے ہاتھ میں لیکر اُسے ہلایا اور جب میں بالکل قریب ہوگیا اور مطمئن ہوگیا میں نے اُسے اُن پر پھینکدیا وہ اُن کے پیڑو پر لگا اور دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے نکل گیا وہ میری طرف بڑھے مگر پھر زمین پر گر پڑے میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا کہ دیکھوں ان کا کیا ہوتا ہے، جب وہ مر گئے میں نے جاکر اُن کے جسم سے اپنا بھالا نکال لیا میں لڑائی سے ہٹ کر فرودگاہ میں چلا گیا کیونکہ سوائے اُن کے اور کوئی میرا مقصد نہ تھا۔

بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے مُسافع بن طلحہ اور اُس کے بھائی کلاب بن طلحہ دونوں کو قتل کر دیا مُسافع کو جب تیر آکر لگا وہ اپنی ماں سُلافہ کے پاس آیا اور اُس کی گود میں اُس نے اپنا سر رکھا سُلافہ نے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تجھے مارا ہے اُس نے کہا میں نے اُس شخص کو جب اُس نے میرے تیر مارا یہ کہتے سُنا اسے سنبھال میں ابن الاقلح ہوں سُلافہ نے کہا وہ اقلحی ہے پھر اُس نے یہ نذر مانی کہ اگر عاصم کا سر اُسے ملگیا وہ اُس کے کاسۂ سر میں شراب پیئگی خود عاصم نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اب وہ کبھی کسی مشرک کو ہاتھ نہ لگائیں گے اور نہ خود کو ہاتھ لگانے دیں گے۔

قاسم بن عبدالرحمن بن رافع سے مروی ہے کہ انس بن مالک کے چچا انس بن النضر عمر بن الخطاب اور طلحہ بن عبید اللہ کے پاس آئے جو چند مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہاتھ چھوڑے بیٹھے تھے، انس نے کہا کیوں اس طرح بیٹھو ہو انھوں نے کہا محمدؐ رسول اللہ مارے گئے انس نے کہا تو پھر اُن کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے، اُٹھو اور اُسی دین پر جس پر خود رسول اللہ صلعم کا وصال ہوا ہے اپنی جانیں دیدو، یہ کہکر خود وہ تو دشمن کے سامنے آئے لڑے اور مارے گئے، انھیں کے نام پر انس بن مالک کا نام انس رکھا گیا۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ اُس روز انس بن النضر پر ہم نے تلوار اور نیزے کے ستر زخم پائے صرف اُن کی بہن اُن کی خوبصورت اُنگلیوں کی وجہ سے اُن کو شناخت کر سکیں۔

ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ شکست اور رسول اللہ صلعم کی شہادت کی خبر مشہور ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بنو سلمہ کے کعب بن مالک نے

آپ کو شناخت کیا خود ان سے مروی ہے کہ میں نے آپ کی آنکھوں کو جو خود کے نیچے چمک رہی تھیں پہچانا پھر اپنی انتہائی بلند آواز سے میں نے اعلان کیا اے مسلمانو بشارت ہو رسول اللہ صلعم یہ موجود ہیں اس پر آپ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلعم کو پہچانا کہ آپ موجود ہیں وہ آپ کے پاس آ گئے آپ درے کی طرف چلے آپ کے ہمراہ علیؓ بن ابی طالب، ابو بکرؓ بن ابی قحافہ، عمرؓ بن الخطاب، طلحہؓ بن عبید اللہ، زبیرؓ بن العوام اور حارثؓ بن الصمہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھے جب آپ درے میں جاکر بیٹھ گئے ابی بن خلف یہ کہتا ہوا کہ محمدؐ کہاں ہیں میں ہلاک ہو جاؤں اگر وہ زندہ بچ جائیں آپ کے پاس پہنچ گیا، صحابہؓ نے آپ سے کہا آپ فرمائیں تو ہم میں سے کوئی آپ کی حفاظت کے لئے آپ کو اپنی آڑ میں لے لے مگر آپ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں اسے آنے دو جب وہ قریب آگیا رسول اللہ صلعم نے حارثؓ بن الصمہ کا بھالا اٹھایا۔

راوی کہتا ہے کہ اس موقع پر بعض لوگوں سے یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے بھالا اٹھایا ایک بجلی سی کوند گئی اور ہم اسطرح جھرجھرائے جس طرح کہ اونٹ جب جھرجھری لیتا ہے تو اس کے روئیں جھڑ جاتے ہیں، پھر آپ نے اس کے سامنے جاکر اس کی گردن میں نیزہ مارا جس سے وہ کئی مرتبہ اپنے گھوڑے سے ریگر کھا گیا، عبد الرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ اس واقعہ سے پہلے یہ رسول اللہ صلعم سے ملتا تو کہا کرتا کہ اے محمدؐ میں اپنے گھوڑے عود کو روزانہ ولے ہوئے جو کھلا رہا ہوں تاکہ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا، اسکے جواب میں رسول اللہ صلعم فرماتے بلکہ انشاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا۔

زخم کھا کر یہ قریش کے پاس پلٹ گیا رسول اللہ صلعم نے اس کی گردن میں معمولی سی خراش کر دی تھی اس سے خون جاری ہو گیا اس نے کہا بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا، قریش کہنے لگے خوف سے تیرا دم نکل گیا ہے حالانکہ بخدا تجھے مہلک زخم نہیں لگا ہے، اس نے کہا کہ جب وہ مکہ میں تھے انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا اس لئے اگر وہ مجھ پر تھوک ہی دیتے تو مجھے ہلاک

کر دیتے قریش اُسے واپس مکہ لے جارہے تھے کہ اُس دشمن خدا کا سرف میں کام تمام ہو گیا۔

جب رسول اللہ صلعم درے کے منہ پر آ گئے علیؓ ابی طالب وہاں سے نکلے انھوں نے اپنی چرمی ڈھال کو جو نلبہیسنے کے دنگ میں جو پانی بھرا ہوا تھا اُس سے بھرا اور اُسے رسول اللہ صلعم کے پاس لائے تاکہ آپ اُسے پئیں مگر آپ کو اُس میں بدبُو معلوم ہوئی اس لئے آپ نے ناپسند کیا اور نہ پیا البتہ خون اپنے منہ پر سے دھو ڈالا اور سر پر بھی پانی بہایا اس موقع پر آپ کہہ رہے تھے اُس شخص پر جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اللہ کا سخت غضب نازل ہو گا۔

سعدؓ بن وقاص کہا کرتے تھے کہ کسی شخص کے قتل کرنے کا میں اسقدر دلدادہ نہ تھا جتنا کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کا تھا میں یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بہت ہی بدخُو اور اپنی قوم میں متبغوض ہے مگر رسول اللہ صلعم کے اس قول نے کہ جس نے اللہ کے رسولؐ کے چہرے کو خون آلودہ کیا اللہ کا اُس پر سخت غضب نازل ہو گا مجھے اُس کے قتل کے خیال سے مطمئن کر دیا۔

سُدّی سے مروی ہے کہ بنی الحارث بن عبدمناۃ بن کنانہ کے ابن قمئۃ الحارثی نے رسول اللہ صلعم کے قریب آکر آپ پر پتھر پھینکا جس سے آپ کی ناک اور رخ کا لوٹ گیا، آپ کا چہرہ خون آلودہ ہو گیا اُس کے صدمے سے آپ حرکت نہ کر سکے آپ کے صحابہ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے بعض مدینہ چلے آئے اور بعض لبہاڑ پر چڑھ کر ایک چٹان پر جا بیٹھے، رسول اللہ صلعم لوگوں کو آواز دینے لگے کہ اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ تیس صحابہؓ آپ کے پاس اکٹھا ہو گئے وہ سب آپ کے آگے آگے چلنے لگے مگر طلحہ اور سہلؓ بن حنیف کے علاوہ کوئی آپ کے قریب نہ ٹھیرا طلحہؓ نے عقب سے آپ کو بچایا ایک تیر اُن کے ہاتھ میں آکر لگا جس سے اُن کا ہاتھ خشک ہو گیا، اُبی بن خلف الجمحی سامنے آیا اُس نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور رسول اللہ صلعم کو قتل کرے گا مگر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا بلکہ میں تجھ کو قتل کروں گا، اُس نے آگے بڑھ کر آپ کو للکارا اے کذاب کہاں بھاگ کر

جاتا ہے اور اُس نے آپ پر حملہ کیا رسول اللہ صلعم نے اُس کی زرہ کے گریبان میں نیزہ مارا جس سے وہ معمولی سا زخمی ہو گیا مگر اُسی کے صدمے سے زمین پر گر پڑا اور بیل کی طرح سے خراٹے لینے لگا اُس کے ساتھیوں نے اُسے اُٹھا لیا اور تسکین دی کہ تم کو کوئی ایسا زخم نہیں آیا ہے جس سے تم گھبرا جاؤ، کہنے لگا، کیا محمدؐ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا بخدا اگر تمام ربیعہ اور مُضر بھی آجاتے تو وہ ضرور ان سب کو قتل کر دیتے، وہ اس کے بعد ایک یا چند ہی روز زندہ رہ کر اسی زخم سے ہلاک ہو گیا، تمام مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ رسول اللہ صلعم قتل کر دئے گئے اس پر چٹان والوں نے کہا کاش کوئی شخص ایسا ہوتا جو ہماری طرف سے عبداللہ بن اُبیؓ سے جا کر کہتا کہ وہ ہمارے لئے ابو سفیان سے امان لے لے اے دوستو محمدؐ مارے گئے اب اپنے اپنے گھروں کو قبل اس کے کہ دشمن تم پر حملہ کر کے سب کو تہ تیغ کر ڈالے واپس چلو، انس بن النضر نے کہا اے میرے دوستو اگر محمدؐ مارے گئے تو کیا ہوا محمدؐ کا رب تو زندہ ہے وہ تو نہیں مارا گیا، لہذا جس دین کی حمایت میں وہ مارے گئے اسی کی حمایت میں تم لڑو، اے خداوندا جو کچھ انھوں نے کہا ہے اس سے میں تیری جناب میں معافی چاہتا ہوں اور اس سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کرتا ہوں، یہ کہکر انھوں نے تلوار سنبھالی، دشمن پر حملہ کیا جاں بازی سے لڑے اور شہید ہو گئے، رسول اللہ صلعم اپنے صحابہ کو بلانے چلے چلتے چلتے آپ چٹان والوں کے پاس پہونچے، اُن کو آتا دیکھ کر اُن میں سے ایک نے تیر کمان میں لگایا اور اُس سے رسول اللہ صلعم کو نشانہ بنانا چاہا، آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں، جب انھوں نے رسول اللہ صلعم کو زندہ پایا وہ بہت خوش ہوئے اور خود آپ بھی یہ دیکھکر کہ اب بھی آپ کے صحابہؓ میں ایسے لوگ ہیں جو آپ کی حفاظت کرنے کے لئے آمادہ ہیں خوش ہوئے، بہت سے صحابہؓ یکجا ہو گئے اور اُن میں خود رسول اللہ صلعم بھی موجود تھے، اُن کا رنج و غم جاتا رہا اب وہ فتح کو یاد کرنے لگے اور موقع کے ہاتھ سے نکل جانے اور اپنے مقتول رفیقوں پر افسوس کرنے لگے، اسی موقع پر اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے کہا تھا کہ چونکہ

رسول اللہ صلعم مارے گئے لہذا اپنے گھروں کو چلو! اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل، افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم، ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین (ترجمہ:۔ اور نہیں ہیں محمد مگر اللہ کے رسول اُن سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے، اگر وہ مرجائیں یا مارے جائیں تم اُلٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی اُلٹے پاؤں پلٹ جائے گا وہ ہرگز اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہونچائے گا، اور بہت جلد اللہ فرمانبرداروں کو جزائے خیر دے گا)۔

ابو سفیان اس جماعت کی طرف آیا، جب وہ پہاڑ پر چڑھ آیا اور صحابہؓ نے اُسے دیکھا وہ اپنی خوشی کو بھول گئے اور اُس کی پیشقدمی سے متاثر ہو گئے، رسول اللہ صلعم فرمانے لگے وہ ہم پر کبھی غلبہ نہ پائیں گے اے اللہ اگر یہ میری جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر کوئی تیرا پرستار نہ رہیگا، پھر آپ نے صحابہؓ کو مدافعت کا حکم دیا اُنھوں نے دشمن پر پتھر پھینکے اور اُن کو پہاڑ سے نیچے کر دیا۔

ابو سفیان نے اُس روز کہا تھا آج ہبل کا بول بالا ہوا حنظلہ حنظلہ کے عوض میں قتل ہوا، آج بدر کا بدلہ ہوا۔ مشرکین نے اس روز حنظلہؓ بن الراہب کو شہید کیا تھا اُن کو غسل جنابت کی ضرورت تھی اس لئے ملائکہ نے اُن کو غسل دیا، حنظلہ بن ابی سفیان جنگ بدر میں مارا گیا تھا، ابو سفیان نے کہا عزّیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی عزّیٰ نہیں، رسول اللہ صلعم نے عمرؓ سے کہا، کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں، ابو سفیان نے پوچھا کیا محمدؐ تم میں موجود ہیں۔ بے شک تمہارے مقتولین کے اعضا کو قطع و برید کیا گیا ہے مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ اس سے روکا اُس بات سے نہ میں خوش ہوا اور نہ ناراض، اللہ عزوجل نے ابو سفیان کے اس طرح پہاڑ پر چڑھکر برآمد ہونے کا ان آیات میں ذکر کیا ہے فاثابکم غما بغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم ولا ما اصابکم، یہاں غم اول فتح اور غنیمت کا ہاتھ سے نکل جانا اور غم ثانی دشمن کا اس طرح پہاڑ پر

چڑھ آنا تاکہ مسلمان جو غنیمت ہاتھ سے نکل گئی اور اپنے ساتھیوں کے قتل پر ملول نہوں اور یہ اس وقت ہوا جبکہ وہ ان باتوں کو یاد کر رہے تھے اور ابو سفیان نے وہاں بر آمد ہو کر ان کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم چند صحابہؓ کے ہمراہ درے میں بیٹھے تھے قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی آپ نے فرمایا اے خداوندا ایسا ہونے پائے کہ وہ یہاں ہم پر چڑھ آئیں عمرؓ بن الخطاب نے مہاجرین کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کو پہاڑ سے نیچے اُتار دیا، رسول اللہ صلعم پہاڑ کی ایک بڑی چٹان پر چڑھنے کے لئے اُٹھے مگر ایک تو آپ تھکے ہوئے تھے دوسرے دوہری زرہیں پہن رکھی تھیں اسلئے آپ اپنی جگہ سے اُٹھ نہ سکے طلحہؓ بن عبید اللہ آپ کے لئے بیٹھ گئے تب آپ اٹھکر ان پر سوار ہو گئے، زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے اس روز رسول اللہ صلعم کو کہتے سنا کہ اللہ کے رسول کے ساتھ اس خدمتگذاری کی وجہ سے طلحہؓ نے اپنا حق واجب کر لیا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس روز جو صحابہ رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر بھاگے تھے ان میں سے بعض تو کوہ اعوص کے ادھر مقام منقّی جا پہنچے عثمان بن عفان، عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان دو انصاری یہ اُحد سے بھاگ کر کوہ جلعب جو مدینہ کے اطراف میں اعوص کے متصل واقع ہے چلے آئے یہ لوگ تین دن یہاں ٹھہر کر پھر رسول اللہ صلعم کے پاس پلٹ گئے بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اُن سے فرمایا تم کس ضرورت سے وہاں چلے گئے تھے۔

حنظلہؓ بن ابی عامر کا جن کو ملائکہ نے غسل دیا اور ابو سفیان کا مقابلہ ہوا جب انھوں نے ابو سفیان پر قابو پالیا فوراً ہی شداد بن الاسود ابن شعوب کی نظر ان پر پڑی اور اس نے دیکھ لیا کہ اب حنظلہؓ ابو سفیان پر قابو پاچکے ہیں اس نے تلوار سے ان کا کام تمام کر دیا، رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ تمھارے دوست حنظلہؓ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں ان کے گھر والوں سے پوچھو کہ کیا بات ہے، ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا

انھوں نے کہا بے شک دشمن کی یورش کی خبر سُنکر وہ بغیر غُسل بحنابت گھر سے چلے گئے، رسول اللہ صلعم نے فرمایا اسی لیئے ملائکہ نے اُن کو غُسل دیا ہے۔

شدّاد بن الاسود نے حنظلہؓ کے قتل اور ابوسفیان بن حرب نے جنگ میں اپنی ثابت قدمی اور حنظلہؓ کے مقابلہ میں شدّاد کی معاونت کے بیان میں شعر کہے، حسّان بن ثابت نے اُس کے جواب میں شعر کہے، شدّاد نے خود بھی ابوسفیان کو دشمن کے نرغے سے بچانے پر اپنا احسان اپنے شعروں میں جتایا۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد ہند بنت عتبہ اپنی ساتھنوں کے ساتھ شہید صحابہؓ رسول اللہ کے اعضائے جسم کو قطع و برید کرنے لگی انھوں نے مقتولین کے کان ناک کاٹے یہاں تک کہ ہند نے ان کٹے ہوئے ناک اور کانوں کے بازو بند اور ہنسلی بنائی اور خود اپنا بازو بند، ہنسلی اور کان کی بالیاں اُس نے جُبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو دے ڈالیں، اُس نے حمزہؓ کا کلیجہ چیر کر نکالا اور چبا ڈالا مگر وہ پچا نہیں اس لئے پھر اگل دیا اس کے بعد اُس نے ایک بلند چٹان پر چڑھ کر نہایت بلند آواز میں اپنے وہ اشعار پڑھے جو اُس نے اپنی جماعت کی فتح اور صحابۂ رسولؐ کے قتل کی خوشی میں کہے تھے، یہ بات عمرؓ بن الخطاب سے بیان کی گئی انھوں نے حسان سے کہا اے ابن الفریعہ کاش تم ہند کے قول کو سُنتے وہ دیکھو چٹان پر کھڑی ہوئی ہمارے مقابلہ میں رجز پڑھ رہی ہے اور حمزہؓ کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا ہے اُسے بیان کر رہی ہے، حسّان نے کہا میں اس پہاڑ کی چوٹی اُطُم پر کھڑا ہوا تھا کہ میں نے بھالے کو گرتے ہوئے دیکھا میں نے دل میں کہا تھا کہ یہ عرب کا ہتھیار نہیں ہے اور وہ بھالا حمزہؓ پر تیر کی طرح جا رہا تھا اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں، ہند کے کچھ شعر مجھے سناؤ تو پھر میں اُس کی خبر لوں۔ عمرؓ نے اُس کے کچھ شعر حسان کو سُنائے انھوں نے ہند کی ہجو کہی۔

براءؓ سے مروی ہے کہ ابوسفیان پہاڑ پر چڑھکر ہمارے قریب آگیا اس نے دو مرتبہ پوچھا کیا تم میں محمد ہیں رسول اللہ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دو پھر تین مرتبہ پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں رسول اللہ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے پھر اس نے تین مرتبہ عمرؓ بن الخطاب کو پوچھا رسول اللہ صلعم نے فرمایا

کوئی اُسے جواب نہ دے، اس خاموشی پر ابو سفیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ سب ضرور مارے گئے زندہ ہوتے تو جواب دیتے، اب عمرؓ بن الخطاب سے نہ رہا گیا اُنھوں نے کہا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے اللہ نے اُن سب کو محفوظ رکھا ہے جو تیری ذلت کا باعث ہوں گے ابو سفیان کہنے لگا ہبل کی جے، ہبل کی جے، رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس کا جواب دو، صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں آپ نے فرمایا کہو اللہ بہت بزرگ و برتر ہے، ابوسفیان کہنے لگا عُزّیٰ ہمارا ہے تمھارا کوئی عُزّیٰ نہیں، رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس کا جواب دو صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں آپ نے فرمایا کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمھارا کوئی والی اور مالک نہیں۔ ابو سفیان نے کہا آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا اور لڑائی بڑا ڈول ہے کبھی بھرتا ہے اور کبھی خالی ہوتا ہے تم اپنے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لاشیں پاؤ گے مگر میں نے نہ اس کا حکم دیا تھا اور نہ اس فعل کو بُری نظر سے دیکھا۔

ابن اسحٰق اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ جب عمرؓ نے ابو سفیان کو جواب دیا تو اُس نے اُن سے کہا کہ ذرا یہاں آؤ، رسول اللہ صلعم نے اُن سے کہا کہ جاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہے، عمرؓ اُس کے پاس آئے، ابو سفیان نے اُن سے کہا اے عمرؓ میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم سچ بتاؤ کہ کیا واقعی ہم نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے عمرؓ نے کہا بخدا ہرگز نہیں وہ اس وقت بھی تمھاری گفتگو سُن رہے ہیں ابو سفیان نے کہا تم کو میں ابن قمئہ سے زیادہ صادق القول سمجھتا ہوں اور اُسکے اس دعوے کے مقابلہ میں کہ اُس نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے تمھارے بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہوں اس کے بعد اُس نے بلند آواز میں کہا تمھارے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لوگ ہیں مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ ممانعت کی تھی اسی لئے اس فعل کو نہ میں نے اچھا سمجھا اور نہ برُا۔ حالانکہ بنو الحارث بن عبد مناۃ کے حلیس بن زبان نے جو اُس روز حبوش کا افسر تھا خود ابو سفیان بن حرب کو حمزہؓ کے جبڑے میں نیزے کی انی بھونک کر یہ کہتے سُنا لے اس کا مزا چکھ اور پھر اُس نے کہا اے بنو کنانہ دیکھتے ہو یہ قریش کا سردار اپنے عزیز قریب کے ساتھ

وہ سلوک کر رہا ہے جو ذبح کردہ جانور کے گوشت کے ساتھ کیا جاتا ہے ابو سفیان نے اُس سے کہا خاموش رہو اس بات کو اب کسی سے بیان نہ کرنا یہ مجھ سے لغزش ہو گئی۔

ابو سفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ سے پلٹ کر جانے لگا اُس نے بلند آواز میں مسلمانوں سے کہا کہ اب آئندہ سال پھر بدر میں تم سے مقابلہ ہو گا، رسول اللہ صلعم نے اپنے کسی صحابیؓ سے کہا کہدو کہ ہاں ضرور، پھر آپ نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ تم مشرکین کے پیچھے جاکر دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور آئندہ کیا کرنا چاہتے ہیں اگر انھوں نے گھوڑوں کو کوتل ساتھ لیا ہو اور خود وہ اونٹوں پر سوار ہوں تو سمجھ لینا کہ اب وہ مکّہ پلٹ رہے ہیں اور اگر اس کے برعکس وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی ساتھ لے جا رہے ہوں تو سمجھنا کہ اُن کا ارادہ مدینہ کا ہے اُس وقت قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ مدینہ کا رُخ کریں گے تو میں ضرور فوراً مدینہ پہونچکر وہاں اُن سے لڑوں گا۔

علیؓ کہتے ہیں حسب الحکم میں اُن کے پیچھے چلا کہ دیکھوں وہ اب کیا کرتے ہیں جب میں نے دیکھا کہ انھوں نے گھوڑوں کو کوتل کر دیا ہے اور اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ یہ اب مکہ جا رہے ہیں رسول اللہ صلعم نے مجھے ہدایت کی تھی کہ جو کچھ تم دیکھو جب تک میرے پاس نہ آ جاؤ ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا مگر جب میں نے اُن کو مکّہ واپس جاتے دیکھ لیا تو میں اُس خبر کو رسول اللہ صلعم کی ہدایت کے باوجود اس خوشی کی وجہ سے کہ میں نے اُن کو بجائے مدینہ جانے کے مکّہ جاتا ہوا دیکھا تھا چھپا نہ سکا اور میں چلّاتا ہوا آپ کی طرف آیا۔

اب لوگ اپنے مقتولین کی دیکھ بھال کے لئے فارغ ہوئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کون ہے جو مجھے دیکھکر بتائے کہ سعدؓ بن الربیع نے جنگ میں کیا کیا (یہ سعدؓ بنو الحارث بن خزرج سے تھے) آیا وہ زندہ ہیں یا مر گئے، ایک انصاری نے کہا رسول اللہ میں دیکھکر آتا ہوں، وہ میدان کارزار میں گئے

اُن کو تلاش کیا دیکھا کہ سخت مجروح ہیں اور صرف سانس باقی ہے، یہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے سعدؓ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم کو دیکھ آؤں زندہ ہو یا ختم ہو گئے، سعدؓ نے کہا میرا کام تمام ہو چکا ہے تم رسول اللہ صلعم سے میرا اسلام کہو اور عرض کرو کہ سعد بن الربیع آپ سے عرض پرداز ہے کہ اللہ آپ کو وہ بہترین جزا دے جو اس نے کسی نبی کو اپنی اُمت کی خدمت کے عوض میں دی ہو، تم اپنی قوم کو میرا اسلام پہونچانا اور کہنا کہ سعد بن الربیع نے کہا ہے کہ اگر تمھاری موجودگی میں دشمن کسی طرح بھی رسول اللہ صلعم تک پہونچگیا تو اللہ کے سامنے تمھارا کوئی عذر قابل پذیرائی نہ ہوگا، کیونکہ تمھارے پاس دیکھنے کے لئے آنکھیں ہیں۔ اُن کے مرنے تک میں وہیں کھڑا رہا پھر میں نے رسول اللہ صلعم سے آکر اُن کا واقعہ بیان کیا، آپ حمزہؓ بن عبدالمطلب کو تلاش کرنے چلے آپ نے اُن کو وادی کے شکم میں مقتول پایا اُن کا پیٹ پاک کر کے اُن کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا اُن کے جسم کو قطع کر دیا گیا تھا اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے تھے۔

محمد بن جعفر بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے حمزہؓ کو اس حال میں مقتول دیکھا آپ نے فرمایا اگر صفیہ کو رنج نہ ہو یا میرے بعد یہ بات سنت نہ ہو جائے تو میں ان کو بغیر دفن کئے اسی طرح یہاں چھوڑ دوں تاکہ درندے اور پرندے ان سے اپنی شکم پری کر لیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ بھی مجھے قریش پر فتح عطا کی تو میں اُن کے تیس مقتولوں کو ٹکڑے ٹکڑے کروں گا، مسلمانوں نے جب دیکھا کہ آپ کو آپ کے چچا کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا اُس پر اس قدر رنج اور غصہ ہے انھوں نے عرض کیا کہ اگر ہمیں ابدالآباد تک کسی دن ان مشرکین پر فتح ہوئی تو ہم اُن کے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے کہ آج تک کسی عرب نے کسی کے ساتھ نہ کیا ہو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے اسی ارشاد اور پھر صحابہؓ کے اس قول کے متعلق اللہ عز و جل نے قرآن میں و ان عاقبتم بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین آخر سورہ تک

نازل فرمایا۔ (ترجمہ:۔ اور اگر تم عذاب دو جیسا کہ تم کو عذاب دیا گیا (تو کرو) اور البتہ اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیئے بہتر ہے) اس وحی کی بنا پر رسول اللہ نے مشرکین کو معاف کر دیا خود صبر کر لیا اور مقتول کے جسم کو قطع برید کرنے کی ممانعت فرمادی۔

ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ صفیہ بنت عبدالمطلب اپنے حقیقی بھائی حمزہؓ کو دیکھنے آئیں رسول اللہ صلعم نے اُن کے بیٹے زبیر بن العوام سے کہا کہ تم اُن کے پاس جاؤ اور لوٹا دو تاکہ جو کچھ اُن کے بھائی کے ساتھ ہوا ہے وہ اُسے نہ دیکھنے پائیں، زبیر اُن کے پاس گئے اور کہا اماں جان رسول اللہ صلعم نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔ انھوں نے پوچھا کیوں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے اعضاء کو قطع کیا گیا ہے اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے محض اس وجہ سے اگر مجھے ممانعت کی گئی ہے تو میں اس سے خوش نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ میں صبر وضبط سے کام لونگی۔ زبیرؓ نے رسول اللہ صلعم سے آکر اُن کا قول بیان کیا، آپ نے کہا اچھا اُن کو جانے دو، وہ حمزہؓ کے پاس آئیں اُن کو خوب دیکھا اُن پر رحمت بھیجی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن کہا اور اُن کے لئے طلب مغفرت کی، پھر رسول اللہ صلعم کے حکم سے وہ دفن کر دیئے گئے۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ عبداللہؓ بن جحش کی اولاد میں سے بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ عبداللہ بن جحش کے ساتھ بھی مشرکین نے وہی سلوک کیا جو حمزہؓ کے ساتھ کیا تھا البتہ ان کا کلیجہ نہیں نکالا یہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور حمزہؓ ان کے ماموں تھے رسول اللہ صلعم نے ان کو بھی حمزہؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا، مگر ہم نے یہ بات اُن کے خاندان کے علاوہ اور کہیں نہیں سنی۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم احد روانہ ہوگئے حسیل بن جابر۔ الیمان ابو حذیفہ بن الیمان اور ثابت بن وقش بن زعورا عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایک گڑھی میں بٹھا دیئے گئے تھے، یہ دونوں نہایت

سن رسیدہ بڈھے تھے ایک نے دوسرے سے کہا اب کاہے کا انتظار ہے ہماری عمر بہت ہی کم رہ گئی ہے ہم صبح شام کے یوں ہی مہمان ہیں کیوں نہ تلواریں سنبھال کر رسول اللہ صلعم سے جا ملیں شاید آپ کی معیت میں اللہ ہمیں شہادت سے مفتخر کردے، دونوں نے تلواریں اٹھائیں اور اپنے مقام سے چلکر اور لوگوں میں آکر شامل ہو گئے مگر کسی کو ان کے آنے کا علم نہ ہوا ثابت بن وقش کو مشرکین نے شہید کر دیا حُسیل بن جابر الیمان پر خود مسلمانوں کی ایک دم کئی تلواریں پڑیں جس سے وہ ہلاک ہو گئے، مسلمان ان کو پہچانتے نہ تھے حذیفہ نے کہا کہ یہ میرے باپ ہیں ان کے قاتل مسلمانوں نے کہا کہ بخدا ہم ان کو نہیں جانتے تھے اور واقعہ یہی تھا کہ وہ ان کو جانتے نہ تھے حذیفہ نے کہا اللہ تم کو معاف کرے گا اور وہ سب سے بڑھ کر مہربان ہے رسول اللہ نے چاہا کہ ان کی دیت دیں مگر حذیفہؓ نے اپنے باپ کے خونبہا کو مسلمانوں پر تصدق کر دیا جس سے ان کی شرافت اور نیکی رسول اللہ صلعم کی نظر میں اور بڑھ گئی۔

ابن اسحٰق عاصم بن عمر بن قتادہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حاطب بن اُمیہ بن رافع ایک شخص تھا اور یزید بن حاطب اس کا بیٹا تھا جنگ اُحد میں وہ زخمی ہوا حالت نزع میں اسے لوگ اس کے گھر لائے، تمام گھر والے جمع ہو گئے تمام مسلمان مرد اور عورتیں کہنے لگیں اے ابن حاطب تم کو جنت کی بشارت ہو اس پر اس کے باپ حاطب نے جس کی تمام عمر زمانہ جاہلیت میں بسر ہو چکی تھی اس وقت اپنا نفاق ظاہر کیا اور کہنے لگا کس چیز کی بشارت دیتے ہو کیا جنگلی روسہ کی جنت کی بشارت دیتے ہو، بخدا تم نے اس لڑکے کو دھوکے میں ڈالا اور مجھے اس کی موت کا صدمہ دیا۔

ہم میں ایک باہر والا بھی تھا کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کس مقام کا باشندہ ہے قزمان اس کا نام تھا جب رسول اللہ صلعم کے سامنے اس کا ذکر آتا تو آپ فرماتے کہ وہ دوزخی ہے، جنگ اُحد میں وہ نہایت ہی شجاعت اور بسالت سے لڑا اس نے آٹھ یا نو مشرکوں کو تہ تیغ کر دیا یہ ایک زبردست اور بہادر آدمی تھا

جب زخموں نے اُسے بیکار کر دیا لوگ اُسے بنی ظفر کے مکان اُٹھا لائے، بعض مسلمان اُس سے کہنے لگے قزمان آج تو تم نے خوب ہی دادِ مردانگی دی تم کو بشارت ہو اُس نے کہا کس بات کی بشارت بخدا میں تو اپنی قومی روایات شجاعت کو برقرار رکھنے کے لئے اس طرح لڑا اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں جنگ ہی میں شرکت نہ کرتا، جب اُس کے زخموں کی تکلیف زیادہ بڑھی اُس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اُس سے اُس نے اپنی نبضیں قطع کر دیں اُن سے بدن کا تمام خون بہہ گیا اور وہ مر گیا، رسول اللہ صلعم کو جب اس کی اطلاع دی گئی آپ نے فرمایا میں اعلان کرتا ہوں کہ میں واقعی اللہ کا رسول ہوں۔

جنگ اُحد میں مخریق الیہودی مارا گیا یہ بنو ثعلبہ بن الفطیون سے تھا جنگ اُحد کے دن اُس نے یہودیوں سے کہا کہ محمدؐ کی نصرت ہم پر فرض ہے یہودی کہنے لگے مگر آج سنیچر ہے اُس نے کہا میں سنیچر کی کچھ پروا نہیں کرتا اُس نے تلوار سنبھالی دوسری ضروریاتِ جنگ ساتھ لیں اور کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا تمام مال محمدؐ کو دیدیا جائے وہ جس طرح چاہیں اُسے کام میں لائیں ان انتظامات سے فارغ ہو کر وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ کے ساتھ قریش سے لڑا اور مارا گیا۔ رسول اللہ صلعم نے جہاں تک معلوم ہوا ہے فرمایا کہ مخریق یہودیوں میں سب سے بہتر ہے۔

مسلمانوں نے اپنے بعض مقتولین کو مدینہ لا کر دفن کر دیا مگر پھر رسول اللہ صلعم نے اس کی ممانعت کر دی اور کہا کہ جہاں وہ گرے ہیں وہیں اُن کو دفن کرو۔

بنی سلمہ کے بعض شیوخ سے مروی ہے کہ اُس روز جب آپ نے شہداء کے دفن کا حکم دیا فرمایا کہ عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو تلاش کرو وہ اس دنیا میں ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے اس لئے دونوں کو ایک ہی قبر میں رکھو، عرصہ کے بعد جب معاویہ نے قناۃ کو کھودا ان دونوں کی لاشیں برآمد کی گئیں، اُن میں لچک باقی تھی معلوم ہوتا تھا کہ گویا کل دفن کئے گئے ہیں۔

آپ اُحد سے مدینہ واپس ہوئے حمنہ بنت جحش آپ کے پاس آئیں اُن سے کہا گیا کہ تمھارے بھائی عبداللہ بن جحش مارے گئے انھوں نے اناللہ وانا الیہ راجعون کہا اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کی، اس کے بعد اُن سے اُن کے ماموں حمزہؓ بن عبدالمطلب کے قتل کی اطلاع دی گئی اس پر بھی انھوں نے اناللہ وانا الیہ راجعون کہا اور دعائے مغفرت کی اس کے بعد اُن کے خاوند مصعب بن عمیر کے قتل کی خبر دی گئی سنتے ہی وہ چیخ اُٹھیں اور رونے لگیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا عورت کے قلب میں شوہر کی خاص جگہ ہوتی ہے انھوں نے اپنے بھائی اور ماموں پر ضبط کیا مگر شوہر کی موت پر چیخ اُٹھیں۔

رسول اللہ صلعم مدینہ میں بنی عبدالاشہل اور ظفر انصاریوں کے ایک گھر سے گذرے آپ نے وہاں نوحہ و بکا کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہے تھے خود آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں ہے، جب سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر بنو عبدالاشہل کے خاندانی گھر آئے انھوں نے اُن کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہ صلعم کے چچا پر نوحہ کرو۔

محمدؐ بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم بنی دینار کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا شوہر بھائی اور باپ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ جنگ اُحد میں مارے گئے تھے جب اُس سے اُن سب کی شہادت کی اطلاع دی گئی اُس نے پوچھا اور یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلعم کیسے ہیں لوگوں نے کہا اے اُم فلاں وہ بالکل اچھے اور خیریت سے ہیں اُس نے کہا مجھے بتاؤ تاکہ میں بچشم خود اُن کو دیکھ لوں لوگوں نے اشارے سے آپ کو بتایا اُس نے آپ کو دیکھکر کہا آپ کی موجودگی میں ہر مصیبت بے حقیقت ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم خود اپنے گھر تشریف لائے آپ نے اپنی تلوار اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کو دی اور فرمایا بیٹی اس پر خون ہے اسے دھو ڈالو، علیؓ نے بھی اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی اور کہا کہ اس کا خون

دھو ڈالو، آج اس نے مجھے خوب کام دیا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں پورا حق ادا کیا ہے تو تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابو دجانہ اسماک بن خرشہ نے بھی اپنا حق ادا کیا ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ جب علیؓ نے اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی انھوں نے یہ شعر پڑھے:۔

افاطِمَ ھاكِ السيف غير ذميم ۔۔۔ فلست برعديدٍ ولا بمُليم

ترجمہ:۔ اے فاطمہؓ یہ تلوار لو جس سے مجھے کوئی شکایت نہیں ہے اور نہ میں بزدل اور نکما ہوں۔

لعمرى لقد قاتلتُ فى حُبِّ احمد ۔۔۔ وطاعة ربٍّ بالعباد رحيمُ

ترجمہ:۔ قسم ہے میری جان کی میں احمدؐ کی محبت اور اپنے رب کی اطاعت میں جو اپنے بندوں پر رحیم ہے لڑا۔

وسيفى بكفّى كالشّهاب اھُزّهُ ۔۔۔ اجُذُّ به من عاتقٍ وصميم

ترجمہ:۔ اس حال میں کہ تلوار میرے ہاتھ میں روشن ستارے کی طرح تھی جسے میں پھرا رہا تھا اور اس سے میں کندھوں اور پسلیوں کو قطع کر رہا تھا۔

فما زلتُ حتىٰ فضّ ربّى جموعهم ۔۔۔ وحتىٰ شفينا نفس كل حليم

ترجمہ:۔ میں اسی طرح شمشیر زنی کرتا رہا یہاں تک کہ میرے رب نے اُن کی جماعت کو پراگندہ کر دیا اور ہم نے ہر حلیم شخص کے دل کو دشمن کے قتل سے ٹھنڈا کر دیا۔

ابو دجانہؓ نے رسول اللہ صلعم کے ہاتھ سے تلوار لی اور نہایت بہادری کے ساتھ دشمن سے لڑے، وہ خود کہتے تھے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بڑی شدت سے لوگوں کو جنگ کی ترغیب و تحریص دے رہا ہے اور اُن کو جوش اور حمیت دلا رہا ہے میں اُس کی طرف چلا اور جب میں نے اُس پر تلوار اُٹھائی تو وہ رو پڑی میں نے دیکھا کہ وہ عورت ہے پھر میں نے رسول اللہ صلعم کی تلوار کو اس سے بالاتر سمجھا کہ اُس سے میں کسی عورت پر وار کروں اس لئے میں نے اُسے چھوڑ دیا۔

رسول اللہ صلعم سینچر کے دن مدینہ واپس آئے اسی دن اُحد کی لڑائی ہوئی تھی۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ نصف شوال سینچر کے دن اُحد کی

لڑائی ہوئی دوسرے دن ۱۶ شوال کو رسول اللہ صلعم کے موذن نے بذریعۂ اعلان تمام لوگوں کو دشمن کے تعاقب کرنے کا حکم دیا نیز یہ کہا مگر کوئی ایسا شخص جو کل ہمارے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوا ہو وہ آج بھی ساتھ نہ ہو۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام نے رسول اللہ صلعم سے اس بارے میں گفتگو کی اور عرض کیا کہ میری سات بہنیں ہیں میرے باپ نے مجھے اُن کے پاس چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا کہ اے بیٹے میرے اور تمہارے دونوں کے لئے یہ زیبا نہیں کہ ہم ان سب عورتوں کو بلا حفاظت چھوڑ دیں کیونکہ یہاں ان کے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے اور میں تم کو اپنے مقابلہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ جہاد میں شرکت کیلئے ترجیح نہیں دے سکتا لہٰذا تم اپنی بہنوں کے پاس رہو اس لئے مجھے مجبوراً اُن کے پاس ٹھہر جانا پڑا۔ اس وجہ سے رسول اللہ صلعم نے ان کو ساتھ چلنے کی اجازت دیدی، رسول اللہ صلعم اس وقت دشمن کے تعاقب میں اُسے مرعوب کرنے کے لئے برآمد ہوئے تھے آپ کا مقصد یہ تھا کہ اُسے معلوم ہو جائے کہ ہم اُس کے تعاقب میں آ رہے ہیں اور ہم میں اس کی قوت موجود ہے اور جو نقصان جنگ میں ہم کو ہوا ہے اُس نے ہم کو دشمن کے مقابلہ سے عاجز اور نکما نہیں کر دیا۔

عائشہؓ بنت عثمان کے مولیٰ ابوالسائب سے مروی ہے کہ بنو عبدالاشہل کے ایک شخص نے جو رسول اللہ صلعم کے ہمراہ اُحد میں شریک ہوا تھا بیان کیا کہ میں اور میرا ایک بھائی دونوں رسول اللہ صلعم کے ساتھ جنگ اُحد میں شریک تھے ہم دونوں زخمی ہو کر میدان کارزار سے آپ کے پاس آ گئے جب رسول اللہ صلعم کے موذن نے دشمن کے تعاقب میں چلنے کا اعلان عام کیا ہم دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ تو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ ہم سے کوئی غزوہ بھی رسول اللہ صلعم کے ساتھ کا ترک ہو جائے مگر بخدا ہمارے پاس سواری بھی نہیں ہے اور ہم دونوں سخت زخمی بھی ہیں مگر باوجود اس کے ہم ساتھ چلے میں اپنے بھائی کے مقابلہ میں کم زخمی تھا اس لئے جب چلتے چلتے وہ رہ جاتا تو میں اُس کو کچھ دُور اُٹھا کر لے جاتا اور کچھ دُور وہ خود اپنے پاؤں چلتا،

اسی طرح چلتے ہوئے ہم دونوں بھی اُس مقام تک جا پہونچے جہاں اور مسلمان پہونچے تھے، رسول اللہ صلعم احد سے چلکر حمراء الاسد تک آئے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے یہاں آپ نے تین دن دوشنبہ سہ شنبہ اور چہار شنبہ قیام فرمایا پھر آپ مدینہ چلے آئے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ اسی مقام پر قیام کے اثناء میں معبد الخزاعی آپ کے پاس آیا۔ اس وقت تک بنو خزاعہ میں مسلمان اور مشرک دونوں تھے مگر یہ رسول اللہ صلعم کے خاص ہمراز تھے اُن کا آپ سے معاہدہ تھا اور حلیف تھے اس لئے اپنی کسی بات کو وہ آپ سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے یہ معبد اب تک مشرک تھا اس نے آپ سے کہا کہ بخدا جو شکست آپ کو ہوئی اور جس قدر آپ کے ساتھی مارے گئے اس سے ہمیں رنج ہے اور یہ بات ہم پر شاق ہے، ہم دل سے چاہتے تھے کہ اللہ آپ کو اُن پر غلبہ دیتا۔ پھر یہ رسول اللہ صلعم کے پاس سے حمراء الاسد سے چلا گیا اور روحا میں ابو سفیان بن حرب سے ملا، قریش رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ کی طرف پلٹ آنے کے لئے تیار تھے اُن کا خیال تھا کہ اگرچہ ہم نے مسلمانوں کے خاص دلاوروں، سرداروں اور اشراف کو قتل کر دیا مگر قبل اس کے کہ ہم اُن کا سرے سے استیصال کر دیں وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے لہذا اب ہم اُن کے بقایا پر دوبارہ حملہ کرتے ہیں اور اُن کا بالکل خاتمہ کرتے ہیں، ابو سفیان نے معبد کو دیکھا پوچھا کیا خبر ہے اُس نے کہا محمد اپنے صحابہ رض کیساتھ ایسی زبردست جمعیت کے ساتھ جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی تمہارے تعاقب میں آرہے ہیں وہ تم پر دانت میس رہے ہیں جو لوگ تمہاری لڑائی میں اُن کے ساتھ شریک جنگ نہ ہو سکے تھے اب وہ سب اُن کے پاس آگئے ہیں، اُن کو اپنے کئے کی سخت ندامت ہے اور تمہارے خلاف اُن میں ایسے شدید عداوت اور انتقام کے جذبات موجزن ہیں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے، ابو سفیان نے کہا کیا کہہ رہے ہو، اُس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم یہاں سے کوچ بھی نہ کرنے پاؤ گے کہ تم کو خود گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آ جائیں گی، ابو سفیان نے کہا مگر

ہم تو قطعی اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ اُن پر دوبارہ حملہ کر کے اُن کے بقیہ کا بالکل قلع قمع کر ڈالیں، معبد نے کہا مگر میں اب بھی تم کو اس ارادے سے روکتا ہوں جو کچھ میں نے خود دیکھا ہے اُس سے میں اس قدر متاثر ہوا کہ میں نے چند شعر بھی کہے ہیں ابو سفیان نے کہا کہ وہ کیا شعر کہے ہیں معبد نے اپنے اشعار سُنائے جس میں رسول اللہ صلعم اور اُن کے صحابہؓ کی شجاعت اور بسالت کو بیان کیا گیا تھا ان اشعار کو سُنکر ابو سفیان اور اُس کی جماعت نے اپنا رُخ پھیر دیا۔

اثنائے راہ میں عبد القیس کا ایک قافلہ پاس سے گذرا ابو سفیان نے پوچھا کہاں کا قصد ہے، انھوں نے کہا مدینہ جارہے ہیں ابو سفیان نے کہا میں تم کو ایک پیام دیتا ہوں وہ تم محمدؐ کو پہونچا دینا اور اس کے صلہ میں آئندہ جب تم عکاظ کے بازار میں آؤ گے میں تمھارے ان اونٹوں کو چھواروں سے لدوا دوں گا، انھوں نے کہا اچھا، ابو سفیان نے کہا جب تم محمدؐ کے پاس پہونچو تو کہہ دینا کہ ہم تمھارے بقیہ کا استیصال کرنے کے لئے تمھارے اور تمھارے ساتھیوں کے مقابلہ پر آنے کے لئے تیار ہو چکے تھے، جب یہ قافلہ رسولؐ اللہ کے پاس آیا جو اب تک حمراء الاسد میں مقیم تھے انھوں نے آپ سے ابو سفیان کا قول بیان کیا، آپ نے اور صحابہؓ نے سُنکر کہا تمھارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر وکیل ہے۔

ابو جعفر نے کہا ہے کہ تیسرے دن کے بعد آپ مدینہ واپس چلے گئے، بعض مورخوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس مرتبہ آپ حمراء الاسد جارہے تھے اثنائے راہ میں معاویہ بن المغیرہ بن ابی عاص اور ابو عزۃ الجمحی آپ کے ہاتھ لگ گئے، حمراء الاسد جاتے ہوئے آپ نے ابن اُمِ مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اس ۳ھ ہجری کے نصف رمضان میں حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے، اور اسی سال فاطمہؓ کو حسینؓ کا حمل ٹھیرا۔ بیان کیا گیا ہے کہ حسنؓ کی ولادت اور حسینؓ کے استقرارِ حمل میں پچاس راتوں کا وقفہ ہوا۔ نیز اس سال ماہ شوال میں جمیلہ بنت عبد اللہ

بن ابی عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کا استقرار حمل ہوا۔

۴ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

۴ھ ہجری میں غزوۃ الرجیع کا واقعہ ہوا۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ احد کے بعد عضل اور قارہ کی ایک جماعت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انھوں نے عرض کیا کہ ہم میں اسلام اور دینداری ہے آپ صحابہؓ میں سے کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیج دیجئے تاکہ وہ ہمیں اصول دین سمجھائیں، قرآن پڑھائیں اور قوانین شرع بتائیں آپ نے اپنے چھ صحابہؓ مرثدؓ بن ابی مرثد الغنوی حمزہؓ بن عبدالمطلب کے حلیف، خالدؓ بن البکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف، بنو عمرو بن عوف کے عاصمؓ بن ثابت بن ابی الاقلح، بنو جحجبا بن کلفہ بن عمرو بن عوف کے خبیبؓ بن عدی۔ بنو بیاضہ بن عامر کے زیدؓ بن الدثنہ اور خاندان بلی کے عبداللہؓ بن طارق کو جو بنی ظفر کے حلیف تھے اس کام کے لئے ان کے ساتھ بھیجا۔ مرثدؓ بن ابی مرثد کو اس جماعت کا امیر مقرر فرمایا، یہ جماعت اس وفد کے ساتھ چلی جب یہ رجیع آئے جو بنو ہذیل کا حجاز میں ھدۃ کے اتار پر ایک چشمہ ہے ان لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کی اور ہذیل کو للکارا کہ ان کو سنبھالو، مسلمان ابھی اپنی سواریوں ہی میں تھے کہ بہت سے لوگوں نے جو تلواروں سے مسلح تھے ہر طرف سے ان کو آ گھیرا، مسلمانوں نے بھی ان سے مقابلہ کے لئے تلواریں سنبھالیں مگر حملہ آوروں نے ان سے کہا کہ بخدا ہم تم کو مارنا نہیں چاہتے بلکہ اہل مکہ کے ہاتھ تم کو بیچکر کچھ کمانا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ہم خدا کے سامنے تم سے عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اس کے سوا کچھ اور نہ کریں گے۔ مرثدؓ بن ابی مرثد، خالدؓ بن البکیر اور عاصمؓ بن ثابت بن الاقلح نے تو کہدیا کہ ہم کسی مشرک کا عہد و پیمان کبھی قبول نہیں کریں گے، وہ دشمنوں سے لڑے اور

مشرکین نے ان تینوں کو شہید کر دیا۔ زیدؓ بن الاثنتہ خبیبؓ بن عدی اور عبداللہؓ بن طارق البتہ نرم پڑ گئے انھوں نے زندگی کو ترجیح دی اس لئے انھوں نے اپنے آپ کو اُن کے حوالے کر دیا انھوں نے ان کو قید کر دیا اور پھر اُن کو بیچنے کے لئے مکہ لے چلے جب ظہران پہنچے عبداللہؓ بن طارق نے اُس ڈوری سے جس سے اُن کے ہاتھ بندھے تھے اپنا ہاتھ نکال لیا اور پھر اپنی تلوار سنبھالی مگر حریف اُن سے دُور جا ہٹا اور انھوں نے پتھروں سے ان کا کام تمام کر دیا خبیبؓ بن عدی اور زید بن الاثنتہ کو لیکر وہ مکہ آئے اور دونوں کو فروخت کر دیا خبیبؓ کو حجیر بن ابی اہاب التمیمی بنو نوفل کے حلیف نے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لئے خرید لیا یہ حجیر، حارث بن عامر کا اخیافی بھائی تھا خبیبؓ کو اُس نے اس لئے خریدا تھا تاکہ عقبہ اُسے اپنے باپ کے عوض میں قتل کر ڈالے۔ زید بن الاثنتہ کو صفوان بن اُمیہ نے اپنے باپ اُمیہ بن خلف کے بدلے میں قتل کرنے کے لئے خرید لیا۔

عاصمؓ بن ثابت کے قتل ہو جانے کے بعد ہذیل کا ارادہ تھا کہ اُن کے سر کو سلافہ بنت سعد بن شُہید کے ہاتھ فروخت کر دیں کیونکہ جب اُس کا بیٹا اُحد میں مارا گیا اُس نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر کبھی عاصمؓ کا سر اُس کو مل گیا تو وہ اُسکے کاسۂ سر میں شراب پیئے گی مگر شہد کی مکھیوں نے ہذیل کو اس ارادہ سے روکا اور وہ اُن کے اور عاصمؓ کی لاش کے درمیان حائل ہو گئیں، ہذیل نے کہا اچھا اس وقت اُسے یوں ہی شام تک چھوڑ دو، جب یہ چلی جائیں گی ہم پھر آکر اس کے سر کو کاٹ لیں گے، مگر خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ اُس وادی میں ایسا سیلاب آیا کہ وہ عاصمؓ کی لاش کو بہا لے گیا چونکہ عاصمؓ مشرکین کو نجس محض سمجھتے تھے اس لئے انھوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ نہ میں کبھی کسی مشرک کو مس کروں گا اور نہ خود اپنے کو مس ہونے دوں گا، اسی لئے جب عمرؓ بن الخطاب کو معلوم ہوا کہ شہد کی مکھیوں نے عاصمؓ کی لاش کی اس طرح حفاظت کی اور اُن کے سر کو لیجانے نہ دیا کہنے لگے کیا خدا کی قدرت ہے کہ اُس نے اپنے مومن بندے کی اس طرح حفاظت کی، عاصمؓ نے اپنی زندگی میں نیت کی تھی کہ وہ کبھی نہ خود کسی مشرک کو مس کریں گے اور نہ اپنے کو

مس ہونے دیں گے اللہ نے اس عہد کو برقرار رکھنے کے لئے جس طرح میں حیات اُن کو مشرکوں سے بچایا اسی طرح مرنے کے بعد بھی اُس نے اُن کو نجس ہونے سے بچالیا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ مذکورۂ بالا واقعہ ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان پر مبنی ہے اُن کے علاوہ اس مہم کے متعلق ابوہریرہؓ سے یہ منقول ہوا ہے کہ اس کام پر رسول اللہ صلعم نے دس آدمیوں کو عاصمؓ بن ثابت کی امارت میں روانہ فرمایا یہ مدینہ سے چلکر جب ہدۃ آئے ہذیل کے خاندان بنو لحیان کو ان کی اطلاع ہوئی انھوں نے سو تیراندازوں کو اُن کی طرف بھیجا یہ حملہ آور جب اُس مقام پر آئے جہاں ٹھہر کر مسلمانوں نے کھجور کھائے تھے کھجور کی گٹھلیاں دیکھکر انھوں نے کہا کہ یہ مدینہ کے کھجوروں کی ہیں اب یہ مسلمانوں کے آثار پر اُن کے تعاقب میں چلے، عاصمؓ اور اُن کے ہمراہیوں کو اُن کی آہٹ ملی وہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے دوسروں نے آکر اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پھر اُن سے مطالبہ کیا کہ تم اپنے کو ہمارے حوالے کردو اور ہم حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں، عاصمؓ نے کہا کہ میں ہرگز کسی کافر کے عہد پر اعتماد کرکے اپنے کو اُس کے حوالے نہیں کروں گا اے خداوند تو اپنے نبی کو ہمارے حال کی خبر کردے البتہ ابن الاثنۃ البیاضی، خبیبؓ اور ایک دوسرے صاحب نے اپنے کو کفار کے حوالے کردیا انھوں نے اپنی کمانوں کی تانتیں کھولکر اُن سے مسلمانوں کو جکڑ بند کرلیا اسی عمل سے تین میں سے ایک مسلمان زخمی ہوگئے انھوں نے کہا یہ تمھاری بدعہدی کی ابتدا ہے میں تمھارے ساتھ نہیں جاتا، کفار نے اُن کو مار مار کر ہلاک کردیا خبیبؓ اور ابن الاثنۃ کو وہ مکہ لائے خبیبؓ نے چونکہ اُحد میں حارث کو قتل کیا تھا اس لئے انھوں نے اُن کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کی اولاد کے حوالے کردیا۔ یہ حارث کی بیٹیوں کے پاس مقیم تھے کہ انھوں نے اُن میں سے کسی لڑکی سے عاریتاً استرا مانگ لیا اور اُسے لڑائی کے لئے تیز کرنے لگے۔ اس عورت کا ایک چھوٹا بچہ تھا جو پاؤں پاؤں چل رہا تھا خبیبؓ نے اُسے اپنی ران پر بٹھالیا اس عورت نے جب اپنے بچہ کو اُن کے پاس دیکھا اور دیکھا کہ استرا اُن کے ہاتھ میں ہے وہ خوفزدہ ہوکر چلائی خبیبؓ نے کہا کہ کیا تم کو اس بات کا خوف ہے کہ میں اس بچہ کو

قتل کر دوں گا، ہرگز یہ خیال نہ کرنا، بدعہدی ہمارا شعار نہیں۔

عرصہ کے بعد اس عورت نے بیان کیا کہ میں نے خبیبؓ سے بہتر اسیر نہیں پایا حالانکہ اُس وقت مکہ میں کسی پھل کا موسم نہ تھا میں نے اُن کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا جیسے وہ کھا رہے تھے اور بے شک وہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا۔

قریش کے ایک خاندان نے اپنے آدمی بھیجے کہ وہ عاصمؓ کا کچھ گوشت کاٹ لائیں کیونکہ انھوں نے اس خاندان کے کئی آدمی اُحد میں مارے تھے مگر اللہ نے شہد کی مکھیاں اُن کی حفاظت کے لئے بھیجدیں انھوں نے اُن کے جسم کی حفاظت کی اور جو لوگ اُسے قطع کرنے آئے تھے اُن کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوسکی وہ بے نیل مرام واپس چلے گئے۔

جب خبیبؓ کو حرم سے باہر قتل کرنے لے چلے انھوں نے کہا ذرا مجھے مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفّار نے اُن کو اجازت دی انھوں نے دو رکعت نماز پڑھی، اس واقعہ کی وجہ سے بعد میں یہ طریقہ ہی رائج ہو گیا کہ جس کسی کو مجبور کر کے قتل کیا جاتا وہ دو رکعت نماز پڑھتا نماز کے بعد خبیبؓ کہنے لگے کہ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ کفّار کہیں گے کہ یہ قتل سے مضطرب ہے تو میں نماز میں اور زیادتی کرتا۔ میں اللہ کے لئے قتل کیا جا رہا ہوں مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ کس جانب لٹایا جاؤں پھر انھوں نے یہ شعر پڑھا۔

وذٰلک فی ذات الالٰہ وان یشأ   یبارک علٰی اوصال شلو ممزّع

ترجمہ:۔ یہ اللہ کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو وہ میرے کمزور اعضائے جسم پر اپنی برکت نازل فرمائے۔ اے بارالٰہ تو ان سب کو بلا استثنار ہلاک و تباہ کر دے اور پارہ پارہ کر دے۔

اس کے بعد ابو سروعہ بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف اُن کو حرم سے باہر لے گیا اور اُس نے تلوار سے اُن کو شہید کر ڈالا۔

عمرو بن اُمیہ سے مروی ہے کہ مجھے تنہا رسول اللہ صلعم نے بطور جاسوس قریش کے یہاں بھیجا، میں خبیبؓ کی ٹکٹکی کے پاس آیا مجھے پاسبانوں کا بھی خوف تھا مگر میں نے اُس پر چڑھ کر خبیبؓ کو کھول دیا اُن کی لاش زمین پر گر پڑی میں فوراً ہی

اُتر آیا مگر جب میں نے اُسے دیکھا تو وہاں اُس کا کوئی نشان تک بھی موجود نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ زمین کھا گئی چنانچہ آج تک اُن کی لاش کا پتہ نہیں ہے۔

ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ زید بن الاثنہ کو صفوان بن اُمیہ نے اپنے غلام نسطاس کے ساتھ تنعیم روانہ کیا اور قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر نکالا۔ بہت سے قریش تماشہ کے لئے اُن کے پاس جمع ہو گئے ان میں ابو سفیان بن حرب بھی تھا، جب زید رضؓ کو قتل کرنے کے لئے آگے کیا گیا ابو سفیان نے اُن سے کہا میں خدا کا واسطہ دیکر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ اس وقت یہاں بجائے تمہارے محمدؐ ہوتے اور ہم اُن کی گردن مارتے اور تم اپنے گھر بیوی بچوں میں ہوتے' زیدؓ نے کہا خدا کی قسم ہے کہ میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ جہاں اب وہ ہیں وہاں بھی اُن کو کوئی گزند پہنچے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں' اس جواب کو سنکر ابو سفیان کہنے لگا میں نے آج تک لوگوں میں باہم دیگر ایسی محبت نہیں دیکھی جو محمدؐ کے رفیقوں کو اُن کے ساتھ ہے اس کے بعد نسطاس نے اُن کو شہید کر دیا۔

عمرو بن اُمیۃ الضمری کا واقعہ

رسول اللہ صلعم نے ان کو ابو سفیان کے قتل کے لئے بھیجا، اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب اُن صحابہؓ کی شہادت کی خبر جن کو رسول اللہ صلعم نے اہل الرجیع کے مقام عضل اور قارہ کو بھیجا تھا آپ کو ملی آپ نے عمروؓ بن اُمیۃ الضمری کو ایک اور انصاری کے ساتھ ابو سفیان کے قتل کرنے کے لئے مکہ بھیجا۔ خود عمروؓ بن اُمیۃ الضمری سے مروی ہے کہ خبیبؓ اور اُن کے رفیقوں کے قتل کے بعد رسول اللہ صلعم نے مجھے اور میرے ساتھ ایک انصاری کو مکہ بھیجا اور کہا کہ تم ابو سفیان کو جا کر قتل کر دو، میں اور میرے ساتھی اس کام کے لئے چلے میرے ساتھ میرا ایک اونٹ تھا میرے رفیق کے پاس کوئی اونٹ نہ تھا اس کے علاوہ اُن کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی اس لئے میں اُن کو اپنے اونٹ پر بٹھا لیتا تھا ہم

بطن‌ یاجج آئے ہم نے درے کے صحن میں اپنے اونٹ کو باندھ دیا اور خود پیدل درے کے اندر گئے میں نے اپنے رفیق سے کہا تم مجھے ابوسفیان کے گھر لے چلو میں اُس کو قتل کرنا چاہتا ہوں دیکھنا اگر وہاں کوئی مقابلہ ہو یا تم کو کوئی خطرہ نظر آئے تم فوراً اپنے اونٹ کے پاس چلے آنا سوار ہونا مدینہ جانا اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے سارا واقعہ بیان کر دینا اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دینا میں اس علاقہ سے اچھی طرح واقف ہوں یہیں میری عمر کا بہترین زمانہ گذرا ہے'' اب ہم مکّہ میں آگئے میرے پاس ایک نہایت تیز چھری تھی جسے میں نے اس لئے پہلے سے تیار رکھا تھا کہ اگر کسی سے کشتی ہوئی تو اُس سے اپنے حریف کو قتل کر دوں گا، میرے رفیق نے مجھ سے کہا کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ پہلے ہم سات مرتبہ کعبہ کا طواف کریں اور وہاں دو رکعت نماز پڑھ لیں میں نے کہا میں اہل مکّہ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ان کا دستور ہے کہ تاریکی ہوتے ہی وہ اپنے صحنوں میں فرش بچھا کر وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور میں اس بات کو بخوبی جانتا ہوں۔ یہی باتیں کرتے ہوئے ہم خانہ کعبہ آئے سات مرتبہ ہم نے اُس کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر وہاں سے نکل کر ہم اُن کی ایک مجلس سے گذرے اُن کے ایک شخص نے مجھے شناخت کر لیا اور پھر اُس نے چلا کر کہا کہ یہ عمرو بن اُمیّہ ہے اب ہر طرف سے اہل مکّہ ہماری طرف جھپٹے اور کہنے لگے کہ بخدا عمرو کوئی نیک خیال لیکر یہاں نہیں آیا ہے قسم ہے اُس کی جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے یہ ضرور کسی بری نیت سے آیا ہے (یہ عمرو زمانۂ جاہلیت میں شیطان اور قاتل تھے) اب وہ سب مجھے اور میرے رفیق کو پکڑنے اُٹھے میں نے اُن سے کہا تم تو بھاگ جاؤ مجھے اسی کا ڈر تھا جس شخص کو ہم قتل کرنے آئے تھے اُس پر قابو پانے کا کوئی موقع نہیں تم اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤ۔ ہم دونوں تیز دوڑتے ہوئے بھاگے پہاڑ پر چڑھ کر ایک غار میں گھس گئے رات ہم نے وہیں بسر کی، جب ہم اُن کے ہاتھ نہ آسکے وہ واپس چلے گئے، میں نے غار میں داخل ہو کر اپنے آگے پتھروں کی بردہ کی ایک دیوار بنالی اور اپنے ساتھی سے کہا ذرا توقف

کروانُ کو ہماری تلاش سے دست بردار ہو جانے دو وہ آج ساری رات اور کل سارا دن شام تک ہماری تلاش کریں گے، میں غار میں تھا عثمان بن مالک بن عبید اللہ التیمی اپنے گھوڑے کو کاوا دیتا ہوا سامنے آتا نظر آیا اسی طرح بڑھتے ہوئے وہ ہمارے سامنے غار کے منھ پر آکر کھڑا ہو گیا، میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ بخدا یہ ابن مالک ہے اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا یہ ضرور اہل مکّہ کو ہماری خبر کر دے گا میں نے غار سے نکل کر اُس کی چھاتی کے نیچے خنجر بھونک دیا اُس نے ایسی چیخ ماری کہ مکّہ والوں نے اُسے سنا اور وہ اُسی آواز کی سمت لپکے میں پھر غار کے اندر چلا آیا اور میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ خاموش اپنی جگہ بیٹھے رہو، اہل مکّہ اُس کی آواز کی سمت تیز دوڑتے ہوئے آئے اُس کے پاس آئے ابھی اُس میں جان باقی تھی انھوں نے پوچھا کہو تم کو کس نے مارا اُس نے کہا عمرو بن اُمیّہ نے اتنا کہتے ہی اُس کی جان نکل گئی اور وہ ہمارا پتہ اُن کو نہ بتا سکا مکّہ والے کہنے لگے ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عمرو ضرور کسی شرارت کے لئے آیا ہے. بجائے اس کے کہ وہ ہمیں تلاش کرتے وہ اپنے آدمی کو اُٹھا کر لے گئے، ہم دو دن غار میں پڑے رہے جب ہماری تلاش ختم ہو گئی ہم تنعیم آئے وہاں ہمیں خبیبؓ کی سُولی نظر آئی، مجھ سے میرے رفیق نے کہا بہتر ہو کہ تم خبیبؓ کو سُولی پر سے اُتار دو میں نے پوچھا وہ کہاں ہے، انھوں نے کہا یہ کیا موجود ہے، میں نے کہا اچھا ذرا ٹھیرو اور مجھ سے علٰحدہ چلے جاؤ، سُولی کے گرد پہرہ متعین تھا، میں نے اپنے دوست انصاری سے کہا اگر تم کو خطرہ نظر آئے فوراً اپنے اونٹ کی راہ لینا اُس پر سوار ہو کر رسول اللہ صلعم کے پاس جانا اور یہ واقعہ بیان کر دینا۔ یہ کہکر میں نہایت تیزی سے سُولی کی طرف لپکا اور میں نے اُن کی لاش کو اُس پر سے کھول کر اپنی پشت پر لادا میں صرف چالیس قدم گیا ہوں گا کہ پہرہ داروں نے مجھے دیکھ لیا اور شور مچا دیا میں نے خبیبؓ کی لاش پھینکدی، اُس کے زمین پر گرنے کی آواز اب تک مجھے یاد ہے وہ میرے پیچھے دوڑے میں نے

صفرا کی راہ اختیار کی وہ تھک کر پلٹ گئے، میرے رفیق اونٹ کے پاس آئے اُس پر سوار ہو کر نبی صلعم کے پاس پہنچے اور اُن سے ہمارا ماجرا بیان کیا میں پاپیادہ مدینہ کی سمت روانہ ہوا عُلیل ضجنان پہنچا ایک غار میں گھُسا میرے پاس کمان اور تیر تھے میں غار میں چھُپا بیٹھا تھا بنی الدیل بن بکر کا ایک دراز قامت کانا آدمی بکریاں چراتا ہوا میرے پاس آیا اور پوچھا تم کون ہو میں نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں اُس نے کہا میں بھی اسی قبیلہ اور اس کے خاندان بنی الدیل سے ہوں وہ میرے پاس ہی غار میں لیٹ گیا اور بانسری اُٹھا کر گانے لگا:۔

ولستُ بمسلمٍ مادمتُ حیّاً　　ولستُ ادینُ دینَ المسلمینا

ترجمہ۔ جب تک زندگی ہے میں کبھی مسلمان نہیں ہوں گا اور نہ اب مسلمان ہوں۔

میں نے دل میں کہا بہت جلد معلوم ہو جائے گا، تھوڑی ہی دیر میں وہ اعرابی سو گیا اور خرّاٹے لینے لگا میں نے اس تمدر بے دردی اور بے رحمی سے اُسے قتل کر دیا کہ اس سے قبل کبھی کسی کو میں نے اس طرح نہیں مارا تھا میں نے یہ کیا کہ اُس کی بینا آنکھ میں اپنی کمان کی نوک بھونک دی اور پھر اُس پر اپنے تمام جسم کا بوجھ اس طرح ڈال دیا کہ کمان اُس کی گُدّی سے پار ہو گئی، اُسکا کام تمام کر کے اب میں درندے کی طرح وہاں سے اُٹھا اور عقاب کی طرح سرعت کے ساتھ میں نے اپنی راہ لی اور بچ آیا، اُس بستی میں آیا جس کا اُس شخص نے ذکر کیا تھا پھر رکوبہ ہوتا ہوا نقیع پہنچا یہاں مجھے مکّہ کے دو آدمی ملے جن کو قریش نے رسول اللہ صلعم کے حالات معلوم کرنے کے لئے بطور جاسوس کے بھیجا تھا میں نے اُن کو شناخت کر لیا اور اُن سے کہا قید ہو جاؤ وہ کہنے لگے کیا ہم تمہارے ہاتھ میں قید ہوں گے، میں نے ایک کو تیر سے ہلاک کر دیا اور دوسرے سے کہا قید ہو جاؤ اُس نے سر تسلیم خم کر دیا میں نے اُس کی مُشکیں باندھ لیں اور اُسے رسول اللہ صلعم کے پاس لے آیا۔

جب میں مدینہ پہنچا میں چند انصاری بزرگوں کے سامنے سے گذرا انھوں نے کہا یہ دیکھو عمروؓ بن امیّہ آ گئے، چند لڑکوں نے یہ بات سُنی وہ مجھ سے

پہلے ہی دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچے اور میرے آنے کی آپ کو خبر کی، میں نے اپنے اسیر کا انگوٹھا اپنی کمان کی تانت سے باندھ رکھا تھا مجھے دیکھکر رسول اللہ صلعم اس طرح ہنسے کہ آپ کے دانت کھل گئے، پھر آپ نے مجھ سے روئداد پوچھی میں نے سارا واقعہ سنایا آپ نے میری تعریف کی اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

اس سال رمضان میں رسول اللہ صلعم نے بنی ہلال کی زینب بنت خزیمہ اُم المساکین سے نکاح کیا اور اسی ماہ میں اُن سے مباشرت فرمائی، ایک تولہ سونا اور دس تولہ چاندی آپ نے ان کو مہر دیا تھا اس سے قبل یہ طفیل بن الحارث کی بیوی تھیں اُس نے ان کو طلاق دیدی تھی۔

بئر معونہ کا واقعہ

اسی سکہ ہجری میں رسول اللہ صلعم نے ایک مہم روانہ فرمائی بئر معونہ میں یہ قتل کر دی گئی، اس کے بھیجنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اُحد سے واپس آکر آپ نے بقیہ ماہ شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں بسر کئے اس سال مشرکین ہی کے انتظام میں حج ہوا، اُحد کے پورے چار ماہ بعد ماہ صفر میں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر نیزوں سے کھیلنے والا بنی عامر بن صعصعہ کا رئیس رسول اللہ صلعم کی خدمت میں مدینہ آیا اور کچھ تحائف بھی وہ آپ کے لئے ساتھ لایا مگر آپ نے اُن کے قبول کرنے سے انکار فرمایا اور کہا ابو براء میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کیا کرتا اگر چاہتے ہو کہ تمھارے تحفے قبول کروں اسلام لے آؤ پھر آپ نے اسلام کے اصول ارکان اُس کو بتائے اور بتایا کہ اسلام میں اُس کے لئے یہ یہ فوائد ہیں اللہ نے مومنوں سے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا، وہ نہ اسلام لایا اور نہ اُس نے تردید کی بلکہ کہا اے محمدؐ تم جس دین کی دعوت دے رہے ہو بے شک یہ اچھا ہے تم اپنے صحابہؓ میں سے بعض کو اہل نجد کے پاس بھیجو تاکہ یہ اُن کو اس دین کی دعوت دیں مجھے توقع ہے کہ وہ اسے قبول کریں گے،

رسول اللہ صلعم نے فرمایا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اہل نجد ان کو ستائیں گے' ابو براء نے کہا میں ان کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں آپ ان کو ضرور بھیجئے کہ وہ لوگوں کو آپ کے دین کی دعوت دیں' اس اطمینان پر رسول اللہ صلعم نے بنو ساعدۃ المعنق کے منذرؓ بن عمرو کو اپنے صحابہؓ میں سے چالیس بہترین مسلمانوں کے ساتھ مرنے کے لئے نجد بھیجا' ان میں حارثؓ بن الصمۃ' بنی عدی بن النجار کے حرامؓ بن ملحان' عروہؓ بن اسماء بن الصلت السلمی' نافعؓ بن بدیل بن ورقاء الخزاعی اور عامرؓ بن فہیرہ' ابو بکرؓ کے مولیٰ اکثر مشہور مسلمانوں کے ساتھ تھے۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے منذر بن عمرو کو ستر شتر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ مدینہ سے چلکر بئر معونہ آئے جو بنی عامر کے علاقہ اور بنی سلیم کے پتھریلے علاقہ کے درمیان دونوں کے قریب ہی بلکہ بنی سلیم کے پتھریلے علاقہ سے قریب تر واقع ہے آئے' وہاں فروکش ہو کر مسلمانوں نے حرامؓ بن ملحان کو رسول اللہ صلعم کے خط کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا' جب یہ اس کے پاس پہنچے' اس نے خط کے دیکھنے سے قبل ان کو قتل کر دیا اور پھر تمام بنی عامر کو مسلمانوں کے برخلاف برانگیختہ کیا مگر انھوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ چونکہ ابو براء نے ان کو پناہ دی ہے اور حفاظت کا باقاعدہ عہد کیا ہے ہم ہرگز اس کے عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے' ان سے مایوس ہو کر اس نے بنو سلیم کے قبائل عصیہ' رعل' اور ذکوان سے مسلمانوں کے خلاف مدد مانگی وہ اس پر آمادہ ہو گئے اور انھوں نے مسلمانوں کی فرودگاہ پر یورش کر کے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا ان کو دیکھکر مسلمانوں نے تلواریں سنبھالیں لڑے اور سوائے بنی دینار بن النجار کے کعب بن زید کے تمام مسلمان قتل کر دئے گئے' کعب کو کفار نے البتہ مردہ سمجھکر چھوڑ دیا ان میں صرف سانس باقی تھی پھر یہ مقتولین میں سے اٹھالئے گئے اور بچ گئے' اس کے بعد خندق کی لڑائی میں یہ شہید ہوئے۔

عمروؓ بن امیۃ الضمری اور ان کے رفیق انصاری جو بنی عمرو بن عوف سے تھے اس وقت اس قبیلہ کے حدود میں موجود تھے مگر ان کو اپنے مسلمان بھائیوں کی

اس مصیبت کا علم نہ تھا، انھوں نے دیکھا کہ پرندے مسلمانوں کے قتل گاہ پر چکر لگا رہے ہیں ان کو دیکھکر انھوں نے خیال کیا کہ ضرور ان پرندوں کے اُڑنے کا کوئی سبب ہے وہ دونوں اُس سمت چلے تاکہ معلوم کریں کہ کیا بات ہے اُس مقام پر آکر انھوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو خاک وخون میں غلطاں پایا اور وہ رسالہ جس نے اُن کو تباہ کیا تھا وہ بھی وہاں موجود تھا انصاری نے عمرو بن اُمیّہ سے کہا کیا کہتے ہو انھوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کے پاس چلیں اور اُن سے تمام واقعہ بیان کریں انصاری نے کہا مگر میں تو ایسے مقام سے اب اپنی جان سلامت لیکر جانا نہیں چاہتا جہاں منذر بن عمرو قتل کئے گئے میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ سے اُن کے قتل کے واقعہ کو دریافت کریں، یہ دشمن سے لڑے اور مارے گئے، عمرو بن اُمیّہ کو کفار نے قید کر لیا مگر جب انھوں نے کہا کہ میں بنی مُضَر سے ہوں عامر بن الطفیل نے اُن کو چھوڑ دیا البتہ اُن کی پیشانی کے بال قطع کر دئے اور چونکہ اُس کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اُس کے ایفا میں عامر نے اُن کو آزاد کر دیا۔ عمرو بن اُمیّہ وہاں سے چل کر جب قناۃ کی چڑھائی پر مقام قرقرہ آئے دوسری سمت سے بنی عامر کے دو شخص اُن کے پاس آکر اسی درخت کے سایہ میں جہاں یہ ٹھیرے تھے ان کے ساتھ ہی اُتر پڑے ان دونوں کے پاس رسول اللہ صلعم کا پروانہ راہداری اور پیمان حفاظت تھا عمرو بن اُمیّہ کو اس کی خبر نہ تھی انھوں نے اُن سے جب وہ ٹھیرے پوچھ لیا تھا کہ تم کون ہو انھوں نے بتایا کہ ہم بنی عامر ہیں یہ سُنکر عمرو بن اُمیّہ خاموش رہے اور جب وہ سو گئے انھوں نے ایک دم اُن پر حملہ کر کے دونوں کو ہلاک کر دیا اور اپنے دل میں سمجھے کہ میں نے بنی عامر سے صحابہؓ رسول اللہ صلعم کا بدلہ لیا یہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اور اپنی سرگزشت بیان کی آپ نے فرمایا تم نے دو ایسے شخصوں کو قتل کر دیا کہ مجھے اُن کی دیت دینا پڑے گی پھر آپ نے مسلمانوں کی مصیبت پر فرمایا کہ یہ سب کچھ ابو براکی وجہ سے ہوا میں پہلے ہی مخالف تھا اور اُن کو بھیجنا نہیں چاہتا تھا، ابو براکو اس کی اطلاع ہوئی انھیں

یہ بات سخت شاق گذری کہ بنی عامر نے اُس کے وعدۂ حفاظت کی خلاف ورزی کی اور اُس کے اور اُس کے وعدۂ حفاظت کی وجہ سے صحابہ رسولؐ کو یہ مصیبت پیش آئی ان شہید صحابہ رضؓ میں عامر بن فہیرہ بھی تھے۔

عروہؓ سے مروی ہے کہ عامر بن الطفیل نے پوچھا کہ یہ مسلمانوں کا کون شخص تھا کہ جب وہ قتل کیا گیا میں نے دیکھا کہ اُسے آسمان اور زمین کے مابین اُٹھا لیا گیا لوگوں نے کہا کہ یہ عامرؓ بن فہیرہ تھا۔

جبار بن سلمیٰ بن مالک بن جعفر کی اولاد میں سے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ جبار بنی عامر کے ہمراہ اُس روز اس واقعہ میں موجود تھے اس کے بعد یہ اسلام لے آئے خود ان سے مروی ہے کہ میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ میں نے اس واقعہ میں ایک مسلمان کے اُس کے شانوں کے درمیان نیزہ مارا میں نے دیکھا کہ میرے نیزے کا پھل جسم کو توڑ کر اُن کے سینے سے نکل گیا جس وقت میں نے اُن کے نیزہ مارا میں نے اُن کو یہ کہتے سُنا "بخدا میں کامیاب ہوا" میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کو کیا کامیابی ہوئی میں نے تو ان کو قتل کر دیا ہے، بعد میں جب مجھے اُن کے اس جملہ کا مفہوم پوچھنے سے معلوم ہوا کہ اس سے ان کی مراد مرتبۂ شہادت تھا میں نے کہا بے شک وہ فائز ہوئے۔

حسان بن ثابت اور کعب بن مالک نے ابو براء کے خاندان کو عامر بن الطفیل کے برخلاف اس عہد شکنی کے انتقام کے لئے اپنے اشعار کے ذریعہ برانگیختہ کیا۔ جب ربیعہ بن عامر ابو البراء کو ان کے اشعار پہنچے۔ اُس نے عامر بن الطفیل پر نیزہ سے قاتلانہ حملہ کیا مگر نیزہ مڑ گیا اور عامر قتل نہ ہوا مگر گھوڑے سے گر پڑا، ربیعہ نے کہا ابو براء کی کارگزاری یہ ہے اگر میں مر گیا تو میں نے اپنی جان اپنے چچا کے لئے دی ہے اس کا انتقام نہ لیا جائے اور اگر میں زندہ رہا تو اس معاملہ میں جو توہین میری ہوئی ہے اُس کے متعلق جو مناسب سمجھوں گا کروں گا۔

اہل بئر معونہ کے پاس رسول اللہ صلعم نے جو صحابہ رضؓ بھیجے تھے اُن کے متعلق انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ وہ چالیس تھے یا

ستر، عامر بن الطفیل الجعفری اس چشمے پر فروکش تھا یہ صحابہؓ مدینہ سے چل کر اس چشمہ کے اوپر ایک غار میں آئے اور جب بیٹھ گئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کون رسول اللہ صلعم کا یہ پیام ان چشمہ والوں کو پہنچائے ابن ملحان الانصاری نے کہا میں اس کام کو کرتا ہوں یہ اپنے مقام سے چل کر اُن کے ایک چشمہ کے ڈیرے کے پاس آئے اور خیموں کے سامنے گات باندھکر بیٹھ گئے پھر کہا اے بئر معونہ والو مجھے رسولؐ اللہ نے تمھارے پاس بھیجا ہے میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ ایک ہے محمدؐ اُس کے رسول اور بندے ہیں تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ، یہ سنتے ہی عامر خیمے کے در سے نیزہ لئے ہوئے برآمد ہوا اور اُس نے اُن کے ایک پہلو میں اسے بھونک کر پار کر دیا، ابن ملحان الانصاری نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم ہے میں نے مراد پائی۔ اُن کے بعد مشرکین اُن کے نشانات قدم پر چلتے چلتے اُن کے دوسرے ساتھیوں کے پاس جو غار میں ٹھیرے ہوئے تھے آئے اور یہاں عامر نے اُن سب کو قتل کر دیا۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ان کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا تھا، بلغوا عنا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا ورضینا عنہ (ترجمہ:۔ ہماری طرف سے ہماری قوم کو اطلاع کر دو کہ ہم اپنے رب سے آملے وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اُس سے راضی ہوئے) ایک زمانہ دراز تک ہم اس کی تلاوت کرتے رہے اُس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی اور اس کے بجائے اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین، (ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں اُن کو رزق دیا جاتا ہے خوش ہیں) انسؓ بن مالک سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ستر انصاریوں کو عامر بن الطفیل الکلابی کے پاس بھیجا اس جماعت کے امیر نے اپنے رفیقوں سے کہا تم یہیں ٹھیرو میں ذرا جاکر کفّار کی خبر لاتا ہوں وہ اُن کے پاس آئے اور کہا اگر امان دو تو رسول اللہ صلعم کا پیام تم کو سناؤں اُنھوں نے کہا ہاں تم کو امان ہے وہ پیام سنا رہے تھے کہ اُن میں سے کسی شخص نے

اُن کے جسم میں نیزہ بھونک دیا اس پر انھوں نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی
میں کامیاب ہوگیا، یہ کہتے ہی اُن کا کام تمام ہوگیا عامر نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ
یہ شخص اکیلا نہیں ہے اس کے ساتھ اور بھی ہیں، کفار اُن کے نشانات قدم پر
چلے، مسلمانوں پر آئے اور اُن سب کو قتل کر دیا اُن میں سے سوائے ایک کے
کوئی نہ بچا۔ انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ عرصہ تک وہ منسوخ آیت اُن کے متعلق پڑھتے رہے۔

اس سنہ ہجری میں رسول اللہ صلعم نے بنو النضیر کو اُن کے علاقہ سے جلا وطن کر دیا۔

بنو النضیر کی جلاوطنی

اس کا سبب یہ ہوا کہ عمرو بن اُمیۃ الضمری نے مدینہ واپس ہوتے ہوئے اُن دو شخصوں کو قتل کر دیا جن کو رسول اللہ صلعم نے وعدۂ حفاظت اور امان دیا تھا۔ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ صلعم کو لکھا کہ باوجود عہد وپیمان کے آپ کے آدمی نے ہمارے دو آدمی مار ڈالے، اُن کی دیت ادا کرو، رسول اللہ صلعم قُبا آئے اور وہاں سے بنو النضیر کی طرف مڑ گئے تاکہ اس دیت کی ادائی میں اُن سے مدد لیں، آپ کے ساتھ بہت سے مہاجر اور انصار تھے ان میں ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ اور اُسید بن حضیر بھی تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ چونکہ عمرو بن اُمیہ نے باوجود رسول اللہ صلعم کے عہد حفاظت کے بنی عامر کے دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا آپ اُن کی دیت کی ادائی میں مدد لینے کے لئے بنو النضیر کے پاس آئے بنو النضیر اور بنو عامر ایک دوسرے کے دوست اور حلیف تھے پہلے تو جب رسول اللہ صلعم نے بنو النضیر سے اپنے آنے کی غرض بیان کی انھوں نے کہا ہاں ابو القاسم جو تم نے ہم سے کہا ہے ہم اُس کے لئے پوری طرح آمادہ ہیں مگر پھر وہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے اور انھوں نے کہا آج سے بہتر موقع اس شخص کے ہلاک کر دینے کا پھر کبھی نہ ملے گا رسول اللہ صلعم اُس وقت اُن کے گھروں کی

ایک دیوار کے پاس بیٹھے تھے) لہذا کوئی شخص ایک مکان کی چھت پر چڑھ کر وہاں سے ایک بڑے پتھر کو ان پر پھینکدے اور اُن کو قتل کر کے ہمیں اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لئے راحت دے، اُن کے ایک شخص عمرو بن جحاش بن کعب نے اس کام کے لئے خود سے اپنے کو پیش کیا اور کہا میں اس کے لئے تیار ہوں چنانچہ وہ آپ پر پتھر پھینکنے کے لئے اُس مکان پر چڑھا، رسول اللہ صلعم خالی الذہن اپنے صحابہؓ کے ساتھ جن میں ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ بھی تھے دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان سے آپ کو آپ کے دشمنوں کے اس منصوبے کی خبر ملی، آپ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور صحابہؓ سے فرمایا میں آتا ہوں تم یہیں ٹھیرو مگر آپ سیدھے مدینہ واپس ہو گئے، جب آپ کے آنے میں دیر ہوئی صحابہؓ آپ کی تلاش میں چلے، اثنائے راہ میں مدینہ سے آتا ہوا ایک شخص ان کو ملا انھوں نے اُس سے رسول اللہ صلعم کو پوچھا اُس نے کہا میں نے آپ کو مدینہ میں داخل ہوتا ہوا دیکھا ہے، صحابہؓ مدینہ میں آپ کے پاس آگئے آپ نے اُن کو بتایا کہ یہودی میرے ساتھ یہ بدعہدی کرنے والے تھے پھر آپ نے اُن کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور سب کو لیکر اُن کے مقابلہ پر آئے اور محاصرہ کر لیا، یہودی آپ کے مقابلہ میں کئی قلعوں میں قلعبند ہو گئے، رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ ان کے تمام نخلستان کاٹ کر جلا دیئے جائیں، یہودیوں نے قلعوں سے پکار کر کہا اے محمدؐ تم تو اس بربادی سے منع کرتے تھے اور جو ایسا کرتا تھا اُسے بُرا کہتے تھے اب کیا ہوا کہ تم خود ہمارے نخلستانوں کو قطع کرو اکر اُن کو جلا رہے ہو۔

اس سلسلہ میں واقدی کا بیان یہ ہے کہ بنو النضیر نے جب باہم مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ رسول اللہ صلعم پر ایک بہت بڑا پتھر اوپر سے پھینکدیا جائے سلام بن مشکم نے اُن کو اس سے منع کیا اور کہا کہ اگر ایسا کرو گے جنگ ہو جائیگی اور جو تم کرنا چاہتے ہو وہ اس سے واقف ہیں مگر یہودیوں نے اُس کی نصیحت نہ مانی عمرو بن جحاش رسول اللہ صلعم پر پتھر لڑھکانے چھت پر چڑھا مگر اسی اثناء میں رسول اللہ صلعم کو اس کی اطلاع آسمان سے ملی آپ

قضائے حاجت کے بہانے اپنی جگہ سے اُٹھ گئے صحابہؓ نے دیر تک آپ کا انتظار کیا مگر آپ نہ آئے یہودی کہنے لگے کہ ابوالقاسم کیوں رک گئے، آپ کے صحابہؓ دیر تک انتظار کے بعد مدینہ واپس ہوئے کنانہ بن صُوریا نے یہودیوں سے کہا کہ تمہارے ارادے کی اُن کو ضرور خبر ہو گئی۔

صحابہؓ بھی وہاں رسول اللہ صلعم کے پاس چلے آئے، آپ اُس وقت مسجد میں بیٹھے تھے، صحابہؓ نے آپ سے کہا کہ ہم آپ کا انتظار کرتے رہے اور آپ چلے آئے، رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہودیوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ عزوجل نے مجھے اُن کے منصوبے کی اطلاع کردی، محمدؓ بن مسلمہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اُن سے کہا کہ تم یہودیوں سے جاکر کہدو کہ چونکہ تم نے میرے ساتھ بے وفائی کرنا چاہی تھی اس لئے اب تم میرے علاقوں سے نکل جاؤ اور میرے قریب نہ رہو۔

محمدؓ بن مسلمہؓ نے رسول اللہ صلعم کے ارشاد کے مطابق یہودیوں سے جاکر کہدیا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں سے ترک سکونت کر کے چلے جاؤ یہودی کہنے لگے اے محمدؐ بن مسلمہ ہمیں اس کی اُمید کبھی نہ تھی کہ بنی اوس کا کوئی شخص یہ حکم ہمارے لئے لائے گا، انھوں نے کہا، قلوب بدل گئے ہیں اور اسلام نے تمام سابقہ معاہدوں کو فسخ کر دیا ہے یہودیوں نے کہا بہرحال ہم اسے برداشت کرتے ہیں اور حکم کی بجا آوری کریں گے، عبداللہ بن اُبیؓ نے ان یہودیوں سے کہلا کر بھیجا کہ تم اپنے دیار سے نہ جانا ابھی وہیں رہو، خود میرے ساتھ دو ہزار عرب اور میرے قوم والے ہیں یہ جمعیت تمہارے ساتھ ہے ان کے علاوہ بنی قریظہ بھی تمہاری امداد کریں گے، کعب بن اسد کو جس نے بنی قریظہ کی جانب سے رسول اللہؐ سے دوستی کا معاہدہ کیا تھا جب اس بیان کی اطلاع ملی اُس نے کہا جب تک میں زندہ ہوں بنی قریظہ میں سے کوئی شخص معاہدہ کی اخلاف ورزی نہیں کر سکتا، پھر سلاّم بن مِشکم نے حُیَی بن اخطب سے کہا کہ محمدؐ نے جو حکم دیا ہے اس کو مان لو اسی طرح ہماری قوم اور ہمارا مال محفوظ رہے گا ورنہ اس سے زیادہ تکلیف دہ حالت برداشت کرنا پڑے گی، حُیَی نے پوچھا وہ کیا، سلاّم نے کہا اگر اس حکم کو

نہ مانو گے ہمارا تمام مال ضبط کر لیا جائے گا، بیوی، بچے لونڈی غلام بنائے جائیں گے اور جنگجو آبادی قتل کر دی جائے گی مگر حُیَیّ نے رسول اللہ صلعم کے حکم کو نہ مانا اُس نے جُدَیّ بن اخطب کو رسول اللہ صلعم کے پاس اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ ہم تو اپنے وطن سے نہیں نکلتے اب جو تم سے ہو سکے کر لو۔

اس پیام کو سُن کر رسول اللہ صلعم نے تکبیر کہی آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور فرمایا کہ یہودیوں نے لڑائی منظور کی ہے۔

جُدَیّ مدد کے لئے ابن اُبَیّ کے پاس آیا جُدَیّ سے مروی ہے کہ میں اُس کے پاس پہنچا وہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اُس وقت رسول اللہ صلعم کا نقیب لوگوں کو مسلح ہو جانے کا حکم دے رہا تھا اُسی وقت اُس کا بیٹا عبداللہؓ بن عبداللہ بن اُبَیّ میرے سامنے اپنے باپ کے یہاں آیا اور اُس نے ہتیار سنبھالے اور دوڑتا ہوا گھر سے چلا گیا، یہ رنگ دیکھکر میں عبداللہ بن اُبَیّ کی امداد سے مایوس ہو گیا میں نے حُیَیّ سے آکر سارا واقعہ بیان کیا اُس نے کہا کہ یہ محمدؐ کی گہری چال ہے۔ اب رسول اللہ صلعم نے بنی نضیر پر پیشقدمی کر کے اُن کا محاصرہ کر لیا پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد اُنھوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ اُن کو قتل نہ کیا جائے البتہ اُن کا تمام مال اور اسلحہ لے لئے جائیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بنی نضیر کا پندرہ دن تک محاصرہ کیا اور اس زمانے میں اُن کو بالکل بے بس اور مجبور کر دیا آخر کار انھوں نے آپ کے مطالبہ کو منظور کیا اور اس شرط پر صلح کی کہ اُن کو قتل نہ کیا جائے گا مگر اُن کے وطن اور زمینوں سے اُن کو بے دخل کر دیا جائے گا اور اُن کو شام کے بیابانوں میں جلاوطن کر دیا جائے گا، رسول اللہ صلعم نے اُن کے ہر تین شخصوں میں ایک اونٹ اور ایک مشک پانی کی دی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اس قبیلہ سے جنگ کی اور جلاوطنی کی شرط پر اُن سے صلح کی لہذا آپ نے اُن کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا اور اجازت دی کہ اسلحہ کے علاوہ جتنا بار اونٹ لاد سکے وہ لے جائیں۔

ابن اسحٰق کے سابقہ سلسلۂ بیان کے مطابق بنو عوف بن الخزرج میں

عبداللہ بن اُبَی بن سلول و دیعہ، مالک بن ابی نوفل۔ سُوید اور داعس ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے بنو نضیر سے کہلا بھیجا تھا کہ تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور مقابلہ کرو ہم کبھی تمھارا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اگر تم سے کوئی لڑے گا ہم تمھارا ساتھ دیں گے اور اگر تم جلا وطن کیے جاؤ گے تو ہم بھی تمھارے ساتھ چلیں گے لہٰذا ابھی تم انتظار کرو، مگر انھوں نے اس مشورہ پر عمل نہیں کیا اللہ نے اُن کے دلوں میں ایسا رُعب بٹھا دیا کہ خود انھوں نے رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ آپ ہمیں قتل نہ کریں جلاوطن کر دیں اس شرط پر کہ اسلحہ کے علاوہ جس قدر سامان اونٹ اٹھا سکے وہ ہم ساتھ لے جائیں۔ رسول اللہ صلعم نے اُن کی یہ درخواست منظور کی، انھوں نے اپنا تمام وہ سامان جو اونٹ پر لادا جا سکا ساتھ لے لیا چنانچہ یہ لوگ اپنے گھروں کے دروازے تک چوکھٹ کے ساتھ نکال کر اونٹوں پر بار کر کے لے گئے، یہ خیبر گئے اور پھر وہاں سے شام چلے گئے ان کے شرفا میں جو خیبر آئے وہ سلام بن ابی الحقیق کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق اور حیی بن اخطب تھے جب یہ وہیں رہ پڑے اہل خیبر نے اُن کی اطاعت قبول کر لی۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بنو نضیر اپنی بیوی بچوں اور اسباب و سامان کو لاد کر لے گئے، ان کے ساتھ دف، ستار اور رڈونیاں تھیں جو اُن کے پیچھے پیچھے گا بجا رہی تھیں اُس روز اُن میں اُمّ عمرو عُروہ بن الورد العبسی کی داشتہ بھی ساتھ تھی جسے انھوں نے اُس سے خرید لیا تھا یہ بنی غفار کی ایک عورت تھی جو اُس زمانے میں بہ اعتبار حُسن و ادا اور ناز و نخوت کے یکتائے روزگار تھی، اپنی تمام املاک کو انھوں نے رسول اللہ صلعم کے حوالے کر دیا وہ اس طرح خاص آپ کی ملکیت میں آ گئیں تاکہ جس طرح آپ چاہیں اُسے خرچ کریں، چنانچہ آپ نے انصار کو چھوڑ کر اُسے صرف پہلے مہاجرین میں تقسیم کر دیا انصار میں سے سہلؓ بن حنیف اور ابو دجانہ، سماک بن خرشہ نے اپنی غربت کی وجہ سے رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ ہمیں بھی کچھ عطا فرمائیے آپ نے ان کو بھی اُس میں سے دیا۔

بنو نضیر میں سے صرف دو شخص یامین بن عمیر بن کعب، عمرو بن جحاش کے چچیرے بھائی اور ابو سعد بن وہب اس شرط پر اسلام لے آئے کہ ان کی املاک انہیں کے پاس رہیں گی، چنانچہ یہ اُس پر قابض رہے، اس موقع پر رسول اللہ صلعم نے ابن اُمّ مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا، اور اس غزوہ میں علیؓ بن ابی طالب آپ کے علمبردار تھے۔

اس سال عبداللہ بن عثمانؓ بن عفان نے جمادی الاولیٰ میں چھ سال کی عمر میں انتقال کیا، رسول اللہ صلعم نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی خود عثمانؓ بن عفان اُن کی قبر میں اُترے، اس سال ماہ شوال کے بالکل ابتداء میں حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے۔

اس باب میں اختلاف ہے کہ بنو نضیر کے اس غزوہ کے بعد رسول اللہ صلعم دوسرے کس غزوہ کے لئے تشریف لے گئے، ابن اسحٰق کی روایت یہ ہے کہ اس غزوہ کے بعد آپ نے ربیع الاول اور آخر اور ماہ جمادی کا کچھ زمانہ مدینہ میں بسر فرمایا، پھر غطفان کے قبائل بنو محارب اور بنو ثعلبہ سے لڑنے کے لئے نجد گئے وہاں مقام نخل میں فروکش ہوئے یہی غزوہ ذات الرقاع" ہے، وہاں غطفان کی ایک بہت بڑی جمعیت سے آپ کا مقابلہ ہوا مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور طرفین ایک دوسرے سے مرعوب ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے اسی موقع پر رسول اللہ صلعم نے صلاۃ الخوف پڑھی اور پھر آپ مسلمانوں کو لے کر مدینہ چلے آئے۔

مگر واقدی کا بیان ہے کہ یہ غزوہ ذات الرقاع محرم ۵ھ ہجری میں پیش آیا، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس پہاڑ کی وجہ سے یہ غزوہ معنون ہوا وہ سیاہ بھی ہے، سفید بھی اور سرخ بھی ہے اسی وجہ سے اس کا یہ نام ہوا، اس غزوہ میں آپ نے عثمانؓ بن عفان کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ نجد چلے، ذات الرقاع کے پاس ایک نخلستان میں پہونچے، غطفان کی ایک بڑی جمعیت سے ہمارا مقابلہ ہوا، لڑائی نہیں ہوئی، مگر مسلمان دشمن سے مرعوب ہو گئے اور

اس موقع پر صلاۃ الخوف کا حکم نازل ہوا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے صحابہؓ کے دو حصے کئے ایک دشمن کے بالمقابل جا کھڑا اور دوسرا نماز کے لئے رسول اللہ صلعم کے پیچھے کھڑا ہو گیا، آپ نے تکبیر کہی سب نے تکبیر کہی آپ نے اپنے مقتدیوں کے ساتھ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور جب دوبارہ کھڑے ہوئے تو وہ اُلٹے پاؤں چل کر اپنے دوسرے ساتھیوں کے مقام پر آ کر دشمن کے مواجہے میں کھڑے ہو گئے اور اب یہ پہلی جماعت نماز کے لئے پلٹی پہلے انھوں نے خود ایک رکعت پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور اب رسول اللہ صلعم نے اُن کو نماز پڑھائی۔ رکوع کیا اور سجدہ کیا اس کے بعد جو لوگ اب دشمن کے سامنے کھڑے تھے وہ پلٹ کر آئے اور انھوں نے اپنی دوسری رکعت ادا کی مگر جلسہ میں سب ایک ہو گئے اور سلام کے وقت سب پر رسول اللہ صلعم نے سلام بھیجا۔

اس نماز کی شکل میں بہت اختلاف بیان ہے ہم طوالت کے خوف سے یہاں اسے بیان نہیں کرتے انشاء اللہ اپنی دوسری کتاب بسیط القول فی احکام شرائع الاسلام کے باب صلاۃ الخوف میں بیان کریں گے۔

جابرؓ بن عبداللہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں قصر کا حکم کس روز نازل ہوا انھوں نے کہا قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا ہم اُس کو روکنے گئے ہم مقام نخل میں فروکش تھے کہ دشمن کا ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور اُس نے آواز دی، اے محمدؐ آپ نے فرمایا ہاں کہو اُس نے کہا کیا تم مجھ سے نہیں ڈرتے، آپ نے فرمایا بالکل نہیں، اُس نے کہا کون میرے مقابلہ میں تمھاری حفاظت کر سکتا ہے، آپ نے فرمایا، اللہ، پھر اُس نے تلوار نکالی اور اُس سے آپ کو ڈرایا اور قتل کی دھمکی دی پھر آپ نے کوچ کا اعلان کرا دیا اور سب نے ہتیار سنبھالے اتنے میں نماز کا وقت آ گیا موذن نے اذان دے دی رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو پہلے نماز پڑھائی اس اثناء میں دوسرے مسلمان ان نمازیوں کی حفاظت کرتے رہے جو آپ کے قریب تھے آپ نے اُن کو دو رکعت نماز پڑھائی پھر یہ لوگ پچھلے پیروں

پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے بجائے دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور اب وہ نماز کے لئے آئے رسول اللہ صلعم نے اُن کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اس اثناء میں جو پہلے نماز پڑھ چکے تھے وہ ان کی حفاظت کرتے رہے، پھر آپ نے سلام پھیرا۔ اس طرح رسول اللہ صلعم نے چار رکعت نماز پڑھی اور دوسرے صحابہؓ نے دو دو رکعت پڑھیں، اس روز اللہ عزوجل نے نماز میں قصر کا حکم نازل فرمایا اور مسلمانوں کو نماز میں ہتیار لگانے کا حکم دیا گیا۔"

جابرؓ بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ بنو محارب کے ایک شخص فلان بن الحارث نے اپنی قوم غطفان اور محارب سے کہا، کہو تو میں تمھاری خاطر محمدؐ کو قتل کر دوں، انھوں نے کہا، ضرور کرو مگر یہ کیسے ہوگا، اس نے کہا، میں دھوکے سے اچانک اُن کو قتل کر دوں گا، اس ارادے سے وہ رسول اللہ صلعم کے پاس آیا، آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی تلوار گود میں رکھی تھی، اُس نے کہا، محمدؐ میں تمھاری یہ تلوار دیکھنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا، دیکھ لو، اُس نے تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر اُسے نیام سے باہر نکالا اب وہ اُسے پھرانے لگا اور اُس سے آپ پر وار کرنے لگا، مگر اللہ عزوجل نے اُس کے ہاتھ کو نکما کر دیا پھر اُس نے کہا، محمدؐ تم مجھ سے ڈرتے نہیں، آپ نے فرمایا، ہرگز نہیں، اور میں تجھ سے کیوں ڈروں، اُس نے کہا، میرے ہاتھ میں تلوار ہے پھر بھی تم مجھ سے نہیں ڈرتے، آپ نے فرمایا، اللہ تیرے مقابلے میں میری حفاظت کرے گا، اب اُس نے تلوار کو نیام میں رکھ دیا اور اُسے رسول اللہ صلعم کو واپس دیدیا اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا یا ایھا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم (ترجمہ:- اے ایمان والو اللہ کی اُس نعمت کو یاد کرو کہ جب ایک جماعت نے تم پر دست درازی کرنا چاہی اللہ نے اُن کے ہاتھ تم سے روک لیے)۔

جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم مقام نخل کے غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اللہ صلعم کے ہمراہ تھے، ایک مشرک عورت کسی مسلمان کے قبضہ میں آگئی اُس وقت اُس کا شوہر موجود نہ تھا، جب رسول اللہ صلعم مدینہ آنے لگے تب

اُس کے شوہر کو اس واقعے کی اطلاع ملی، اُس نے قسم کھائی کہ جب تک کہ میں محمدؐ کے ساتھیوں میں سے کسی کو قتل نہ کروں گا باز نہ رہوں گا، اس نیت سے وہ رسول اللہ صلعم کے پیچھے اُن کے نقش قدم پر چلا، آپ کسی منزل میں فروکش ہوئے، آپ نے فرمایا آج رات کون ہماری نگہبانی کرے گا، مہاجرین میں سے ایک صاحب اور انصار میں سے ایک صاحب نے اس کام کے لئے اپنے کو پیش کیا اور کہا کہ ہم نگہبانی کریں گے، آپ نے فرمایا، اچھا تم اس راستے کے ناکے پر کھڑے رہنا کیونکہ آپ اور صحابہؓ اسی راستے پر وادی کے شکم میں فروکش ہوئے تھے، جب وہ دونوں صاحب اس کام کے لئے فرودگاہ سے نکل گئے انصاری نے مہاجر سے کہا، اوّل یا آخر رات کا کونسا حصہ چاہیئے ہو کہ اس میں میں نگہبانی کروں، مہاجر نے کہا اوّل شب تم پہرہ دو اس قرارداد پر مہاجر پڑ کر سو رہے اور انصاری نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اس وقت اُس عورت کا خاوند یہاں پہنچا اور اُن کی شکل نظر آتے ہی وہ تاڑ گیا کہ یہ مسلمانوں کے نگہبان ہیں اُس نے ان پر تیر چلایا وہ ان کے آکر لگا انھوں نے اُسے اپنے جسم سے نکال کر زمین پر ڈال دیا اور خود اسی طرح کھڑے نماز پڑھتے رہے اُس شخص نے ان کے دوسرا تیر مارا وہ بھی ان کو آکر لگا انھوں نے اُسے بھی اپنے جسم سے کھینچکر زمین پر ڈال دیا پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا اس کے بعد اپنے دوسرے رفیق کو جگایا اور کہا ہوشیار ہو بیٹھو مجھ پر حملہ کیا گیا ہے، مہاجر فوراً جاگ کر ہوشیار ہو بیٹھے، جب اُس شخص نے ان دونوں کو دیکھا وہ سمجھ گیا کہ یہ مجھ سے چوکنے ہو گئے ہیں، جب مہاجر نے انصاری کو دیکھا کہ اُن کے جسم سے خون جاری ہے، انھوں نے کہا، سبحان اللہ، آپ نے غضب کیا جب پہلا تیر آپ کے لگا تھا آپ نے مجھے کیوں نہ جگا لیا، انصاری نے کہا میں کلام اللہ کی ایک سورۃ تلاوت کر رہا تھا مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ اُس کو پورا کئے بغیر چھوڑ دوں، مگر جب متواتر مجھے تیر لگنے لگے میں نے رکوع کیا پھر تم کو اطلاع کی اور یہ بھی اس لئے کہ میں نے سوچا کہ اس سورۃ کو ختم کرنے یا اُس کے پورا ہونے سے پہلے یہ مجھے ختم کر دے گا اور اس طرح جس مقام کی

نگرانی کا رسول اللہ صلعم نے مجھے حکم دیا ہے وہ غیر محفوظ رہ جائے گا مجھے تم سے کہنا پڑا۔

غزوۃ السّویق

اُس وعدے کے مطابق جو ابو سفیان سے ہوا تھا یہ نبی صلعم کا بدر کا دوسرا غزوہ ہے۔ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۂ ذات الرقاع سے واپس آکر رسول اللہ صلعم نے جمادی الاولیٰ کا بقیہ زمانہ جمادی الآخر اور رجب مدینہ میں بسر فرمائے، شعبان میں آپ اُس قرارداد کے مطابق جو ابو سفیان سے جنگ اُحد میں ہوئی تھی بدر کو روانہ ہوئے، وہاں پہونچکر ابو سفیان کے انتظار میں آپ نے آٹھ راتیں قیام فرمایا۔ ابو سفیان اہل مکّہ کے ساتھ مُرالظہران کے نواح میں مجنّتہ آکر ٹھیرا، بعض صاحبوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اُس نے عسفان کو طے کیا اُس کے بعد اُس نے مراجعت مناسب سمجھی اور قریش سے کہا کہ جب بارش اچھی ہوئی ہو وہ سال تمھارے لئے جنگ کے لئے بہتر ہے تاکہ جانور نباتات کو چرسکیں اور اُن کا دودھ تم پی سکو چونکہ اس سال خشک سالی ہے میں پلٹ جاتا ہوں تم بھی پلٹ چلو، چنانچہ وہ واپس ہوا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے، اہل مکّہ اس فوج کو جیش السویق کہنے لگے کیونکہ یہ ستّو پیتے ہوئے گئے تھے۔

رسول اللہ صلعم حسب قرارداد ابو سفیان کے انتظار میں بدر میں ٹھیرے رہے مخشی بن عمرو الضمری جس نے غزوۂ ودآن میں بنی ضمرہ کی جانب سے رسول اللہ صلعم سے مصالحت کی تھی آپ کے پاس اس قیام کے اثناء میں آیا اُس نے پوچھا کیا آپ قریش کے مقابلے کے لئے اس وادی میں ٹھیرے ہوئے ہیں، آپ نے فرمایا ہاں ہم اُن کے انتظار میں مقیم ہیں مگر چاہو تو ہم اُس معاہدے کو جو ہمارے اور تمھارے درمیان ہے فسخ کردیں اور پھر تم سے نبٹ لیں یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور تمھارے درمیان ہمیشہ کے لئے فیصلہ کردے، اُس نے کہا اے محمدؐ بخدا میرا منشا یہ نہیں ہے

اور نہ میں اسے چاہتا ہوں، اسی قیام میں معبد بن ابی معبد الخزاعی اپنی ناقہ پر آپ کے پاس سے گذرا۔

واقدی کہتے ہیں کہ اُس قرارداد کے جو اُحد میں ابو سفیان سے ہوئی تھی ایک سال کے بعد ذی القعدہ میں رسول اللہ صلعم نے اپنے صحابہؓ کو جہاد میں چلنے کی دعوت دی، نعیم بن مسعود الاشجعی عمرہ کی نیت سے مکّہ آیا اور قریش سے ملا انھوں نے پوچھا کہاں سے آتے ہو اُس نے کہا یثرب سے قریش نے پوچھا کیا تم نے محمدؐ کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا ہے اُس نے کہا ہاں وہ تم سے لڑنے کے لئے بالکل تیار ہو چکے تھے، اس وقت یہ صاحب اسلام نہیں لائے تھے، ابوسفیان نے اُس سے کہا کہ اس مرتبہ خشک سالی ہے ہمارے لئے وہی سال مفید ہو سکتا ہے جس میں کافی بارش ہوئی ہو تا کہ چارہ اور دودھ میسر آسکے اور جنگ کا مقررہ وقت قریب آگیا ہے تم مدینہ جا کر اُن کو کسی حیلے سے ہمارے مقابلے پر آنے سے روکو اور کہو کہ قریش کے ساتھ اس قدر زبردست جمعیت ہے کہ تم کسی طرح اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہم چاہتے یہ ہیں کہ خلاف وعدگی اُن کی طرف سے ہو ہماری طرف سے نہ ہونے پائے اس خدمت کے صلہ میں ہم تمھارے دس حصّے لگائے لیتے ہیں اور سہیل بن عمرو کو اُس کا ضامن بنا دیتے ہیں۔

سہیل بھی وہاں آگیا، نعیم نے اُس سے پوچھا اے ابو یزید تم اس رقم کی ضمانت کرتے ہو تا کہ میں محمدؐ کے پاس جا کر اُن کو مقابلہ پر آنے سے روک دوں۔ اُس نے کہا ہاں میں ضامن ہوں، نعیم مکّہ سے مدینہ آیا اُس نے مسلمانوں کو جہاد کی تیاری میں مصروف پایا اب اس نے خفیہ طریقہ پر مسلمانوں سے کہنا شروع کیا کہ میں تو اس وقت کے مقابلے کو کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا دیکھو کیا اُحد میں خود محمدؐ مجروح نہیں ہوئے اور اُن کے ساتھی قتل نہیں کئے گئے، اُس کے بہکانے سے مسلمان جہاد میں جانے سے رُک گئے، رسول اللہ صلعم کو اس کی اطلاع ملی آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے ہمراہ کوئی نہ جائے گا میں خود تنہا جاؤں گا پھر تو اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی عقلوں کو سیدھا کر دیا اور وہ تجارت کا سامان

لے کر جہاد کے لئے چلے، اللہ نے یہ برکت دی کہ ایک درہم کے عوض انھوں نے دو کمائے اور دشمن سے بھی مقابلہ نہیں ہوا، یہ بدر کی دوسری مہم ہے جو ابو سفیان کی قرارداد کے مطابق یہاں آئی، اس جگہ عہد جاہلیت میں ہر سال آٹھ روز تک بازار لگتا تھا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ صلعم نے عبداللہ رضؓ بن رواحہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ماہ شوال میں رسول اللہ صلعم نے اُم سلمہ رضؓ بنت ابی اُمیّہ سے نکاح کیا اور آپ اُن کے پاس رہے۔ اس سال آپ نے زیدؓ بن ثابت کو حکم دیا کہ تم توراۃ پڑھ لو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ میری کتاب میں تحریف کر دیں گے۔ اس سال مشرکین کے انتظام میں حج ہوں

۵ ہجری شروع ہوا

اس سال رسول اللہ صلعم نے زینبؓ بنت جحش سے شادی کی، محمد بن یحیٰی بن حبّان سے مروی ہے کہ آپ ایک دن زیدؓ بن حارثہ کے گھر آئے، ان کو زید بن محمدؐ کہا جاتا تھا، آپ اُن کی تلاش میں اُن کے گھر آئے وہ اس وقت موجود نہ تھے اُن کی بیوی زینب بنت جحش ہلکا لباس پہنے آپ کے سامنے آئیں آپ نے دیکھ کر منھ پھیر لیا اور زینبؓ نے آپ سے کہا کہ وہ تو اس وقت یہاں نہیں ہیں، میرے ماں باپ آپ پر نثار آپ اندر تشریف لائیں رسول اللہ صلعم نے گھر میں جانے سے انکار فرمایا، واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب زینبؓ سے یہ کہا گیا کہ رسول اللہ صلعم باہر دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں انھوں نے عجلت میں کپڑے پہنے اور پوری طرح نہیں پہنے تھے کہ خود ایک دم رسول اللہ صلعم کے سامنے آگئیں اُن کی صورت آپ کے دل میں کھپ گئی آپ کچھ منھ سے کہتے ہوئے وہاں سے پلٹے اور کوئی الفاظ تو سمجھ میں نہیں آئے البتہ یہ آپ نے ذرا بلند آواز میں فرمایا سبحان اللہ العظیم۔ سبحان اللہ مصرّف القلوب (ترجمہ:۔ پاک ہے

اللہ بزرگ، پاک ہے اللہ دلوں کا پھیرنے والا)۔

زیدؓ جب اپنے گھر آئے اُن کی بیوی نے اُن کو اطلاع دی کہ رسول اللہ صلعم تشریف لائے تھے انھوں نے کہا تم نے اندر کیوں نہ بُلالیا، اُن کی بیوی نے کہا میں نے یہ بات عرض کی تھی مگر آپ نے نہ مانا، زیدؓ نے پوچھا کیا تم نے آپ کو کچھ کہتے ہوئے سُنا انھوں نے کہا ہاں جب آپ واپس جانے لگے تو آپ نے سبحان اللہ العظیم سبحان اللہ مصرف القلوب کہا تھا، یہ سُن کر زیدؓ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ غریب خانہ پر تشریف لائے تھے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ گھر کے اندر کیوں نہ گئے، اے اللہ کے رسولؐ شاید زینبؓ کی صورت آپ کو بھلی معلوم ہوئی میں اسے طلاق دئے دیتا ہوں، رسول اللہ صلعم نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو، مگر اس روز کے بعد سے زیدؓ اپنی بیوی پر قادر ہی نہ ہو سکے اور وہ خود آکر رسول اللہ سے یہ بات کہہ جاتے مگر آپ یہی فرماتے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو آخر کار زیدؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے ہی دی اُن سے قطعی علیحدگی اختیار کرلی اور اب وہ دوسری شادی کے قابل ہوگئیں، ایک دن رسول اللہ صلعم عائشہؓ سے باتیں کر رہے تھے آپ پر غشی طاری ہوئی اور جب ہوش آیا آپ مسکرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کوئی ہے جو زینبؓ کو جاکر بشارت دے اللہ نے اُن کے ساتھ میری شادی کردی ہے اور رسول اللہ صلعم نے یہ آیات تلاوت کیں واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک (پورا قصہ) (ترجمہ:- اور جب کہ تم اُس سے کہتے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا ہے کہ تم اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو)۔

عائشہؓ کہتی ہیں کہ آپ کے اس ارشاد سے میرے دل میں دور و نزدیک کے خیالات آنے لگے کیونکہ زینبؓ کے حسن و جمال کی شہرت ہم تک پہنچ چکی تھی، دوسری جو سب سے بڑی بات اس معاملہ میں ہوئی وہ یہ تھی کہ چونکہ خود اللہ نے اُن کی شادی رسول اللہ صلعم سے فرمائی ہے اس لئے وہ ہم پر فخر کریں گی، بہرحال سلمیٰؓ آپ کی خادمہ اُن کے پاس گئیں اور اُن کو اس سے آگاہ کیا، زینبؓ نے سلمیٰؓ کو اس بشارت کے صلہ میں ایک چندن ہار دیا۔